تذکرہ حضرت میاں

عطا اللہ ساگر وارثیؒ

تاریخ موضع اروپ

(ضلع گوجراں والا)

مؤلف و مرتب

میاں غلام فرید وارثی

"حصہ دوئم"

Scanned with CamScanner

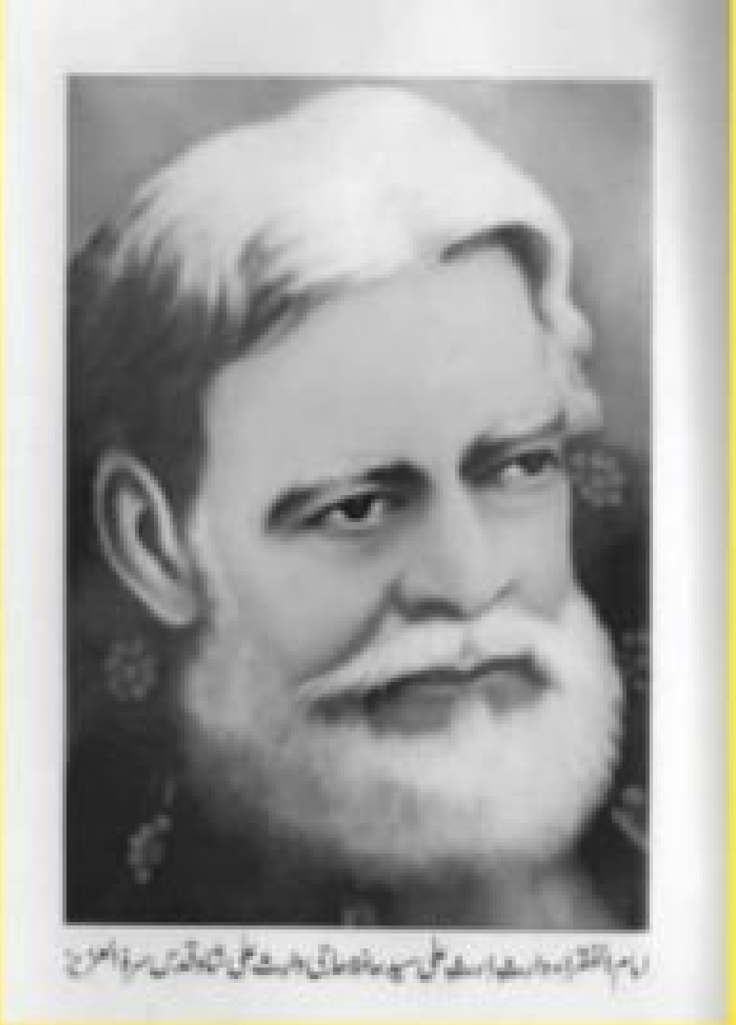

حضرت سید عبد السلام
عرف میاں بالکا رحمتہ
اللہ علیہ کی جانب سے
کتب وارثیہ کی یہ
بہترین کاوش کی گئی جو
کہ ایک سفید پوش
گزرے ہیں اپنے وقت کے
کامل ترین عالم با عمل
ولی فقیر جو داخل
سلسلہ حضرت عبداللہ
شاہ شہید رحمتہ اللہ
علیہ سے ہیں انکی استاد
صدر کراچی میں ان کا
مزار ہے
یہ کام وارث پاک غلام
نواز عظمتہ اللہ ذکرہ کے
حکم پر کیا گیا اس کام کو
کوئی وارثی اپنی جانب
منسوب کرکے توہین
حکم مرشد کا ارتکاب نا
کرے اگر کوئی بھی
شخص یہ کہے کے اس
نے پی ڈی ایف بنائی تو
مان لیجیے گا کہ یہ
جھوٹ بول ہے غلام کا
کام غلامی کرنا ہے یعنی
مرشد کے حکم کی
تعمیل کرنا ہے نا کہ
تعریف اور واہ واہی وصول
کرنا
برائے مہربانی سب
وارثیوں پر حکم مرشد کی
اتباع لازم ہے جھوٹ
بولنے اور واہ واہی سے پر
ہیز کریں شکریہ

Scanned with CamScanner

یا رسول اللہ ﷺ

یا اللہ جل جلالہ

تذکرہ

حضرت میاں عطاء اللہ

ساگر وارثی

+923004674707 GULAM FAREED WARSI

Scanned with CamScanner

ولادت:
آپ 7 اگست 1935ء بروز پیر ضلع ہوشیار پور (بھارت) کی تحصیل دسوہہ میں واقع ہردو تھلہ (گاؤں) میں پیدا ہوئے۔

اسم بامسمیٰ: آپ کی پیدائش پر اسم مبارک ایسا رکھا گیا جو آپ کی ذات کا مظہر بنا۔ یہ نام نامی آپ کے والد بزرگوار کے پیشوا حضرت خواجہ محمد دیوان چشتی صابری نے خود تجویز فرمایا۔ خواجہ صاحب کی ذرہ نوازی تھی جو خاص اس گھرانے پر رحمت کا باعث بنی۔ آپ کا نام "عطاء اللہ" رکھا گیا۔ آپ اسم بامسمیٰ تھے اور کیوں نہ ہوتے۔ بزرگوں کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے کلمات گوہر نایاب کی مانند ہوتے ہیں۔ آپ واقعی اللہ کی عطاء ثابت ہوئے اور "کاتب وارث" کے خطاب سے نوازے گئے۔
[بررسی شعر فارسی خانقاہ ھای معروف سلسلہ چشتیہ در پنجاب، سید عنصر اظہر، ص 374]

خاندانی حالات: منہاس راجپوتوں کی ایک عظیم گوت ہے۔ یہ قوم پنجاب کے کم وبیش تمام اضلاع میں آباد ہے۔ منہاس سب سے زیادہ ضلع جہلم اور اس کے نواح میں آباد ہیں۔ دوسرے نمبر پر راولپنڈی کے ضلع میں آباد ہیں جب کہ تیسرے نمبر پر سیالکوٹ شامل ہے۔ اس کے علاوہ یہ لوگ گوجرانوالا، گجرات، شیخوپورہ، سرگودھا، ملتان اور مظفر گڑھ کے علاوہ ڈیرہ اسماعیل خان، بنوں اور ہزارہ میں بھی آباد ہیں۔ [راجپوت تاریخ کے آئینہ میں، غلام اکبر ملک، ص .100]۔ اس شاخ کے مندرجہ ذیل خاندان ہیں۔

پہلا خاندان: یہ خاندان راجپوت جموال کی ایک شاخ ہے۔ اس لقب کے متعلق دو روائتیں مشہور ہیں۔ اوّل یہ کہ راجہ جوگراج والی ملک جموں کے دو بیٹے تھے۔ بڑا ملن ہنس یا من پرکاش جس کی اولاد نے راج کرنے سے انکار کر دیا اور ہل پکڑ لی۔ پس اس کی اولاد ملن ہنس کے نام پر منہاس مشہور ہوئی۔ دوسری روایت یہ ہے کہ خاندان جموال میں ہل چلانا منع چلا آتا ہے۔ اس لیے ان کی اولاد سے جس جس نے ہل چلائی وہی منہاس (یعنی منہا کئے گئے یا نکالے گئے) ہو گیا۔ [مشائخ ہوشیار پور، ص، 209 الف۔ منہاس تاریخ کے آئینہ میں، غلام اکبر ملک، ص، 101۔ تاریخ راجپوتاں ملک پنجاب، ٹھاکر کاہن سنگھ]
ملن ہنس یا من پرکاش کی اولاد ہیں جو ۴۰۰ بکرم/343ء کے قریب خاندان

جموال سے علیٰحدہ ہوا۔ یہ خاندان مقام پرگوال، چپراڑ، تھب وغیرہ مختلف مقامات میں آباد ہے جس کی بہت تعداد ہے۔ [منہاس تاریخ کے آئینہ میں، غلام اکبر ملک، ص، 101]

دوسرا خاندان: منہاس موضع مالتی تحصیل بسوہلی میں صرف ایک دو گھر ہیں۔ یہ خاندان جسر دوتیہ جموال واقع موضع ملن علاقہ جسر وتہ سے علیٰحدہ ہوا۔ [مشائخ ہوشیارپور، ص، 209 الف۔ تاریخ راجپوتاں، بھائی کاہن سنگھ]

تیسرا خاندان: راجہ سنگرام دیو لکھن پور یہ سے علیٰحدہ ہوا جو موضع بمیال ضلع گورداسپور اور دوسرے مختلف مقامات پر آباد ہے۔ کچھ ان میں سے نقل مکانی کر کے موضع جوالی تحصیل نور پور یہ ضلع کانگڑہ میں رہتے تھے۔ یہ سب سنگرام دیو کے چہارم فرزند بمبہ کی اولاد سے ہیں۔ [مشائخ ہوشیارپور، ص، 209 الف۔ تاریخ راجپوتاں، بھائی کاہن سنگھ]

چوتھا خاندان: منہاس راجہ ارجن دیو کے بیٹے جو ہر دیو سے علیٰحدہ ہوا جس کا زمانہ قریب ۱۴۰۰ بکرم/1343ء کے بیان ہوتا ہے۔ اس راجہ جو ہر دیو کے بھی دو بیٹے مال دیو اور حکمان دیو آخر الذکر کی اولاد نے بھی ہل چلائی۔ ان کی اولاد منہاس کہلائی جو مواضعات پلاوڑہ، عاقل پور تحصیل جموں چندرکوٹ وکاستی گڑھ علاقہ تحصیل رام بن میں آباد ہے۔ [مشائخ ہوشیارپور، ص 209 ب۔ تاریخ راجپوتاں، بھائی کاہن سنگھ]

پانچواں خاندان: منہاس رلمل دیو کی اولاد ہے۔ راجہ وجے دیو والی جموں جس کا زمانہ ۱۳۰۰ بکرم/1243ء کے قریب گزرا اس کے دو بیٹے نرسنگھ دیو اور رلمل دیو تھے۔ نرسنگھ دیو وارث ریاست قرار پایا اور رلمل دیو کی اولاد نے ہل پکڑ لی، پس اس کی اولاد بھی منہاس ہوگئی۔ موضع سمبل پور تحصیل سانبہ میں آباد ہے۔ (مشائخ ہوشیارپور، ص، ۲۰۹ ب۔ تاریخ راجپوتاں، بھائی کاہن سنگھ)

چھٹا خاندان: نرسنگھ دیو کے دوسرے اور تیسرے فرزندان سیدو اور جنکھ دیو سے قریب ۱۳۵۰ بکرم/1293ء میں اُن کے ہل چلانے سے علیٰحدہ ہوا۔ یہ خاندان مواضعات سم، توپ، سوہانجنہ تحصیل جموں وجنڈیالہ علاقہ سرکار انگریزی میں تھا۔ [مشائخ ہوشیارپور، ص، 209 ب۔ تاریخ راجپوتاں، بھائی کاہن سنگھ]

ساتواں خاندان: راجہ چک دیو کے دوسرے فرزند رام دیو سے ۱۲۳۸ بکرم/1181ء

کے قریب علیحدہ ہوا۔ اس رام دیو کے سنگھا دیو اور جکو دو بیٹے تھے۔ سنگھا دیو کی اولاد ضلع سیالکوٹ میں آباد ہوئی۔ جکو کا فرزند بیرم دیو ہوا، جس کے سموں اور موجود دو فرزند ہوئے۔ آخرالذکر کی اولاد بھی ضلع سیالکوٹ میں ہے۔ سموں کا فرزند بھیم دیو اس کا اوتم چند جس کے سرد اور کیلاش دو فرزند ہوئے۔ یہ کیلاش بڑا بہادر ہوگزرا ہے۔ اس کو بعض نے دھند بار بھی لکھا ہے۔ اس نے بارہ منگا ضلع گورداسپور اور ضلع سیالکوٹ کے کئی گاؤں اپنے قبضے میں کر لیے۔ [مشائخ ہوشیار پور، ص 209 ب۔ تاریخ راجپوتاں ملک پنجاب، ٹھاکر کاہن سنگھ]

۱۵۰۰ بکرم/1443ء کے قریب رائے کیلاش کے کھتی، ہتی اور اشو پال فرزنداں زمانہ کی نیرنگیوں سے تنگ آئے ہوئے راجگاں جسوال کی شرن آئے اور ممتاز عہدوں پر فائز ہوئے۔ کھتی کی اولاد ضلع جالندھر اور ہوشیار پور میں اور اشو پال کی اولاد موضع پالدی ضلع ہوشیار پور میں آباد ہوئی۔ یہ خاندان مہتہ راجپوت بھی کہلاتا ہے۔ [مشائخ ہوشیار پور، ص، 209 ب۔ تاریخ راجپوتاں ملک پنجاب، ٹھاکر کاہن سنگھ]

اسی مہتہ راجپوت خاندان سے جناب ساگروارثی کا تعلق تھا۔ جو اشو پال منہاس کی اولاد سے تھا۔ موضع پالدی ضلع ہوشیار پور سے اس خاندان کے کچھ افراد بسی بلو میں آکر سکونت پذیر ہوئے۔ ان کی گوت کروڑا تھی جو اُن کے بزرگوں میں سے کسی بڑے بزرگ کا نام ہوگا۔ لفظ 'گوت' ہمیشہ کسی بڑے بزرگ کے نام سے یا کسی خاص امتیازی نشان کی وجہ سے خاندان کی شناخت یا جان پہچان کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ بہ قول خاندانی افراد جب منہاس خاندان کے لوگ جموّں سے نقل مکانی کر کے مذکورہ ضلع میں آئے۔ ان میں سے چند افراد داخلِ اسلام ہو گئے۔ یہ کون سا عہد تھا معلوم نہ ہو سکا۔

ابتدائی تعلیم: آپؒ نے پرائمری جماعت تک تعلیم اپنے ہی گاؤں ہردوتھلہ شریف (ہوشیار پور۔ بھارت) میں حاصل کی۔ اس کے بعد مسلم ہائی اسکول دوسوہہ (ہوشیار پور) میں داخلہ لے لیا، جہاں آپ ابھی ساتویں جماعت میں ہی تھے کہ 1947ء کا واقع پیش آگیا۔ پورا خاندان ہجرت کر کے اروپ ضلع گوجراں والا پاکستان آگیا باقی کی تعلیم آپؒ نے گوجراں والا شہر سے حاصل کی۔

ساگر صاحب فرماتے تھے کہ جس اسکول میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے جایا کرتا تھا۔ وہاں مسلمانوں کے ساتھ ہندو لڑکے بھی پڑھتے تھے۔ مسلمان اور ہندو اپنے معاملات اکٹھے مل کر سرانجام دیتے۔ اس وقت بچوں کا تعلیمی نصاب بالکل محدود تھا۔ استاد بچوں کو تعلیم بالکل اسی طرح دیتے جیسے کہ ان کی اپنی اولاد ہوں۔ ساگر صاحب کا ذہن شروع سے ہی لکھنے پڑھنے کی طرف مائل تھا۔ آپ ہندو بچوں کی جماعت میں بیٹھ کر ہندی زبان بھی سیکھتے۔ آپ کی اس پر کافی دسترس تھی۔ آپ فرماتے تھے کہ ''ہندو بچوں کو اپنا سبق یاد نہیں ہوتا تھا، مَیں اسی وقت یاد کر لیتا اور کئی بچے مجھ سے اپنا سبق یاد کرتے''۔

مولوی دولت علی چشتی صابریؒ (استاد محترم): مولوی صاحب ساگر وارثی کے استاد محترم تھے۔ آپ ان کا بہت ادب کرتے۔ مولوی دولت علی چشتی صابریؒ ہوشیار پور (بھارت) تحصیل دوسوہہ میں پیدا ہوئے۔ شعبہ تدریس سے وابستہ فارسی کے ماہر استاد تھے۔ نہایت ہی درویش منش اور سادہ انسان۔ مولوی صاحب مولانا عبدالغنی چشتی صابریؒ جن کا مزار بادامی باغ (لاہور) کی ایک مسجد میں واقع ہے کے سگے بھائی تھے۔ آپ درس و تدریس کے علاوہ چشتی صابری سلسلہ میں شاہ سراج الحقؒ سے بیعت تھے جن کا مزار اقدس گرداسپور (بھارت) میں آج بھی مرجع خلایق ہے۔

مولوی صاحب نے مسلم ہائی اسکول دوسوہہ کی بنیاد میں اہم کردار ادا کیا اور تقسیم ہند کے بعد پاکستان تشریف لے آئے یہاں سمندری، لائل پور (موجودہ نام فیصل آباد) بہ مقام دوسوہہ میں مستقل قیام پذیر ہوئے (وجہ تسمیہ دوسوہہ: ہجرت کے بعد دوسوہہ سے ایک کثیر تعداد پاکستان میں اسی جگہ پہنچی اور اسی نسبت سے اس کا نام دوسوہہ رکھا گیا) ان کا وصال تقریباً ساٹھ کی دھائی میں ہوا اور وہیں مدفن ہوئے۔ آپ کے صاحب زادوں کا بھی وصال ہو چکا ہے۔ آپ کے بھائی مولانا عبدالغنی چشتی صابریؒ کے صاحب زادے پروفیسر افضل حق خالد صاحب بادامی باغ کے قریب درویشانہ زندگی گزاری۔ ان کا 2006ء میں وصال ہوا۔ آپ سے اکثر راقم الحروف کی ملاقات رہتی تھی۔

Scanned with CamScanner

ابتدائی زندگی: ساگروارثی اپنے بچپن کی یادوں کو اکثر بیان کیا کرتے، اس دور کی باتیں جب ہندو مسلم اکٹھے رہا کرتے۔ لوگوں کا آپس میں پیار و محبت سے زندگی بسر کرنا۔ اڑوس پڑوس کے لوگ بھائی چارے اور اخوت کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ لوگوں کے ظاہر و باطن بالکل سادہ تھے۔ ہوشیاری و مکاری سے بالکل پاک ذہن تھا۔

ہمیں اپنے بچپن کی شرارتیں بھی سنایا کرتے۔ جس سے ہم کافی لطف اندوز ہوتے۔ آپ نے اپنا ایک واقعہ سنایا کہ ''جب مَیں مسجد میں قرآن پاک کی تعلیم کے لیے جایا کرتا تھا۔ اس دوران میرا جوتا مسجد سے کسی نے اٹھالیا۔ جوتا نیا تھا، کافی پریشانی لاحق ہوئی۔ جب ڈھونڈنے پر بھی نہ ملا تو مَیں نے چپکے سے مسجد میں پڑی ہوئیں تمام جوتیاں اٹھائیں اور گھر لاکر رکھ دیں۔ اب گھر میں اپنے والد بزرگ وار سے بھی ڈر لگ رہا تھا۔ مبادا انھیں اس بات کا علم نہ ہوجائے۔ لہٰذا تمام جوتے چار پائی کے نیچے چھپادیے۔ رات گزر گئی۔ جب صبح منہ اندھیرے والد صاحب نماز کے لیے اٹھے تو اپنا جوتا ڈھونڈنے لگے۔ انھوں نے چار پائی کے نیچے تلاش کی۔ اندھیرے میں ان کے ہاتھ میں ایک جوتا آیا جسے پہننے لگے تو وہ چھوٹا تھا۔ اس کے بعد دوسرا اور تیسرا جوتا ہاتھ آتا چلا گیا۔ لیکن اپنے جوتے سے بالکل مختلف، والد صاحب نے جب روشنی کر کے چار پائی کے نیچے نظر دوڑائی تو حیران رہ گئے ایک کثیر تعداد جوتوں کی موجود ہے۔ لیکن جلد ہی سارا ماجرہ سمجھ میں آ گیا۔ کہ یہ کس کی شرارت ہوسکتی ہے۔ مجھے بلایا اور بہت خفا ہوئے۔ مَیں نے جب اپنا تمام واقعہ سنایا تو وہ فرمانے لگے کہ اس میں دوسروں کا کیا قصور تھا۔ جو انھیں بھی تم نے پریشان کیا۔ کوئی ضرورت مند ہوگا اور وہ تمہارا جوتا لے گیا۔ اب انھیں اٹھاؤ اور واپس چھوڑ کر آؤ۔ پھر سب سے معافی بھی منگوائی۔

آپ کا آبائی گھر کافی بڑا تھا۔ اس کے صحن میں اکثر تقریبات میں محلے کی خواتین گیت گاتیں اور گِدا ڈالتیں۔ گھر کے تمام مرد اپنی زمینوں پر جاکر سوجاتے اور گھر میں صرف خواتین ہوتیں۔ جنہیں عزّت کی نگاہ سے دیکھا جاتا۔

ساگروارثی فرماتے کہ ہمارے ضلع ہوشیار پور میں گاؤں والوں کی ایک قدیم رسم چلی آتی تھی۔ اس قدیم رسم کا نام ''جھیرے بنانا'' تھا۔ جس کا مطلب تھا کہ ہندو مسلم علیٰحدہ علیٰحدہ ہر سال

گاؤں کے باہر ایک مخصوص جگہ پر جمع ہوتے، خورد ونوش کے اہتمام کے ساتھ صبح سے شام تک اپنے آباؤاجداد جو دنیا سے رخصت ہو چکے ہوتے تھے ان کی ارواح کو خوش کرنے کے لیے گانا بجانا ہوتا اور ان کے اخلاق، نیک نامی اور بہادری کے کارناموں کو گیتوں کی شکل میں گایا جاتا تھا تا کہ ارواح خوش ہو کر دعائیں دیں۔ یہ عقیدہ گاؤں والوں کا ہی نہیں بل کہ دوآبہ کے تمام ملاقے کا تھا اور ایسی رسومات کا انعقاد ہونا عام بات تھی۔

ساگر وارثی نے اپنی بچپن کی زیادہ تر یاداشتیں بزرگوں کے حوالے سے ہی بیان فرمائی ہیں۔ یہ ان کی اولیاء اللہ میں دل چسپی کا اظہار کرتی ہیں۔ آپ بتاتے ہیں کہ اس وقت مجھے اچھی طرح سمجھ بوجھ تھی۔ مَیں اس وقت پہلی جماعت میں تھا کہ ایک دن اسکول سے سیدھا اپنے گھر میں داخل ہوا تو معلوم ہوا کہ والدہ صاحبہ اور گاؤں کی چھ سات عورتیں چاول صاف کرنے کے لیے آستانہ خواجہ محمد دیوان چشتی صابریؒ پر گئی ہوئیں ہیں۔ مَیں وہاں سے سیدھا دربار پہنچا، میری والدہ نے مجھے دیکھ کر حکم دیا کہ جاؤ اور خواجہؒ صاحب کھجوریں بانٹ رہے ہیں، تم بھی جا کر لے آؤ۔ خواجہ صاحب اس وقت کھرنی کے درخت کے نیچے سائیں عمر دین کے ساتھ ایک چنگیر میں کچی کھجوروں کے گچھے اٹھائے ہوئے تھے۔ مَیں بھی قریب جا کر کھڑا ہو گیا۔ آپ نے مجھے دیکھا اور کھجوروں کا گچھا ہی اٹھا کر میری جھولی میں ڈال دیا۔ مَیں بہت خوش ہوا، بزرگوں کی عنایت تھی یہ انہی کا صدقہ ہے کہ آج جو کچھ بھی ہوں۔

؎ پہلے میرے ظرف ے نوشی کو دیکھا، دیکھ کر
دے دیا ساقی نے میخانے کا میخانہ مجھے

آپ فرماتے کہ ہردوتھلہ (ہوشیار پور۔ بھارت) میں ہمارے گھر کے اندر ایک دیگ رکھی رہتی تھی۔ یہ دیگ ہمیں خواجہ محمد دیوانؒ نے عطا فرمائی تھی۔ اس کے اوپر انھی کا نام کندا تھا۔ جب بھی گاؤں میں کوئی محفل کرواتا اسے لے جاتا اور نیاز کے بعد گھر واپس دے جاتا۔

ساگر صاحب بچپن میں کافی بہادر تھے۔ ایک دن فرمایا: جب ہندو مسلم فسادات شروع ہوئے۔ مَیں کھیتوں میں کام کر رہا تھا۔ ابھی میری عمر کچھ زیادہ نہ تھی۔ میرے بڑے بھائی دوڑتے ہوئے کھیتوں میں آئے اور کہنے لگے کہ سکھوں نے حملہ کر دیا ہے اور تم ادھر کام کر رہے ہو۔ بھاگو

Scanned with CamScanner

یہاں سے، کہیں وہ ادھر نہ آ جائیں۔ ساگر صاحب کہتے ہیں مجھ میں اتنا جذبہ تھا کہ میں بالکل نہیں گھبرایا اور اپنی برچھی ہاتھ میں تھام لی کہ اگر کوئی میری طرف آیا تو کم از کم دو تین کو مار کر ہی مروں گا۔

فسادات کے حوالے سے بہت سی باتیں سنایا کرتے۔ تاکہ ہمیں آزادی کی نعمت کا احساس ہو سکے کہ کتنی قربانیوں کے بعد یہ ملک نصیب ہوا۔ ایک واقعہ انھوں نے بیان کیا کہ گاؤں میں ایک مجذوب بابا رحمت علی شاہؒ تھے۔ وہ کہاں سے آئے، کوئی نہیں جانتا تھا۔ اس وقت ہندو مسلم فساد شروع نہیں ہوئے تھے۔ تین مہینے پہلے پروس میں آئے اور عجیب وغریب زبان میں کچھ کہتے جاتے۔ سننے والا یہ محسوس کرتا کہ کسی سے مخاطب ہو کر دشنامی لہجے میں مصروف گفت گو ہیں، اور بلا ناغہ اہلِ دیہہ کو پکار پکار کے حکم دیتے رہتے۔ ''اوئے مَیں تہانوں کہندا ہاں تسیں ایتھوں چلے جاؤ'' (مَیں تمھیں کہتا ہوں کہ تم یہاں سے چلے جاؤ)۔ تقریباً ایک ماہ کے بعد علاقے میں فسادات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

مسلم کش فسادات: یہ وہ دور تھا جب پاکستان کے معرضِ وجود میں لانے کی کوششیں شروع ہو چکی تھیں۔ حالات اس موڑ پر تھے کہ علیحدہ قیام ناگریز ہو چکا تھا۔ مذہبی منافرت نے جنم لے لیا۔ ہندوؤں نے اب بھانپ لیا کہ اب پاکستان ضرور بن جائے گا چناں چہ ان کی منافقت کھل کر سامنے آ گئی سکھوں نے اُن کا ساتھ دینا شروع کر دیا اگر وہ ہندوؤں کا ساتھ نہ دیتے تو مسلمانوں کا اتنا نقصان نہ ہوتا۔ وہی لوگ جو آپس میں گھل مل کر زندگی بسر کر رہے تھے۔ ایک دوسرے کی جان کے دشمن بن گئے۔ ہر کوئی دوسرے پر برتری قایم کرنا چاہتا۔ ساگر صاحب کے گاؤں ہردوتھلہ میں بھی نفرت کی چنگاری نے اپنا کام دکھانا شروع کر دیا تھا۔

ساگر وارثی فرماتے تھے کہ بڑی سخت جدوجہد اور شب وروز کی ان تھک محنتوں سے 14 اگست 1947ء بہ مطابق ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ کو مملکتِ پاکستان معرضِ وجود میں آئی۔ پھر جو اکا دکا فساد پہلے ہو رہے تھے اب زوروں پر شروع ہو گئے۔ ہندو، سکھ مسلمانوں کے خون کے پیاسے ہو گئے اور مال اسباب کو لوٹتے، جانی نقصان کرتے مگر یہ قوم مسلم ہندوؤں کے سامنے ہتھیار نہ ڈال سکتی تھی۔ جن قصبوں اور دیہاتوں میں مسلمانوں کے خاندان اقلیت میں تھے وہاں پر مسلمانوں کو آسانی سے شہید کر دیا گیا اور جن دیہاتوں یا قصبوں میں ہندو سکھ خاندانوں کی

اقلیت تھی، مسلمانوں نے ان کے ساتھ اپنے بھائیوں جیسا سلوک کیا، بل کہ ان کے ساتھ پورا پورا تعاون کیا۔ شب وروز پریشان کن خبریں آرہی تھیں، کہ فلاں گاؤں کے اتنی تعداد میں مسلمانوں کو شہید کر کے ان کے مال واسباب کے قبضہ میں کر لیا گیا۔ اور آج فلاں قصبے کو بلوائیوں نے نذر آتش کر دیا۔ عورتوں اور بچوں کو اذیتیں دے دے کر قتل کر دیا گیا۔ حکومتِ برطانیہ نے ابھی پاکستان کا اعلان نہیں کیا تھا۔ تقریباً ایک مہینہ پہلے پولیس اور ملٹری کے ذریعے جبراً ہر گاؤں اور ہر قصبہ سے ہتھیار چھیننا شروع کر دیے گئے تھے تا کہ بہ وقتِ ضرورت مسلمان نہتے رہیں اور اپنا دفاع نہ کر سکیں۔ کچھ ایسی سکیمیں تیار کیں کہ جب ان کے قافلے پاکستان کی طرف ہجرت کریں ان پر حملہ کر کے ان کو ختم کر دیا جائے اردگرد کے دیہات اور قصبے پہلے تو جتھہ بندی کے ساتھ دفاع کرتے رہے جس سے مسلمانوں کی حوصلہ افزائی ہوتی رہی مگر جہاں مسلمان جتھے ناکام ہو جاتے وہاں پر بدفطرت ہندوؤں اور سکھوں کی بن آتی۔ یہ سلسلہ تقریباً ایک مہینہ تک جاری رہا ہمارے گاؤں کی تمام آبادی مسلمانوں پر مشتمل تھی دو چار گھر عیسائیوں کے تھے۔ رمضان شریف ختم ہوا، عید کا چاند نظر آیا لوگوں نے نماز عید کے لیے تیاری کی اور دربار شریف خواجہ محمد دیوان چشتی صابریؒ کی مسجد میں پہنچے۔ نماز عید الفطر پڑھ رہے تھے، جب ایک رکعت ختم ہوئی تو اچانک گاؤں کی عورتوں اور بچوں نے زور زور سے چلانا شروع کر دیا کہ سکھوں کا جتھہ گاؤں پر حملہ کرنے کے لیے آرہا ہے۔ بہ مشکل تمام دوسری رکعت ختم کی، نماز عید کا خطبہ کون سنتا، بھگدڑ مچ گئی گاؤں کے تمام مردوں نے فوراً گاؤں کے باہر دفاع کا انتظام کر لیا۔ عورتیں چوکس ہو گئیں، مگر خدا کی قدرت نہ سکھ آئے اور نہ حملہ ہوا۔

اہلِ خاندان کی گاؤں سے ہجرت: 22۔ اگست 1947ء کو پُرخطر حالات کے پیش نظر یکے بعد دیگرے گاؤں والوں نے قرب وجوار میں محفوظ جگہوں پر اپنے عزیز واقارب کے ہاں عورتوں اور بچوں کو بھیجنا شروع کر دیا۔ اس کے دو چار دن بعد حکومتِ ہند کے اعلان کے مطابق کیمپ قایم کر دیے گئے۔ جو کہ پندرہ بیس دیہات پر مشتمل تھے۔ ایک کیمپ دوسوہہ ریلوے اسٹیشن سے متصل اور دوسرا اسلامیہ ہائی اسکول دوسوہہ میں لگایا گیا تھا۔

موسم برسات کی وجہ سے کیمپ میں رہتے رہتے لوگ وبائی امراض کا شکار ہونے

Scanned with CamScanner

لگے۔ جن خاندانوں کے عزیز و اقارب ظالم درندوں ہندوؤں اور سکھوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش کر چکے تھے۔ وہ بھی سکون قلب کھونے کی وجہ سے لاغر اور بیمار پڑ گئے تھے۔ کیمپ کے اندر علاج معالجے کا انتظام تو بالکل نہ تھا جس کی وجہ سے لوگوں کی اموات ہونا شروع ہو گئیں۔ اس کیمپ کا قیام تقریباً ڈیڑھ دو مہینہ تک رہا۔ اس کے بعد اکتوبر کے پہلے ہفتے میں اس کیمپ کو روانگی کا حکم دیا گیا۔ جب قافلہ چلتے چلتے ''اڑمڑ ٹانڈہ'' کے نزدیک پہنچا تو وہاں پر ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت سکھوں اور ہندوؤں نے سڑک کے دو طرفہ فصلوں سے نکل کر بے خبر راہ چلتے قافلے پر اچانک حملہ کر دیا۔ مسلمانوں کے پاس کوئی ہتھیار وغیرہ بھی نہیں تھے جس سے ان ظالم درندوں کا مقابلہ کرتے، لہٰذا بیسیوں مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا اور جوان لڑکیوں کو اٹھا کر اپنے ساتھ لے گئے۔ عجب نفسا نفسی کا عالم تھا، بھگدڑ مچ گئی۔ ڈوگرہ ملٹری جو قافلے کی رہنمائی کر رہی تھی وہ بجائے مسلمانوں کا دفاع کرنے کے جو لوگ جانیں بچا کر بھاگتے ان پر گولیاں برسانی شروع کر دیتے۔ ان کی گولیوں کی بوچھاڑ سے بھی کئی لوگ شہید ہوئے۔ جو زخمی ہوئے وہ بھی مرے ہوؤں کے برابر تھے۔ جس جگہ پر اچانک یہ حملہ کیا گیا وہاں سڑک برسات کی وجہ سے دلدلی ہو چکی تھی۔ جب ہندو سکھ حملہ کر کے بھاگ گئے تو دوبارہ قافلہ کو متحد کر کے روانگی کا حکم دیا گیا۔ لاشوں اور زخمیوں کو اسی جگہ چھوڑ دیا گیا۔ ان کا کیا حشر ہوا کوئی پتہ نہیں۔ قافلے کا پہلا پڑاؤ موضع ''ڈھڈا سنوڑا'' تھا۔ قافلہ پہنچنے سے پہلے ان ہندوؤں سکھوں نے سڑک کے کنارے جوہڑوں اور کنوؤں کے اندر چونا ڈال دیا تھا۔ جو بھی ان جوہڑوں اور کنوؤں کا پانی استعمال کرتا پیٹ کے امراض میں مبتلا ہو جاتا۔

اس جگہ کیمپ کو دو دن قیام کے بعد پھر روانگی کا حکم دیا گیا۔ اس مقام سے چل کر جب پریشان حال قافلہ ضلع جالندھر کے موضع ''علاول پور دھوگڑی'' کے نواح میں پہنچا تو اس جگہ پر قافلے کو پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا گیا۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے قافلے کی کچھ اس طرح امداد فرمائی کہ اس کے تحفظ اور رہنمائی کے لئے بلوچ رجمنٹ مسلمان ملٹری پہنچ گئی۔ یہاں پر لوگوں کو ذرا سکون ہوا۔ مسلمان ملٹری راستے بھر بہت زیادہ حوصلہ افزائی کرتے۔ سڑک کے کنارے اگر ان کو بدفطرت ہندو اور سکھ نظر آ جاتا فوراً اس کو گولی کا نشانہ بناتے اور جہنم واصل کر دیتے۔ قافلے نے

اس مقام پر دو دن قیام کیا تا کہ راستے کی پریشان کن تھکان دور ہو سکے۔ چوتھے دن وہاں سے پھر قافلے کو روانگی کا حکم دیا گیا۔ جب قافلہ چلتے چلتے دریائے بیاس سے ابھی چار چھ میل پیچھے تھا وہاں پر سڑک کے دونوں کناروں اور دور دور تک ہزاروں کی تعداد میں انسانوں اور مویشیوں کی بکھری ہوئیں لاشیں نظر آئیں، جن کی بدبو، سڑاند اور تعفن کی وجہ سے قافلے والوں کے دماغ پھٹے جاتے تھے۔ بڑی مشکل سے اہل قافلہ نے وہ راستہ طے کیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ جالندھر کینٹ کے گرد و نواح کے تقریباً بیس مواضع جات پر مشتمل مسلمانوں کا قافلہ جو تقریباً ستر ہزار سے زائد مسلمانوں پر مشتمل تھا، وہ پاکستان ہجرت کر رہا تھا جب چلتے چلتے شام کو تھکے ماندے قافلے نے اس منزل پر پڑاؤ کیا تو ہندوؤں اور سکھوں نے دریائے بیاس کا کنارہ توڑ کر پورے قافلے کو سیلاب کی نظر کر دیا۔ ایک تو رات کی تاریکی اور دوسرا سیلاب۔ کوئی انسان اور مویشی زندہ نہیں بچا۔ ہمارے قافلے کو دریائے بیاس کو پار کرنے کے بعد دوسرے کنارے پر پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا گیا۔

قافلہ جمعہ کے روز شام کو دریائے بیاس پر پہنچا۔ دوسرے دن اسی مقام پر بروز ہفتہ 25 اکتوبر 1947ء بمطابق ۹ کاتک عیدالاضحیٰ (بڑی عید) آ گئی۔ خوشی کیا ہوتی۔ لوگوں نے اس عید قربان پر اپنی اپنی جانیں اور عزیز و اقارب کی جانیں پاکستان کے لیے قربانی میں دے دی تھیں۔ یہاں پر ہمارے (ساگر وارثی) کچھ عزیزوں کی بھی اموات ہوئیں تھیں۔ دل ایسے سخت ہو گئے تھے، کون کسی کے لیے روتا، کسی کا غم کھاتا، کون کسی کے بچھڑنے پر پریشان ہوتا۔ اگر دل میں کوئی آرزو تھی یا حسرت تھی تو صرف پاکستان پہنچنے کی تھی یعنی اس پاک سرزمین میں پہنچنے کے لیے جس کے لیے ہزاروں لوگوں کی قربانیاں رنگ لا چکی تھیں۔ گھر بار لٹا چکے تھے اور ہر طرح سے اجڑ کر پاکستان کی طرف رواں دواں تھے۔ بے سر و ساماں تھے اور دلوں میں اگر کوئی امنگ تھی تو صرف ایک پاکستان کی تھی۔ یہاں پر قافلہ نے چار دن تک قیام کیا۔ اس کے بعد قافلے کو روانگی کا حکم دیا گیا۔ وہاں سے قافلہ چل کر امرتسر پہنچا اور بیساکھی دسہرہ گراؤنڈ میں پڑاؤ کیا۔ اب لوگوں کے پاس راشن بالکل ختم ہو چکا تھا۔ ہندو سکھ جو سامان خوراک بیچتے تھے اس کو خریدنے میں مسلمان ہچکچاتے تھے۔ ایسا نہ ہو کہ اس میں زہریلی چیزیں ملی ہوئی ہوں اور کھانے سے کسی جان کا

نقصان ہو جائے۔ خیر لوگ بھوکے پیاسے اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہے۔ امرت سر میں گورنمنٹ ہند نے کچھ ٹرانسپورٹ کا انتظام کر رکھا تھا مگر وہ انتظام تسلی بخش نہیں تھا۔ لہٰذا جن لوگوں کے پاس بیل گاڑیاں تھیں ان کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی اپنی گاڑیاں لے کر لاہور جا سکتے ہیں۔ میرے والدین (ساگروارثی) نے بھی بہ جائے بسوں، ٹرکوں پر جانے کے ان ہی بیل گاڑیوں والے قافلے کے ہم راہ رہے۔ یہ قافلہ چار پانچ روز امرت سر میں تھکن دور کرنے کے بعد ایک رات چل پڑا تمام رات قافلہ چلتا رہا۔ اُدھر صبح کا تارا نمودار ہوا، ادھر سب منزل کے قریب پہنچ چکے تھے۔

جیسے ہی بارڈر (سرحد) پر پہنچے نماز فجر کا وقت تھا۔ ایک طرف ہندوستان کا ترنگا اور دوسری طرف پاکستان کا سبز ہلالی پرچم لہرا رہا تھا۔ قافلہ والوں نے سرزمین پاک میں داخل ہو کر نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ ایک آدھ گھنٹہ آرام کرنے کے بعد پھر چل پڑے۔ مگر تھکن سے جسم چور چور ہو رہے تھے۔ اب مزید چلنے کی ہمت نہیں تھی مگر پھر بھی لوگ کہہ رہے تھے کہ کسی گاؤں کے نزدیک پڑاؤ کیا جائے۔ لوگوں کے پاس راشن نام کو نہ تھا۔ مگر حوصلے اس قدر بلند تھے کہ بہ غیر خوراک کے سفر کرتے رہے۔ دن چڑھا، دن کے دس گیارہ بجے ایک گاؤں کے نزدیک ڈیرے ڈال دیے۔ ادھر سڑک پر تین چار ملٹری کے ٹرک گزر رہے تھے۔ انہوں نے قافلہ والوں کو دیکھا اور ٹرک ہمارے نزدیک لائے اور روک کر پوچھنے لگے کہ راشن چاہیے، اہلِ قافلہ کے ہاں کہنے پر پانچ سیر کے قریب دال اور بیس سیر آٹا دے کر چلے گئے۔ والدین نے کھانا تیار کیا اور سب نے مل کر پیٹ بھر کر کھایا اور رات کے تھکے ماندے تھے۔ تھوڑا سا آرام کیا پھر چل پڑے۔ اب دلوں میں خوف و ہراس نہیں تھا۔ آزاد ملک میں پہنچ چکے تھے۔ آزادی سے چلنے لگے اور شام تک ہڈیارہ برکی روڈ پر واقع باؤلی کیمپ پہنچ گئے۔ وہاں پر بچھڑے ہوئے عزیز و اقارب مل گئے۔ پھر آہستہ آہستہ پتا چلتا رہا کون مرا اور کون زندہ بچا۔

یہ ساگروارثی کی پاکستان ہجرت کی مختصر روداد تھی وہ کس طرح پاکستان پہنچے اور راستے میں کیا کیا تکالیف اٹھائیں وہ اس قدر دل خراش ہیں کہ قلم برداشتہ کرنے کی ہمت نہیں ہو رہی۔ آج کی پاکستانی نسل کو ان واقعات سے ناآشنا رکھنا پاکستان سے غداری کے مترادف ہے اور اس میں

Scanned with CamScanner

کوئی کم کوئی زیادہ، ہم سب شریک ہیں۔

تعلیم اور ملازمت کا سفر: جب آپ نے تعلیم حاصل کرنا شروع کی، اس دور میں اسکول کی فیس دینا بھی مشکل تھا۔ والد گرامی کے مرشد خواجہ محمد دیوان چشتی صابریؒ ہر وقت دعا گو رہتے۔ آپ کی برکتوں سے ساگر وارثی نے دسویں تک تعلیم حاصل کر لی۔ اس کے بعد ملازمت کی تلاش شروع کر دی کیوں کہ گھر کے حالات کچھ اس طرح کے تھے روزگار کا ملنا ضروری تھا۔ آپ کے والد صاحب نے آپ کو گوجراں والا شہر میں ایک آفیسر کے پاس ملازم کروا دیا، اس نے ساگر وارثی کو اپنے گھر پر ہی رکھ لیا اور آپ کی ڈیوٹی بچوں کو پڑھانے پر لگا دی اس کے معاوضہ میں وہ صرف آپ کو دو وقت کی روٹی ملتی۔ بہ مشکل دو ماہ کا عرصہ گزارا ہوگا، اس بات کا علم آپؒ کے والد کو ہوا تو بہت پریشان ہوئے۔ یہاں سے ملازمت چھوڑنے کے بعد آپ ایک اسکول میں ٹیچر مقرر ہو گئے جو گوجراں والا کے قریب ''پنڈ ڈیرہ گندورام'' میں واقع تھا۔ کچھ دیر یہاں ملازمت کی۔ اس کے بعد نیشنل بنک آف پاکستان، گوجراں والا میں ایک سال تک ملازم رہے۔

شادی خانہ آبادی: گھر والوں نے اپنی ذمہ داری سے فارغ ہونے کے لیے آپ کی شادی کا سوچا۔ اور شادی قریب گاؤں تلونڈی کھجور والی میں کر دی گئی۔ اس کے ساتھ ساگر وارثی کی ذمہ داریاں مزید بڑھ گئیں۔ والدہ صاحبہ نے آپ سے فرمایا اب تمہیں اپنی ذمہ داریاں خود سنبھالنا ہوں گی۔ چاہے یہاں رہ کر سنبھالو یا دوسرے شہر جا کر، ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا، اب تمہارا کام ہے کہ کس طرح سے اس فرض کو پورا کرتے ہو۔ لیکن ابھی آپ کو زندگی میں بہت کٹھن مراحل سے گزرنا تھا۔

احوال ملازمت: کسی ملنے والے نے آپ کو ایک ٹھیکے دار کے پاس بہ طور ملازم رکھوا دیا، جو سرگودھا میں تعمیراتی کام کروا رہا تھا۔ لہٰذا آپ اپنی اہلیہ کو ساتھ لے کر وہاں چلے گئے۔ ٹھیکے دار کا کام وہاں ختم ہوا تو وہ چلا آیا۔ اس کے ساتھ آپ کو بھی وہاں جانا پڑا۔ کام کافی سخت نوعیت کا تھا، سارا سارا دن دھوپ میں کھڑے رہ کر معاملات کو دیکھنا پڑتا تھا، معاوضہ بھی کم تھا اور اس کام میں بے ایمانی کو فروغ حاصل تھا، قدم قدم پر ہیرا پھیری تھی۔ آپ کو یہ کام پسند نہ

Scanned with CamScanner

آیا، سب چھوڑ چھاڑ کر واپس اپنے گھر آ گئے لیکن یہ ذمہ داریوں کا حل نہ تھا۔

خواجہ محمد دیوان چشتی صابریؒ (ہوشیار پور۔ بھارت) کے ایک مرید جج تھے۔ جو ہجرت کے بعد لاہور میں گنگارام ہسپتال (لاہور) کے قریب قیام پذیر تھے۔آپ کی والدہ صاحبہ کو ان کا خیال آیا تو انھوں نے حکم دیا، لاہور جا کر انہیں تلاش کر و وہ ہمارے علاقے کے بزرگ خواجہ محمد دیوان چشتی صابریؒ کے مرید ہیں ہوسکتا ہے اس وجہ سے تمہاری مدد کریں۔لہذا آپ کی والدہ صاحبہ نے جج صاحب کی بیگم کو ملازمت کے لیے کہا۔اس نے اپنے پاس رکھ لیا اور ایک دکان دار کے پاس ملازم رکھوا دیا۔اسی دوران محکمہ کلیم کمشنر میں ملازمت مل گئی۔ جو لاہور میں وارث روڈ پر واقع تھا۔اس محکمہ میں تنخواہ معقول تھی۔اپنے بیوی بچوں کو بھی ساتھ لیا اور شالیمار باغ (لاہور) کے قریب مکان پر آ گئے۔گھر کا خرچ چلتا رہا۔شاید اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ یہاں کچھ عرصہ کام کرنے کے بعد اس محکمے کا کام ختم ہو گیا۔

اسٹیٹ بینک میں ملازمت: اسی دوران کسی نے آپ سے بات کی کہ اسٹیٹ بینک میں اسامیاں خالی ہیں۔وہاں پر درخواست دینی چاہیے۔آپ نے اللہ پر توکل کر کے بینک میں درخواست جمع کروا دی۔کچھ دنوں کے بعد حضرت خواجہ محمد دیوانؒ کا سالانہ عرس پاک کی تقریبات ہوشیار پور (بھارت) میں شروع ہو گئیں۔آپ بھی قافلے کے ہم راہ بھارت تشریف لے گئے۔وہاں تقریبات میں شرکت کی اور آستانہ پر ملازمت کے لیے دعا فرمائی۔وطن واپسی پر اسٹیٹ بینک سے ملازمت کا خط مل چکا تھا اور آپ کو کراچی جانے کا حکم ملا، ایک ایسے اجنبی شہر میں جو گھر سے سینکڑوں میل دور تھا۔پریشانی تو کافی ہوئی مگر اللہ کا نام لے کر کراچی کا رُخ کیا۔کراچی میں اپنے چھوٹے بھائی (عطاء الٰہی ساگر) کے پاس رہائش پذیر ہوئے جنھیں پی آئی ڈی سی (PIDC) ہاؤس میں ریلوے کی طرف سے جگہ الاٹ ہوئی تھی۔کچھ عرصہ کراچی کینٹ کے علاقہ میں رہائش پذیر ہو گئے۔یہاں پر کوارٹر تھے۔تقریباً دس سال تک وہاں رہے۔نئی ملازمت تھی ،اجنبی چہرے، افراتفریح کا عالم، ہر کوئی اپنی ہی دھن میں آگے بڑھنے میں لگا ہوا تھا۔کچھ شرپسند (مہاجر) ملازمین نے یہاں کافی تنگ کیا۔کبھی آپ ارادہ کرتے کہ گھر واپس چلا جاؤں، لیکن پھر اپنی خانگی ذمہ داریاں آڑے آ جاتیں۔جس کی وجہ سے خاموشی اختیار کر لی۔

کراچی میں رہتے ہوئے کافی عرصہ گزر گیا تو 1973ء میں آپ کا تبادلہ لاہور ہو گیا۔ اس دوران آپ نے بینک کے کئی امتحانات بھی پاس کیے۔ جس کی وجہ سے ترقی ملتی رہی۔ اسٹیٹ بینک کی ملازمت کے دوران تمام ذمہ داریاں بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام پائیں۔ اس طرح یہ سفر 17 اگست 1995ء کو ملازمت کے عہدہ سے ریٹائرڈ ہونے پر اختتام پذیر ہوا۔

سلسلہ طریقت: ضرورت شیخ کو قرآن حکیم میں یوں بیان فرمایا ہے:

ترجمہ: ''اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور تلاش کرو وسیلہ اس تک رسائی کے لیے''

وسیلہ سے مراد وہ مرشد یا ہادی برحق کی ذات ہے جس نے راہِ سلوک کی منازل طے کی ہوں۔ بعض نے لفظ وسیلہ سے مراد ایمان لیا ہے۔ لیکن تمام مفسرین کرام اور اولیاء اللہ کے نزدیک اس کا مطلب شیخ طریقت کی ذات ہے۔ کیوں کہ ان آیات میں خطاب اے ایمان والو! سے کیا گیا ہے۔ لہٰذا وہ ایمان تو پہلے ہی لا چکے ہیں۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے بھی وسیلہ سے مراد شیخ ہی لیا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی لوگوں نے اسے شیخ ہی کے معنی میں لیا ہے۔

بیعت کی حقیقت کو اگر دیکھا جائے تو یہ اپنے اندر بیع کے معنی لیے ہوئے ہے۔ شیخ کے ہاتھ بک جانا ہے۔ جس میں اپنے آپ کو شیخ کے ہاتھ احکام ظاہرہ و باطنہ کے التزام کے واسطے گویا بیچ کر دیا۔ جس کا مطلب یہ نکلا کہ طالب یعنی مرید کو اپنے شیخ پر پورا اعتقاد اور کلی اعتماد ہو۔

روحانیت میں منازل طے کرنے کے لیے بیعت کی ضرورت پڑتی ہے۔ وہ بھی ایسے مرشد برحق کی جو کہ ان منازل کو طے کرنے میں رہ نمائی کر سکے۔ لہٰذا ساگر وارثی کو ایسے ہی رہبر کی تلاش تھی۔ جب تبادلہ کراچی ہوا تو طبیعت میں اِک اضطراب اور بے چینی جیسے آنکھوں کو کسی کی تلاش ہو۔ تقریباً پچاس کی دہائی میں آپ کی ملاقات فقیر عزّت شاہ وارثیؒ (دیکھیے ص، 303) سے ہوئی۔ ساگر وارثی اس وقت نوجوانی کے عالم میں تھے۔ قبلہ فقیر عزّت شاہ وارثیؒ سے آپ کی عقیدت انتہا کی ہو گئی۔ اکثر ملتان شریف میں فقیر ابر شاہ وارثیؒ (دیکھیے ص 304) کے ہاں عرس پر تشریف لے جایا کرتے۔ ساگر وارثی کی یہ خواہش تھی کہ وہ فقیر عزّت شاہؒ کے دستِ حق پر بیعت

ہوجائیں۔ اس کا اظہار بھی قبلہ فقیر سے کیا۔ مگر آپ یہ کہہ کر ٹال دیتے کہ آپ کا حصہ میرے پاس نہیں ہے بل کہ میں آپ کو خود کسی فقیر کا دامن پکڑاؤں گا۔ لہذا وقت گزرتا رہا۔ کچھ عرصے کے بعد ایک ایسا موقع آیا کہ فقیر حیرت شاہ وارثیؒ ملتان تشریف لائے ہوئے تھے۔ فقیر عزت شاہؒ نے میاں صاحبؒ کا تعارف ان سے کرایا۔ آخر کار وہ وقت بھی آن پہنچا آپ فقیر حیرت شاہ وارثیؒ (دیکھیے ص، 299) کے دستِ حق پر بیعت ہوتے ہوئے سلسلہ وارثی میں داخل ہوئے۔

بیعت کرنے کے بعد فقیر حیرت شاہؒ نے آئیندہ کے لیے تمام آنے والی پریشانیوں سے کنارہ کش کروادیا اور اس بات کا مشاہدہ بھی کروایا کہ جو ہمارا ہوجاتا ہے، ہم اس کے بن جاتے ہیں۔ آپ کے پیشوا نے فرمایا،

"کراچی بہت بڑا ہے، یہاں اکثر لوگ بھٹک جاتے ہیں لہذا تم اپنے کام سے فراغت کے بعد ہمارے پاس چلے آیا کرو، اِدھر اُدھر بالکل نہیں جانا اور رات دیر تک باہر نہیں رہنا۔ کیوں کہ اب تمہاری تمام تر ذمہ داری ہمارے سپرد کر دی گئی ہے۔ کسی سے ڈر کر نہیں رہنا بل کہ شیر بن کر رہنا ہے۔ تمہاری سب دور بلائیں۔"

ساگر وارثی کے دن رات اپنے شیخ کی صحبت میں گزرنے لگے۔ آپ کو ان سے انتہا کی عقیدت تھی۔ ہمیشہ شیخ کی صورت کو ہی اپنے اندر محور کھا اور انھی کے اطوار کو اپنایا۔ ایک مرتبہ کا واقعہ آپ بیان فرماتے تھے کہ "جب فقیر حیرت شاہ صاحبؒ حج سے واپس تشریف لائے تو آپ کے پاس کچھ سامان بھی موجود تھا، ہم سب پیر بھائی آپؒ کی خدمت میں حاضر تھے۔ قبلہ نے کچھ سامان نکالا اور ہر ایک مرید کو کچھ نہ کچھ عنایت کیا۔ آپ کے پاس ایک چھوٹا ریڈیو بھی موجود تھا۔ میری یہ خواہش ہوئی کہ حضرت یہ ریڈیو مجھے عنایت فرمائیں۔ لیکن آپ نے وہ بھی اٹھایا اور کسی مرید کو دے دیا۔ میرے دل میں اس کا بہت رنج ہوا کہ مجھے تو آپ نے کچھ نہیں دیا۔ شاید مجھ سے محبت نہیں ہے۔ اس طرح کے وسوسے میرے ذہن میں الجھ رہے تھے۔ اچانک آپ نے مجھے آواز دی اور اپنے قریب بٹھالیا۔ حضرتؒ مجھ سے فرمانے لگے "ساگر میاں کیوں نہ ہم ایک سودا کرلیں جو کہ ان بے معنی چیزوں جیسا نہ ہو جو وقت کے ساتھ ساتھ اپنی قدر کھو دیتی ہیں، بل کہ تاابد قایم رہنے والا"۔ میں کچھ نہ سمجھ سکا کہ حضورؒ کی اس بات کا مطلب کیا ہے۔ اتنے میں آپ نے

مجھے اپنے گلے سے لگالیا اور فرمایا: "آج سے ہم تمہارے اور تم ہمارے ہو۔"

یہ وارث عالم پناہ" کی نظر عنایت تھی کہ ساگر وارثی کو ایک ایسے شہنشاہ کا دامن ہاتھ میں تھما دیا جس کے آگے دنیاوی جاہ و جلال بے معنی ہے۔ ساگر وارثی کو اپنے شیخ سے اتنی الفت تھی کہ ہر بات میں اپنے شیخ کا ہی تذکرہ فرماتے۔ اسی عقیدت کا ایک واقعہ بیان کر رہا ہوں جو کہ لالہ بٹ صاحب (ابرار بٹ قادری) کے ساتھ پیش آیا۔ وہ کہتے ہیں کہ "ایک مرتبہ میں اور ساگر صاحب قصور (سالانہ عرس غلام محی الدین قصوری معروف بہ دایم الحضوری) سے واپس آ رہے تھے۔ بس میں ایک شخص لڈو بیچ رہا تھا۔ ساگر صاحب نے اس سے تمام لڈو خرید لیے، میں نے دل میں خیال کیا حالاں کہ یہ لڈو کوئی خاص بھی نہیں ہیں اور نہ ہی قیمت میں کم ہیں۔ آخر انھوں نے یہ کیوں خریدے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے ایک لڈو کو اپنے ہاتھ سے توڑا اور میرے منہ میں ڈالا، اس طرح دوسرے کو بھی توڑا اور میرے منہ میں ڈال دیا اور باقی کے میں نے مسافروں میں تقسیم کر دیے۔ میں سخت حیران ہوا کہ آج میاں صاحب" ایسا کیوں کر رہے ہیں۔ تمام مسافر یہ نظارہ دیکھ رہے تھے۔ پھر خود ہی آپ نے مجھے حقیقت سے آشکار کیا کہ "میں (ساگر وارثی) ایک مرتبہ فقیر حیرت شاہؒ کے ساتھ سفر پر جا رہا تھا کہ اتنے میں ایک لڈو بیچنے والا آیا اور حضرتؒ نے اس سے لڈو خریدے اور توڑ توڑ کر میرے منہ میں ڈالنا شروع کر دیئے۔ آج اس بات کو کافی عرصہ گزر چکا ہے۔ مگر مجھے وہی بات یاد آ گئی، سوچا آج وہ تو ہم میں موجود نہیں کیوں نہ ان کی یاد تازہ کر لی جائے"۔ اس کے ساتھ ہی ساگر وارثی کے کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ یہ سن کر میں بھی اپنے دل پر قابو نہ پا سکا اور سوچا کہ ایسے فنا فی الشیخ جنھوں نے آج اتنے برس گزرنے کے بعد بھی اپنے شیخ کی اک چھوٹی سی بات کو کس انداز سے یاد رکھا۔

ساگر وارثی نے اپنا ایک واقعہ سنایا کہ "ایک مرتبہ میں میاں فقیر حیرت شاہ کی محفل میں شریک تھا، رات کافی گزر گئی۔ مجھے گھر کی فکر لاحق ہوئی کہ اب گھر جانا چاہیے۔ میں چپکے سے محفل سے اٹھا اور آنکھ بچا کر باہر آ گیا اور گھر کے لیے چل پڑا، مگر ایک بات کی سمجھ نہ آئی کہ میں چلے تو جا رہا ہوں۔ گھر کا راستہ یاد نہیں، بہت پریشان ہوا۔ رات کا پچھلا پہر کشمکش میں گزر گیا، جب صبح کی روشنی آسمان پر پھیلی تو تب جا کر گھر پہنچا۔ دوسرے روز ڈیوٹی سے فارغ ہو کر حضورؒ کی خدمت میں

حاضری دی تو آپ نے فرمایا، "تمھیں بڑی فکر تھی، اپنے گھر کی کیا ہمیں فکر نہ تھی۔" یہ الفاظ سن کر میں معافی کا درخواست گذار ہوا اور آئندہ سے اس فکر سے بھی آزاد ہو گیا۔ پھر کبھی بہ غیر اجازت حضورؒ کی خدمت سے رخصت نہ ہوا۔

آپ واقعی فنافی الشیخ تھے۔ ہمیشہ اپنے شیخ کے مقام کو سربلند رکھا اور ہونا بھی یوں چاہیے۔ کیوں کہ بزرگ فرماتے ہیں کہ "ہمیشہ اپنے شیخ کو ہی سب کچھ جانو اور اسی کی تعریف بیان کرو۔"

بزرگان دین کا ایک اور قول ہے کہ

"مرید خوش عقیدت کو اپنے پیر طریقت کی محبت صادقہ و ارادتِ کاملہ کے ساتھ مخصوص طور پر مراعات آدابِ صحبت شیخ کی مخالفت بھی لازمات بل کہ واجبات سے ہے۔ کیوں کہ شیخِ کامل ہمیشہ دعوتِ خلق بہ طریق متابعت حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کرتا ہے۔"

"یعنی شیخ طریقت کی اپنی قوم میں وہی حیثیت ہوتی ہے۔ جو کہ نبیؐ کی امت میں ہوتی ہے"

[بلوغ المرام، ابراہیم شیدا، ص، 70]

حاجی سیّد وارث علی شاہؒ سے ایک مرید نے عرض کیا سرکار اگر انسان فنافی الشیخ کے مقام پر فایز ہو اور اسی صورت میں اس کی وفات ہو جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ فنافی الرّسول صلی اللہ علیہ وسلم اور فنافی اللہ کے مقام سے محروم رہا۔ حضور وارث پاکؒ نے فرمایا "نہیں بل کہ سلسلہ وارثیہ میں اس شخص کو باقی دونوں حالتیں بھی فنافی الشیخ کے مقام میں ہی مل جائیں گی۔ اسے اس کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوگی۔

ساگر وارثی نے بھی اس چیز کی مثال قایم کر دی تا کہ آئیندہ آنے والے سلسلہ وارثیہ کے دوسرے لوگ اپنے شیخ کی عظمت کو سمجھ سکیں۔ 10 اکتوبر 1963ء کے دن ساگر صاحبؒ کو اپنے شیخ میاں حیرت شاہؒ صاحب کا خط موصول ہوا جو کہ انھوں نے ڈھاکہ سے تحریر فرمایا تھا کہ ہم رات 9 بجے بہ ذریعہ ہوائی جہاز 11 اکتوبر کو کراچی پہنچ رہے ہیں۔ ساگر وارثی یہ سوچ رہے تھے کہ دوسرے دن مقررہ وقت سے پہلے ہوائی اڈے پر پہنچ جاؤں گا اور آپ کا استقبال کروں گا۔ لیکن 11 اکتوبر کی صبح ارشاد میاں (صاحب زادہ میاں حیرت شاہؒ) دفتر تشریف لائے اور بتایا کہ والد

صاحب رات ہی ڈھاکہ سے تشریف لے آئے ہیں۔ آپ کی طبیعت قدرے ناساز ہے۔ میاں صاحب اسی وقت قدم بوسی کے لیے ''لی مارکیٹ'' چلے گئے اور سلام پیش کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا اور بغل گیر ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی ساگر صاحب کے ماتھے کو بوسہ دیا اور فرمایا ''تمہاری دور بلائیں، خوش رہو۔'' پھر آپ نے فرمایا کہ رات ہوائی جہاز میں مرچ مصالحہ والا کھانا کھایا تھا۔ جس کی وجہ سے پیشاب کی تکلیف ہو گئی۔

یہی تکلیف چند روز تک رہی مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ بل کہ مرض بڑھتا گیا۔ ساگر صاحب ہر روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ 14 اکتوبر کو لاہور سے میاں صاحب کو تار موصول ہوا۔ جس میں بتایا گیا تھا کہ حضور سید وارث علی شاہؒ کے عرس پر قافلہ روانہ ہو رہا ہے۔ اس میں شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ ساگر صاحبؒ نے یہ تار فقیر حیرت شاہؒ کو دکھلایا اور عندیہ دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا ہم اور تم دونوں اکٹھے چلیں گے۔ سہرا شریف تیار ہے، تم تیاری کرو ہم بھی کرتے ہیں۔ 17 اکتوبر کی صبح ساگر وارثی خدمت میں حاضر ہوئے کہ اگر مرض میں افاقہ ہے تو پھر چلنے کی تیاری فرمائیں۔ آپ ساگر وارثی کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہے۔ اور پھر فرمایا کہ تم چلو، ہم بھی آرہے ہیں۔ اجازت ملتے ہی ساگر صاحب کراچی سے عوامی ایکسپریس کے ذریعے لاہور پہنچ گئے۔ 18 اکتوبر کو گوجرانوالا میں ساگر وارثی کے بھائی عطاء الٰہی ساگر کا تار موصول ہوا جس میں لکھا تھا۔

''میں آپ کے حکم کے مطابق الحاج فقیر حیرت شاہؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا تھا۔ مگر جناب وہاں موجود نہیں تھے وہ ڈاکٹر کے پاس گئے ہوئے تھے۔ جب ڈاکٹر سے واپس ہوئے تو آپ تین بج کر 10 منٹ پر ٹیکسی میں اس عالم سے رخصت فرما گئے۔ میں لی مارکیٹ میں ہی رات گزاروں گا کیوں کہ نماز جنازہ بعد از نمازِ جمعہ میمن مسجد میں ادا ہو گی اور ابھی ریڈیو میں اطلاع دینے جا رہے ہیں۔''

موت کی طرح جس سے ڈرتے تھے
ساعت آ پہنچی اس جدائی کی

آپ کی تاریخ وصال 17 اکتوبر 1963ء بہ روز جمعرات ہے۔ مزار اقدس قبرستان پاپوش

Scanned with CamScanner

نگر کراچی میں تعمیر کیا گیا۔ مزار شریف کے لیے جگہ بڑی محنت سے حاصل کی گئی تھی جس میں ساگر وارثی کی کاوش شامل حال ہے۔ اسی وقت اسے چار دیواری میں لے لیا گیا۔ آپ کے مزار اقدس کے لیے کتبہ ساگر صاحبؒ نے خود تیار کروا کے لگوایا تھا جو کہ بعد میں شہید کر دیا گیا اور مزار کی تعمیر نو کی گئی۔

شجرہ عالیہ قادریہ رزاقیہ وارثیہ

الٰہی سرور عالم شہِ ابرار کا صدقہ   شہنشاہِ مدینہ احمد مختار کا صدقہ

الٰہی میری ہر مشکل کو آسانی عطا فرما   علی مشکل کشا و حیدرؓ کرار کا صدقہ

الٰہی راہِ تسلیم و رضا کی خاک کر مجھ کو   حسینؓ ابنِ علیؓ سر چشمہ اسرار کا صدقہ

دوائے دردِ فرقت مانگتا ہوں ہاتھ پھیلائے   عطا فرما الٰہی عابدؓ بیمار کا صدقہ

الٰہی باقرؓ و جعفرؓ کی دے خیرات تو مجھ کو   امامِ کاظمؓ و موسیٰ رضاؓ سردار کا صدقہ

تصدق خواجہ معروفؒ کرخی سری سقطیؒ کا   جنیدؒ و شبلیؒ و عبدالواحدؒ ابرار کا صدقہ

طفیلِ حضرتِ بوالفراحؒ طرطوسی مجھے دینا   علی بوالحسنؒ مست مئے اسرار کا صدقہ

الٰہی بو سعیدؒ پیرِ پیراں شیخ لاثانی   مئے برج طریقت مطلعِ انوار کا صدقہ

محی الدین شیخ عبدالقادر شاہ جیلانیؒ   جناب غوث کے گلگونہ رخسار کا صدقہ

شہنشاہِ طریقت عبدالرزاقؒ گدا پرور   شاہِ سید محمدؒ سرور و سردار کا صدقہ

الٰہی سید احمدؒ اور شاہ سیّد علیؒ عارف   جناب شاہ موسیٰ قادریؒ سرکار کا صدقہ

شاہ سیّد حسنؒ اور شیخ ابو عباسؒ کی خاطر   بہاؤالدینؒ قسیم بادۂ اسرار کا صدقہ

برائے خواجہ سیّد محمد قادریؒ یا رب   مجھے دینا جلالِ قادریؒ سردار کا صدقہ

شاہِ میراں فریدؒ بھکر ابراہیمؒ ملتانی   اور ابراہیم بھکرؒ مخزنِ انوار کا صدقہ

سراپا رحمتِ حق حضرتِ شاہ امانؒ اللہ   حسینؒ حق نما محوِ جمالِ یار کا صدقہ

شاہِ عرشِ آشیاں شاہ ہدایت منبعِ عرفاں   محبِ حق حبیبؒ احمدِ مختار کا صدقہ

جو آنکھیں دیں تو آنکھوں کو عطا کر لطفِ نظارہ   شاہ عبدالصمدؒ کے دیدۂ بیدار کا صدقہ

Scanned with CamScanner

دیا ہے دل تو دل میں درد دے اور درد میں لذت — شاہ رزاقؒ کی شیریں گفتار کا صدقہ
گلِ بستانِ زہرہؓ سید اسمٰعیل رزاقیؒ — جناب شاکرؒ اللہ گوہر شاہ سوار کا صدقہ
نجاتؒ اللہ و حضرت حاجی خادم علیؒ کامل — امیر لشکرِ دیں قافلہ سالار کا صدقہ
امام الاولیاء ابنِ علیؓ لختِ دلِ زہرہؓ — میرے والی میرے وارثؒ میرے سرکار کا صدقہ
گدائے عشق ہوں بھر دے میرا دامن مرادوں سے — انہی کی چشم مست و گیسوئے خمدار کا صدقہ
زکوٰۃ خوبی نقش و نگار روضہ انور — ملے ایوانِ وارثؒ کے در و دیوار کا صدقہ
یہاں سے مانگنے والا کبھی خالی نہیں پھرتا — اسی روضہ کے ہر زائر کا ہر زوار کا صدقہ
عطا کر اپنے بیدمؔ کو شرابِ معرفت ساقی — تصدق مے کدے کا اپنے ہر مے خوار کا صدقہ

[کلیات بیدم، بیدم وارثی، ص ۱۹۹]

شجرہ طیبہ چشتیہ نظامیہ وارثیہ

الٰہی مجھ کو سرکار رسالتؐ کی محبت دے — علی مشکل کشا شاہ ولایت کی محبت دے
الٰہی اہلِ بیت مصطفیٰ کا عشق دے مجھ کو — حسن بصریؒ و واحدؒ کنز وحدت کی محبت دے
فضیلؒ اور خواجہ ابراہیم ادھمؒ کا فدائی کر — سدیدالدینؒ حذیفہ غوث ملت کی محبت دے
امین الدینؒ ہبیرہ شیخ بصری عارف کامل — جنابِ فیض بخشؒ وکانِ شفقت کی محبت دے
خدیو چشتیاں خواجہ ابو اسحاقؒ کا صدقہ — ابی احمد ولی خضرؒ وحدت کی محبت دے
طفیلِ خواجہ ناصرؒ محمد صاحبِ نصرت — ابو یوسفؒ نسیم باغ وحدت کی محبت دے
الٰہی قطب دیں مودود یوسفؒ کے تصدق میں — مجھے تو میرے پیرانِ طریقت کی محبت دے
شریف زندنیؒ و خواجہ عثمانؒ ہارونی — امام و رہبر شرع و طریقت کی محبت دے
امام چشتیاں خواجہ معین الدینؒ اجمیری — ولیٔ ہند سلطانِ طریقت کی محبت دے
بنا دیوانہ مجھ کو قطب دینؒ بختیار کاکیؒ کا — حواس و ہوش لے لے اور حضرت کی محبت دے

Scanned with CamScanner

فرید الدینؒ گنج شکری کا ذوق دے مجھ کو   نظام الحق نظامؒ الدین وملت کی محبت دے

نصیرالدینؒ چراغ دہلوی سے لو لگا میری   کمال الدینؒ سراج الدینؒ کی سیرت کی محبت دے

علیم الدین اور محمودؒ ، راجنؒ کا تعلق دے   جمالؒ اللہ کے نورِ بصیرت کی محبت دے

شہ محمودؒ اور خواجہ محمدؒ ، خواجہ یحییٰؒ   کلیمؒ اللہ خورشید حقیقت کی محبت دے

نظام الدینؒ فخر الدین قطب الدینؒ جمال الدینؒ   عبادؒ اللہ کے انداز طاعت کی محبت دے

مجھے شیدا بنا شاہ بلندؒ رامپوری کا   شہ خادم علیؒ مہر سیادت کی محبت دے

نبی کے لال اور مولا علی کے لاڈلے وارثؒ   بہار گلشن خاتون جنت کی محبت دے

دوائے درد دل دے درد مندانِ محبت کو
دلِ بیدم کو یا رب دردِ الفت کی محبت دے

[کلیات بیدم، بیدم وارثی، ص 201]

عادات و خصایل: آپ بہت کم گو تھے اور ہر وقت ذکر میں مصروف رہتے گھر آکر زیادہ تر وقت اپنے کمرے میں گزارتے۔ خلوت کو ہی زیادہ پسند فرمایا۔ حضرت ابوالقاسم قشیریؒ فرماتے ہیں۔ ”جب کوئی بندہ گوشہ نشینی اختیار کرے تو اس کے حق میں سے یہ بات ہے کہ لوگوں سے علیحدگی اختیار کرنے کے بارے میں یہ عقیدہ رکھے کہ لوگ اس کے شر سے محفوظ ہوں یہ قصد نہ ہو کہ وہ لوگوں کے شر سے محفوظ رہے۔ ان دو قسموں میں سے پہلی قسم کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اپنے نفس کو حقیر جانتا ہے اور دوسری میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اسے مخلوق پر فضیلت حاصل ہے اور جو شخص اپنے نفس کو حقیر جانتا ہے وہ تواضع کرنے والا ہوتا ہے اور جو شخص اپنے آپ کو دوسروں سے افضل سمجھتا ہے وہ متکبر ہے۔ [رسالہ قشیریہ، ابوالقاسم قشیری، ص، 213]

آپ حقوق العباد کا بڑا خیال رکھتے۔ غرباء کی بے دریغ مدد کرتے، ذرا سا بھی اس پر اظہار نہ کرتے۔ صدقہ خیرات بہت کرتے۔ اس کے متعلق آپ کا قول تھا، ”اللہ تعالیٰ مجھے عطاء کر رہا ہے

اور میں اس کو اسی کی راہ میں خرچ کر رہا ہوں۔ کسی کو بھی اعتراض کرنے کی ضرورت نہیں۔ انسان کے آخرت میں یہی چیزیں کام آئیں گی''۔ آپ نے مالی طور پر صدقہ خیرات کیا ہی اس کے ساتھ ساتھ حسن سلوک سے بھی لوگوں کو نفع پہنچانے کی کوشش کی اور کسی کے دل کو دکھنہ ہونے دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے کہ،''جب تم میں ... اپنے بھائی سے مشورہ طلب کرے تو اسے لازم ہے کہ اس سے وہی بات کرے جو اس کی خیر خواہی کی ہو''۔ یعنی مسلمان کو اچھا مشورہ اور اچھی نصیحت کرنا بھی صدقہ میں شامل ہے۔ اولیاء اللہ کے اخلاق کے متعلق کچھ کہنا تحصیلِ حاصل ہے۔ آپ ہمیشہ دوسروں کے ساتھ خلق کے ساتھ پیش آتے۔ سرکار دو جہاں ﷺ نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ''تم اپنے مال کے ذریعے لوگوں کو خوش نہیں کر سکتے لہذا خندہ پیشانی اور حسن خلق کے ذریعے سے انھیں خوش رکھا کرو۔''

اسی حدیث مبارکہ کی شرح میں حضرت ابوعلی دقاقؒ فرماتے ہیں کہ''اچھے اخلاق انسان کی بہترین خوبیاں ہیں۔ اس سے انسانوں کا جوہر ظاہر ہوتا ہے۔ اپنے افعال کی وجہ سے تو چھپا رہتا ہے، مگر اخلاق کی وجہ سے مشہور ہوتا ہے۔''

سائیں گرداری نے ہمیشہ کھانا بہت کم مقدار میں تناول فرماتے، آپ صبح کے وقت ناشتہ کرتے اور پھر شام کے وقت گھر آ کر کھانا تناول فرماتے۔ کبھی بھی کھانے میں نقص نہیں نکالا۔ یہ خواہش بھی نہ کی فلاں چیز ہو۔ کبھی ننگے سر کھانا نہیں تناول فرمایا۔ فرماتے ننگے سر کھانے سے رزق میں برکت ختم ہو جاتی ہے۔ جب کبھی کسی کے گھر محفل یا کسی اور تقریب میں بل کہ ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے۔ آپ فرمایا کرتے کہ''مالکِ کُل نے اپنے بندے کو بہت سی نعمتوں سے نوازا ہے ،بل کہ انسان کا ہر اک حصہ ہی نعمتِ خداوندی ہے، اگر ہم اس کا شکر ہی ادا کرتے رہیں تو اس کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ انسان کو ہر حال میں اپنے محبوب کو یاد رکھنا چاہیے۔ چاہے تم سکھ میں ہو یا تکلیف کی حالت میں۔''

آپ کے خصائل میں یہ بات بھی شامل تھی۔ ہمیشہ اللہ کی رضا میں سر تسلیم خم رکھا۔ اگر کوئی مصیبت یا افتاد آن پڑتی تو صبر و شکر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ ہمیشہ اللہ پر توکل رکھا۔ توکل کا قیام انسان کا دل ہے۔ جب بندے کے دل میں یہ بات اچھی طرح بیٹھ جائے۔ تقدیر اللہ کی

طرف سے ہے تو پھر وہ ہر میدان میں ثابت قدم رہے گا۔

غیبت ایک ایسا عمل ہے جس کو بہت بُرا خیال کیا جاتا ہے۔ جب کوئی شخص کسی دوسرے کی غیبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جس شخص کی غیبت کی جاتی ہے، اس کے نصف گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کی موجودگی میں غیبت کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا، اگر میں کسی کی غیبت کرتا تو اپنے والدین کی کرتا، کیوں کہ وہ میری نیکیوں کے سب سے زیادہ حقدار ہیں'' [رسالہ قشیریہ، ابوالقاسم قشیری، ص، 299]۔ اسی کے پیش نظر آپ کسی کی غیبت نہ کرتے۔ اگر کسی شخص میں کوئی عیب یا بُری خصلت دیکھتے تو اس کے سامنے کہہ دیتے کہ تم میں فلاں چیز کی کمی ہے۔ آپ نے ہمیشہ سچی اور کھری بات کی۔ جس کی وجہ سے رشتہ دار اور بعض دوسرے لوگ آپ کو ملامت کرتے، لیکن آپ نے شیر بن کر زندگی بسر کی اور کیوں نہ ہوتا، آپ کے پیشوا فقیر حیرت شاہ وارثی نے آپ سے فرمایا تھا،'' کہ میاں ساگر شیر بن کر رہنا ہے۔''

آپ کا معمول تھا کہ رات کو جلد سونا اور جلد اٹھنا، نمود و نمائش کو آپ نے ناپسند فرمایا۔ تمام زندگی سادگی کے ساتھ بسر کی، رزق حلال کو پسند کیا، اپنی اولاد کو بھی اسی بات کی تلقین فرمائی۔ آپ نے اس فرض کی ادائیگی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی کیوں کہ حلال روزی کا تلاش کرنا بھی جہاد کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکت نے اس میں اتنی برکت عطاء فرمائی کہ پورے گھر کی کفالت خود ہی کیا کرتے تھے۔ کبھی بھی اولاد سے کسی قسم کا کوئی تقاضہ نہ کیا۔

شخصیت: ساگر وارثی کافی پُررعب شخصیت کے مالک تھے۔ کوئی بھی آپ کے سامنے کسی کو بھی بات کرنے کی جراءت نہ ہوتی۔ تمام عمر اصولوں کے تحت زندگی بسر کی۔ ہمیشہ حق بات پر ڈٹے رہتے، کیوں کہ مرد کامل کے لیے یہ ضروری ہے، جو کچھ وہ اپنی زبان سے کہہ دے اس کو آخری لمحے تک نبھائے، آپ دوسروں سے محبت اور شفقت سے پیش آتے، ان کی مہمان نوازی کرتے۔ آپ کی یہی کوشش ہوتی۔ کسی شخص کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ جس کو بھی ملے بے لوث ملے اور ان سے کسی قسم کا کوئی مفاد نہ ہوتا۔ آپ سلسلہ وارثیہ میں ایک سورج کی مانند طلوع ہوئے، جو تمام دن لوگوں کو روشنی دیتے ہوئے، غروب ہو جاتا ہے اور اپنا کوئی معاوضہ یا مزدوری طلب نہیں کرتا۔ تمام عمر کسی کا احسان اپنے ذمہ نہ رکھا۔ آپ لین دین کے معاملات میں بہت صاف

تھے۔ اگر کوئی شخص آپ کی ذات پر ایک روپیہ خرچ کرتا تو ساگر صاحب اس وقت تک صبر سے نہ بیٹھتے جب تک اس پر اس زیادہ نہ خرچ فرما لیتے۔ اگر کسی کی کوئی رقم واپس کرنا ہوتی تو اسے جلد سے جلد اسے واپس کردی جائے، اس میں آپ کی اولاد بھی شامل ہے۔ بل کہ دوسروں کو اپنے ہاتھ سے دے کر خوشی محسوس کرتے۔ [انسائی کلو پیڈیا اولیائے کرام، مقصود احمد صابری، جلد ۱، ص

[54]

ساگر وارثی ایک جامع شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کے پاس کتابی علم تو تھا ہی اس کے ساتھ باطنی علم کی بھی بہتات تھی جو بزرگوں کی صحبت اور نظر سے عطاء ہوا۔ آپ نے روحانیت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور دنیاداری کو بھی بڑے احسن طریقہ سے نبھایا۔ جو شخص پہلی مرتبہ آپ سے ملتا گرویدہ ہو جاتا۔ کسی معاملے میں دوسرے شخص سے بحث نہیں فرمائی۔ اگر کوئی اپنی بات منواتا تو فرمادیتے ہاں اسی طرح ہوگا۔ بلاضرورت کبھی گفت گو نہ فرمائی۔ آپ کی چھوٹی چھوٹی باتیں علم ودانائی سے لبریز ہوتیں۔ ہر ایک شخص پر جلد اثر کر جاتیں۔ شخصیت میں بھولپن تھا جہاں بد باطنی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ یہ نیک کرداری اور پاک نفسی کا ہی نتیجہ تھا کہ آپ دنیاداری نبھاتے ہوئے بھی کبھی دنیادار نہ بنے۔ نہ ہی دنیا کمانے کی کوشش کی ایسی زندگی بسر کی کہ خودداری کو آبروئے زندگی سمجھا۔ آپ فطرتاً قناعت پسند بھی تھے۔ اپنی زندگی میں بہت سے ایسے مرحلے بھی عبور کیے جن کے متعلق اگر سوچا جائے تو تکلیف ہی تکلیف ہے۔

خدا کی طرف سے دردمند دل بھی عطاء ہوا تھا۔ آپ صاف دل تھے۔ یہی خوبی آپ کو دوسروں کے قریب کیے ہوئے تھی۔ ظاہر وباطن بالکل شفاف تھے۔ قول وفعل میں بھی مطابقت تھی۔

حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں،

"یا چناں نمائی کہ ہستی یا چناں باش کہ می نمائی"

ترجمہ: یا تو وہی کچھ کرو کہ جو درحقیقت تم ہو یا ویسے صحیح معنوں میں بن جاؤ کہ جس کو تم ظاہر کرتے ہو۔

وضع داری: آپ وضع داری کا بہت پاس رکھتے تھے اور کامیابی کی اصل وجہ بھی یہی تھی کبھی اپنی وضع سے نہ ہٹے۔

Scanned with CamScanner

؎ منہ نہ موڑیں گے محبت میں وفا سے بیدم
جان جاتی رہے کیا غم مگر بات رہے

جس راستے کی بزرگوں نے آپ کو تعلیم دی، ہمیشہ اسی پر عمل پیرا رہے۔ محافل میں بھی اس چیز کو محسوس کیا جا سکتا تھا۔ اس سلسلے میں ایک واقعہ بیان کر رہا ہوں۔ مَیں (راقم الحروف) نے جب سے آنکھ کھولی ہے۔ عرس وارثیہ کی محفل کو 14 نومبر کو ہی منعقد ہوتے دیکھا۔ جب ساگر وارثی کی بڑی صاحب زادی سخت بیماری کی وجہ سے انتقال فرما گئیں۔ دوسرے روز عرس شریف (14 نومبر) منعقد ہونا تھا۔ لہٰذا عرس کی تقاریب کو اسی طرح منعقد کیا اور محفل سماع بھی ہوئی۔ رشتہ داروں اور دیگر لوگوں نے بہت ملامت کی، طرح طرح کی باتیں ہوتی رہیں۔ مگر آپ نے سب کو نظر انداز کر دیا اور اپنی وضع داری کو نبھایا۔

حضور وارث پاکؒ بھی پابندِ وضع تھے۔ اگر کسی مرید کی کوئی ایسی بات دیکھتے تو بہت خوش ہوتے اور اس کی حوصلہ افزائی فرماتے۔ آپ کا قول ہے کہ، ''ہمیشہ وضع پر قایم رہو۔''

ساگر وارثی نے اپنی اولاد اور دوسرے احبابِ طریقت کو بھی اسی چیز کی نصیحت کی۔ اگر تم زندگی میں کامیابی کو پانا چاہتے ہو تو ایک راستے کو اپنا لو، کام کی ابتداء تو کرو اور پھر سب معاملات اللہ کی ذات پر چھوڑ دو۔'' آپ کی راہ میں بے شمار ایسے مصائب آئے جن کی وجہ سے ایک عام آدمی ہمت ہار سکتا ہے، مگر آپ نے انھیں خود تو محسوس کیا مگر اس کا اثر دوسروں پر نہ ہونے دیا۔ آزمائشیں تو انسان پر آتی رہتی ہیں۔ بندہ جس قدر خدا کے قریب ہوگا، اتنا ہی اسے آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ کسی بزرگ سے پوچھا گیا کہ اللہ اپنے دوستوں کے ساتھ کیا معاملہ کرتا ہے۔ تو انھوں نے ارشاد فرمایا کہ ''اللہ پاک اپنے دوستوں کے ساتھ وہی سلوک کرتا ہے جو وہ آخرت میں اپنے دشمنوں کے ساتھ روا رکھتا ہے۔''

؎ ہر کہ دریں مقرب ترا ست
جام بلا بیشترش مے دہند

آپ کبھی بھی اپنی زبان سے منحرف نہ ہوئے۔ اسی عادت کی وجہ سے زندگی کے چند اہم فیصلے بھی اس کے آڑے آئے لیکن زبان مبارک سے یہ الفاظ نکل چکے تھے اس لیے ان سے ہٹنا

Scanned with CamScanner

آپ نے پسند نہ فرمایا۔ گھر والوں کو بہت ہی تلخ صورت حال کا سامنا کرنا پڑا، اپنے عہد کی پابندی کرنا اور اسے نبھانا بہت بڑا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں یہی ارشاد فرماتے ہیں کہ ”اللہ وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔“

چناں چہ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ عہد کی پابندی صفت الٰہی ہے اور لوگوں کو بھی اس خوبی کو نبھانے کی تلقین فرماتا ہے کہ تم لوگوں کی عاقبت اچھی ہو۔

عجز وانکساری: آپ کے مزاج میں انکساری اور محبت انتہا کی تھی۔ درویشانہ طبیعت کے مالک، عاجزی اور انکساری کا اعلیٰ نمونہ بھی۔ انسان جب کسی مقام و مرتبے پر پہنچتا ہے تو اس میں تکبر آجاتا ہے اور ہر ایک کو اپنے سے کمتر محسوس کرتا ہے۔ لیکن آپ میں ایسی کوئی بات نہ تھی۔

حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ ”جو شخص متکبر ہو اسے معرفت کی بُو تک نہیں پہنچتی“۔ پوچھا گیا کہ متکبر شخص کی علامت کیا ہے؟ فرمایا کہ جو اٹھارہ ہزار عالم میں کسی کو اپنے سے کم اور ذلیل دیکھے۔“

اس سے پتہ چلا کہ معرفت اور انکساری کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ایک کامل شخص اپنے بلند دعوؤں سے باز رہتا ہے۔

؎ تکبر عزا زیل را خوار کرد
بہ زندان لعنت گرفت کرد

ہمیشہ اپنی ذات کی نفی فرماتے رہے۔ کوئی ملنے والا آکر آپ کی تعریف کرتا تو آپ اسے فرماتے کہ ”مَیں تو ایک عاجز سا انسان ہوں تمام تعریفیں تو خدائے بزرگ و برتر کے لیے ہیں۔ انسان کے اندر جو نفس موجود ہے وہ ہمیشہ اپنی ہستی کو ہی برتر دیکھنا چاہتا ہے۔ یعنی سب کچھ مَیں ہی ہوں، لیکن فقیر سب سے پہلے اپنی خودی کو ہی زیر کرے گا۔“

آپ کی زندگی پر درویشوں کی صحبت کا اثر تھا۔ لوگوں سے بہت کم ملتے، بہت سے لوگ آپ کی شخصیت کو ٹھیک معنوں میں سمجھ نہ سکتے تھے۔ جب کوئی آپ سے بالمشافہ ملتا یا کسی بزم میں بیٹھ کر مشاہدہ کرتا تو اسے آپ کے مقام کا پتہ چلتا۔ بعض لوگ ایسے بھی تھے، جو صرف آپ کے نام سے متعارف تھے۔

Scanned with CamScanner

آپ اپنا ایک واقعہ بیان فرماتے تھے کہ ''جن دنوں مَیں بینک میں ملازم تھا۔مَیں نے اپنے نائب قاصد (چپڑاسی) کو کسی بات پر جھڑک دیا۔اسی دوران ایک بزرگ ہستی میرے کمرے میں داخل ہوئی۔جب انھوں نے میرا یہ رویہ دیکھا تو مجھ سے ناراضگی کا اظہار کیا اور مجھے ایک نصیحت کی کہ ''جس درخت کو پھل لگا ہوتا ہے۔وہ ہمیشہ جُھکا ہوا نظر آئے گا۔'' یہ الفاظ آج بھی میرے ذہن پر سوار ہیں،جنھوں نے مجھے زندگی میں عاجزی کا سبق پڑھایا۔اس کے بعد مَیں نے پھر کبھی کسی ملازم کو کچھ نہیں کہا،یعنی اپنا رعب و دبدبہ قایم نہیں کیا۔''

فرایض کی ادائیگی: ساگر وارثی نے فرایض کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں فرمائی۔ خواہ ان فرایض کا تعلق حقوق اللہ سے ہوتا یا،حقوق العباد سے۔جو جو کام آپ کے ذمہ تھے انھیں بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ سرانجام دیا۔کوئی بھی شخص یہ نہیں کہہ سکتا ساگر وارثی سے کوئی شکوہ ہے یا ہمارا کوئی حق ان کے ذمہ ہے۔اپنی ملازمت بھی انہی اصولوں کے تحت کی۔ہمیشہ اپنی ڈیوٹی پر جلد گھر سے روانہ ہوتے۔وقت کی پابندی کو ملحوظ خاطر رکھا۔بینک سے بہت کم چھٹی کرتے۔یہاں تک کہ ساری رات روحانی محفلوں میں گزارتے مگر صبح ہوتے ہی اپنی ڈیوٹی پر چلے جایا کرتے۔ملازمت بھی ایمان دارانہ رویہ اختیار رکھا۔

بعض اوقات تو کسی بھی معاملے میں نقصان خود برداشت فرمالیتے،دوسرے کو تکلیف نہ ہونے دیتے۔یہ آپ کی نرم دلی کا نتیجہ تھا۔بعض واقعات تو ایسے بھی رونما ہوئے۔جن میں کسی مزدور یا شخص کو معاوضہ پہلے ادا کر دیا،مگر صاحب کا پتہ ہی نہ چلتا کہ کہاں روپوش ہوگئے۔تمام عمر لوگوں میں محبتیں ہی بانٹیں اور محبتیں ہی سمیٹتے رہے۔ان کی وفات کا دُکھ آپ کے ملنے والوں کو بہت ہوا۔

ایک واقعہ لالہ بٹ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ساگر وارثی اپنے گھر کی مرمت کے دوران سامان مجھ سے لے کر جایا کرتے۔ایک مرتبہ آپ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اتنی اینٹیں درکار ہیں۔مَیں نے عرض کیا حضور ٹرک منگوادوں گا اس سے بچت بھی ہوگی۔مگر آپ نے حکم دیا نہیں۔اینٹیں گدھا گاڑی کے ذریعے پہنچانا۔اس کی وجہ معلوم کی تو آپ نے فرمایا ان اینٹوں کے ساتھ گدھا گاڑی والوں کا بھی رزق شامل ہے۔

Scanned with CamScanner

والدین سے عقیدت: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ

''حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں لیکن تین عمل منقطع نہیں ہوتے: صدقہ جاریہ، علم نافع اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہتی ہے۔''

(مسند احمد، ۲ ص ۳۷۲، نمبر ۸۸۳۱)

نیک اولاد سے مراد جو نیک کام کرے اور والدین کے لیے دعا گو رہے۔ والدین کو صالح اولاد کے عمل کا ثواب اپنے آپ پہنچتا رہتا ہے۔ ساگر صاحبؒ کو اپنے والدین سے بے پناہ محبت تھی۔ اسی جذبہ سے سرشار ہو کر اپنے والدین کے نام پر حجِ بدل بھی ادا کیے۔ والدین کی زندگی میں مالی حالات مشکل تھے کہ انھیں حج پر نہ بھیج سکے۔ لیکن بعد میں سرکار دو جہاں ﷺ کی نظر کرم ایسی ہوئی کہ اس فریضے کو ان کی وفات کے بعد سرانجام دیا۔ ساگر صاحبؒ کو محبت تو ماں باپ دونوں سے تھی مگر والدہ سے عقیدت کی انتہا والد کی نسبت کچھ زیادہ تھی۔ اسی جذبہ سے جب حجِ بدل کی ادائیگی کی تو والدہ کا حج خود ادا کیا اور والد صاحبؒ کا حجِ بدل اپنی اہلیہ کو ادا کرنے کے لیے کہا۔ شاید اس کی وجہ یہ تھی، والدہ اولاد کے لیے زیادہ مصیبتیں برداشت کرتی ہے۔

لاہور ملازمت کے دوران ہر ہفتہ کے روز والدہ کی زیارت کے لیے گھر تشریف لے جاتے والدہ صاحبہ بھی آپ کا انتظار بیتابی سے فرماتیں۔ جب کبھی رات گئے گھر پہنچتے تو اروپ موڑ پر والدہ آپ کے بڑے بھائی کو لینے کے لیے بھیجتیں۔ جب تک کہ آپ گھر تشریف نہ لے آتے۔

والدہ کے بلند مرتبہ کا ذکر حدیث مبارکہ سے بھی واضح ہے:

''حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی حضور نبی اکرم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! لوگوں میں سے میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ نے فرمایا: تمہاری والدہ۔ انہوں نے عرض کیا: پھر کون ہے؟ آپ نے فرمایا:

تمہاری والدہ۔ انہوں نے عرض کیا: پھر کون ہے؟ آپ نے فرمایا: پھر تمہاری والدہ ہے۔ انہوں نے عرض کیا: پھر کون ہے؟ آپ نے فرمایا: پھر تمہارا والد ہے۔''

(بخاری ج ۵، ص ۲۲۲۷، حدیث نمبر ۵۶۲۶)

اپنے والدین کا ختم شریف بھی بڑی عقیدت سے دلواتے، جب بھی آپ کے سامنے والدین کا ذکر ہوتا تو آپ کی آنکھیں نم ہو جائیں۔ آپ ہمیں بتایا کرتے کہ ''میرے والدین نے جس طرح ہماری پرورش کی اور تعلیم دلوائی مَیں اس کو کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔'' اسی احترام کی بہ دولت آپ ملازمت کے اچھے عہدے پر فائز تو تھے ہی اس کے ساتھ ساتھ آپ کو روحانی مقام بھی حاصل ہوا۔ والدین کا نام روشن کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ آپ فرماتے اگر کوئی مجھ سے لغزش ہو جاتی تو والد صاحب فرماتے یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے کہ ایک پڑھا لکھا شخص غلط قدم اٹھائے یا غلطی کا ارتکاب کرے، مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم ایسا بھی کر دو گے۔ جاؤ اور اس کا تدارک کرو۔ مَیں نے تمہیں اس لیے پڑھایا کہ تم غلط راستے پر چلو؟''

آپ فرماتے میرے والد صاحب اکثر نصیحت فرماتے۔ اچھے کام کی عادت ڈالنی چاہیے۔ یعنی اگر نماز کی عادت ڈال لی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

ساگر وارثی کا بیان ہے کہ ''میرے ایک برادرِ طریقت عاصم صابری صاحب گھر تشریف لائے اور مسکرا کر کہنے لگے تمہارے گھر میں ایک چراغ جلتا تھا جو اب نہیں جلتا، اس کا انجام اچھا نہیں۔ یعنی وہ چراغ بابا رحمت علی صابریؒ (والد) ہر جمعرات کو جلایا کرتے تھے۔ پھر انھوں نے سوالیہ لہجے میں کہا، آپ کے والد ماجد کی ڈیوٹی اب کہاں ہے کچھ معلوم ہے۔ مَیں نے نفی میں سر ہلایا کہ مجھے معلوم نہیں۔ پھر آپ ہی آپ رک رک کر گوہر فشانی کرنے لگے کہ آپ کے والد ماجد کی ڈیوٹی خانہ کعبہ کے اندر یعنی حرم میں لگی ہوئی ہے۔

آپ کے والد گرامی سادہ طبیعت اور نیک دل انسان تھے۔ کسی بھی شخص کو برا بھلا نہ کہتے۔ یہی وجہ تھی لوگ ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے۔ انھوں نے اپنے بچوں کی بہتر تربیت فرمائی۔ لوگ آج بھی ان کی سادہ دلی اور حسنِ سلوک کا ذکر کرتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے کہ

''حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم نے فرمایا: ہر پیدا ہونے والا بچہ (اصل) فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی، عیسائی اور مجوسی بنا دیتے ہیں۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! جو بچپن میں ہی فوت ہو جاتا ہے (اس کا معاملہ کیا ہوگا)؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جاننے والا ہے جو وہ (دنیا میں رہ کر) کرنے والے تھے۔''

(الحدیث رقم ۳۰: أخرجه الخوارزمی فی جامع المسانید للإمام أبی حنیفة، ۱/ ۱۸۸، وأخرج المحدثون هذا الحدیث بأسانیدهم منهم: البخاری فی الصحیح، کتاب: الجنائز، باب: ما قیل فی أولاد المشرکین، ۱/ ۴۶۵، الرقم ۱۳۱۹، ومسلم فی الصحیح، کتاب: القدر، باب: معنی کل مولود یولد علی الفطرة، ۴/ ۲۰۴۷، الرقم: ۲۶۵۸، والترمذی فی السنن، کتاب: القدر عن رسول اللہ ، باب: ما جاء کل مولود یولد علی الفطرة، ۴/ ۴۴۷، الرقم: ۲۱۳۸)

یعنی بچے بالکل نادان اور بے زبان ہوتے ہیں۔ اس کے والدین ہی اس کی بہتر تعلیم و تربیت کرتے ہیں۔ وہ ایک اچھا انسان بن جاتا ہے اور اس کی بری تربیت کے بھی وہی ذمہ دار ہوں گے۔ ساگر وارثی کے والدین ناخواندہ تھے، مگر انھوں نے اپنی اولاد کی پرورش بہت اچھے طریقے سے کی۔ اس وقت تعلیم کا اتنا رواج نہ تھا، مگر آپ کی والدہ بہت ہی دانا خاتون تھیں۔ وہ ہر ایک کے دکھ درد کا خیال رکھنے والی اور صوم صلوٰۃ کی پابند تھیں۔

آپ کی والدہ صاحبہ بچوں کو تعلیم دلوانے کے معاملہ میں زیادہ پیش پیش تھیں، ایسی باہوشیار خاتون کیا مجال کسی بچے کو شرارت کا موقع ملے یا مطالعہ میں کسی قسم کی کمزوری پیدا ہو۔ سبھی ان سے بہت ڈرتے، گھر سے باہر کسی سے لڑائی جھگڑا ہو، ہمیشہ وہ اپنے ہی بچوں کی پٹائی کرتیں۔ وجہ اس کی یہ تھی تم گھر سے باہر کسی سے الجھو مت، ورنہ تمہاری خیر نہیں۔ وہ کسی لڑکی یا لڑکے کو گھر کے اندر بیکار بیٹھنے نہیں دیتیں۔ گھر سر راہ واقع تھا، راہی مسافر صبح و شام مکان پر کسی ضرورت سے آ ہی جاتے۔ اس کو کھانا کھلانا اور خدمت کرنا بلکہ بہوؤں سے بھی اس کی خدمت کروانا ضروری فرض سمجھتی تھیں۔

عمر کے آخری حصے میں آپ کی والدہ ماجدہ کی بینائی کافی کمزور ہو گئی تھی، لیکن یاد الٰہی سے

Scanned with CamScanner

غافل نہ ہوتیں۔اسی طرح صبح سویرے اٹھتیں اور خود ہی وضو کرتیں۔آپ کا وصال بھی صبح فجر کی نماز کے بعد ہوا۔

آخری ایام میں ساگروارثی اکثر اسی بات پر بہ ضد تھے لاہور کی رہائش گاہ چھوڑ کر تمہارے دادی دادا کے پاس چل کر رہیں۔لیکن لاہور میں آپ کے دوست احباب کی وجہ اور کچھ ہماری نااہلی کی بہ دولت یہ خواہش ادھوری ہی رہی۔تاہم ساگروارثی کی وفات کے بعد گھر والوں نے یہ فیصلہ کیا آپ کے جسدِ خاکی کو آپ کی والدہ ماجدہ کے قدموں میں سپردِ خاک کیا جائے۔ روزِ قیامت وہ ہم سے کوئی گلہ نہ کرسکیں۔اس کام میں ہماری کوئی بھی بہادری نہیں، بل کہ انسان کا خمیر جس جگہ سے تیار ہوتا ہے وہ اسی جگہ کا حصہ بنتا ہے۔یہ ساگروارثی کی خوش قسمتی تھی کہ آپ کو اپنی والدہ ماجدہ کے قدموں کی خاک نصیب ہوئی۔

صاحبِ نظر:

''حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم نے فرمایا: مومن کی فراست سے ڈرو کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے پھر آپ نے آیت مبارکہ تلاوت کی:

''بیشک اس میں اہلِ فراست کے لئے نشانیاں ہیں۔''

[رسالہ قشیریہ، ابوالقاسم قشیری، ص،414]

ساگروارثی ایک صاحبِ نظر روحانی شخصیت کے حامل تھے۔بہت سے ایسے مراحل بھی آئے جہاں قدم قدم پر کسی بات کی پشین گوئی پہلے سے ہی کردی۔لیکن ہم انؒ کے کلمات کو نظر انداز کردیتے۔جس سے ہمیں اکثر پریشانی اٹھانا پڑتی۔اگر کسی شخص سے آپ کوئی بات کہہ دیتے تو اس نے بہ جائے اس پر عمل پیرا ہونے کے اسے غلط رنگ دے دیتا۔یہ انسان کی فطرت ہے جب وہ ہم میں موجود ہوتا ہے تو ہم اس کی قدر و قیمت کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ہمارے نزدیک اس کی کوئی وقعت نہیں ہوتی۔مگر جب وہ اس عالمِ فانی سے پردہ کرلے تو اس کی کمی کا شدت سے احساس ہوتا ہے۔وہ لمحات، وہ صحبتیں دوبارہ نصیب نہیں ہوسکتیں۔

Scanned with CamScanner

حضرت ذوالنورینؓ فرماتے ہیں، ''زندگی تو وہی زندگی ہے جو ایسے لوگوں کے ساتھ ہو، جس کے دل تقویٰ کے مشتاق ہیں اور ذکرِ الٰہی سے خوش ہیں یہ دل روح یقین کے پاس اس طرح مطمئن رہتے ہیں جس طرح ایک دودھ پیتا بچہ گود میں سکون حاصل کرتا ہے۔''

کسی شخص کی کوئی کرامت ہی زندگی کا حاصل نہیں، اولیاء اللہ کی صحبت سے بڑھ کر کیا کرامت ہوسکتی ہے۔ انھوں ہمیں اپنی محفل میں بلالیا۔ یہ عطاء ہر کسی کے حصے میں نہیں آتی۔ دراصل یہ حقیقت ہم محدود سوچ والوں پر عیاں نہیں ہوسکتی۔ لیکن ایک صاحب نظر ہستی آنے والے تمام واقعات کا اپنی چشمِ باطن سے مشاہدہ کررہی ہوتی ہے کہ فلاں فلاں کام کی ذمہ داری کو کس نے سرانجام دینا ہے۔

بیدمؔ تم آفتابِ وفا ہو خدا گواہ
ناقص ہے جس کو شک ہے تمہارے کمال میں

☆☆☆

مشاہیر واکابرین
جن سے آپ کی ملاقات رہی

آپ کی زندگی میں ہر شعبہ ہائے زندگی کے احباب شامل تھے۔ ان سب کی یاد تازہ کرنے کے لیے ذیل میں ایک فہرست اور مختصر تعارف دے رہا ہوں تاکہ آنے والی نسلوں کو یاد رہے کہ میاں صاحب کی شخصیت کو تراشنے، سنوارنے اور کامیاب بنانے میں کتنے بے نشان ہستیوں کا ہاتھ شامل رہا۔

آپ کو بہت سے جیدّ فقراء کی صحبت نصیب ہوئی۔ ایسے جیدّ فقراء جن کی قربت پر رشک آتا ہے۔ جن مشائخ، سجادہ نشین، خادمین، اہلِ علم، مولفین، علماء، مشاہیر، اساتذہ، قرابت دار، دفتری احباب سے صحبت حاصل رہی ان میں درج ذیل نام قابل ذکر ہیں:

Scanned with CamScanner

خواجہ محمد دیوان چشتی صابری": آپ نے جب آنکھ کھولی تو خواجہ محمد دیوان چشتی صابریؒ کو اپنی آنکھوں کے سامنے پایا اور اپنا بچپن انھیں کی صحبت میں گزارا۔ [تفصیل تعلیقات،ص، 471]

خواجہ علی محمد چشتی نظامی" بسی شریف: آپ کی ولادت ۱۸۸۱ء میں بسی نو عمر خاں ضلع ہوشیار پور بھارت میں ہوئی۔ والد گرامی محمد عمر خاںؒ کے نام سے ہی آپ کے گاؤں کا نام ہے۔ آپ اپنے نانا جان میاں محمد شاہؒ کے دست حق پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انھی کی زیر تربیت دنیاوی وروحانی تعلیم کی منازل طے کیں۔ ساگر وارثی صاحب لکھتے ہیں کہ "میں نے میاں علی محمدؒ کی زیارت کے علاوہ آپ کے درس میں بھی شرکت فرمائی تھی، انؒ کی ذات اقدس سے ہزاروں لوگوں نے استفادہ کیا۔ آپ کو کتب بینی کا بہت شوق تھا، مطالعہ میں شریعت، طریقت اور فقہ کی کتابیں رہتی تھیں۔" میاں علی محمدؒ کا وصال 2 جنوری 1975ء کو لاہور میں ہوا اور پاک پتن شریف میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے احاطہ صحن میں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔ [مشائخ ہوشیار پور، ساگر وارثی، ص 151]

سائیں فتح علی چشتی صابری نظامیؒ: [دیکھیں، ص 239] حافظ محمد عبداللہؒ [دیکھیں، ص 460] کے مریدین میں سے آپ کے خلیفہ حضرت سائیں فتح علی چشتی نظامیؒ (روہیلہ) ہیں۔ جو جالندھر کے رہنے والے تھے۔ آپ کا مزار اقدس بہ مقام اروپ چاہ معافی والا (گوجراں والا) میں واقع ہے۔ ساگر وارثی کے ساتھ کافی انس ومحبت تھی وہ اکثر خطوط وغیرہ انھیں سے لکھواتے تھے۔
[مشائخ جالندھر، قلمی، ساگر وارثی، ص 230]

بابا ہیرے شاہ": بابا ہیرے شاہؒ کی ولادت دوسوہہ (ہوشیار پور۔ بھارت) میں ہوئی۔ باباجیؒ کے متعلق ساگر وارثی لکھتے ہیں، "میں ان کی زیارت سے اس وقت مشرف ہوا جب آپ کی عمر مبارک ساٹھ سال کے لگ بھگ تھی۔ آپ تمام عمر مجرد رہے۔ بہت ہی کم گو تھے۔ مسجد سے متصل ایک کمرہ میں عبادت کرتے رہتے۔" آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں خواجہ میاں محمد شاہؒ (نانا جان خواجہ میاں علی محمد چشتی نظامی") کے توسل سے داخل سلسلہ ہوئے۔ بابا جی کا وصال 1953ء میں لاہور میں شریف محلہ رنگ محل حویلی میاں خاں میں ہوا۔ آپ کے مریدوں

Scanned with CamScanner

میں بابا جھنڈے شاہ میت کو سرگودھا لے گئے اور چک جنوبی نواح سرگودھا میں سپرد خاک کیا گیا۔ [مشائخ ہوشیار پور، ساگر وارثی، ص 239]

فقیر حیرت شاہ وارثیؒ: آپ کی ولادت جنوری 1894ء میں جالندھر میں ہوئی۔ قیام پاکستان سے پہلے 1937ء میں لاہور تشریف لائے اس کے بعد چنیوٹ برلبِ چناب ایک مندر میں قیام پذیر رہنے کے بعد کراچی تشریف لے گئے۔ علوم ظاہری کی ڈگری علی گڑھ یونی ورسٹی سے حاصل کی اور محکمہ مال و پوسٹ اینڈ ٹیلی گراف میں اعلیٰ عہدہ پر فائز رہے۔ 1927ء میں فقیر بیدم شاہ وارثیؒ کے دست حق پر داخل سلسلہ ہوئے اور احرام پوشی نصیب ہوئی۔ آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ جنگلوں، سخت مجاہدوں، ریاضوں اور عبادات میں گزرا۔ بعض مرتبہ آٹھ دن کے بعد روزہ افطار فرماتے۔ 1936ء میں پہلا حج ادا کیا، اس کے بعد کم وبیش 27 مرتبہ یہ سعادت نصیب ہوئی۔ دوسرے ممالک کی سیاحت کے دوران افغانستان، ایران، عراق، مصر، اردن، شام، دمشق کے علاوہ ہندوپاک کے مختلف علاقوں میں بھی تشریف لے گئے۔ وصال 17 اکتوبر 1963ء کو کراچی میں ہوا مزار اقدس پاپوش نگر قبرستان، کراچی میں مرجع خلائق ہے۔

ساگر وارثی انہی کے دست مبارک سے داخل سلسلہ ہوئے۔ فقیر حیرتؒ شاہ وارثیؒ کی صحبت میں آپ نے اپنی جوانی کا کافی وقت گزارہ اور ان سے فیض حاصل کرتے رہے۔ [خیر الوارثین، ساگر وارثی، ص، 150۔ اولیائے اکرام انسائیکلو پیڈیا، ج، ۶، مقصود احمد، ص، 492]

فقیر انوار شاہ وارثیؒ: آپ کا اسم گرامی عبدالرحمن تھا۔ ولادت امرت سر (بھارت) میں ہوئی، خاندان کے لوگ کشمیر سے ہجرت کر کے امرتسر آ کر آباد ہوئے۔ پاکستان معرض وجود میں آنے کے بعد لاہور میں پہلے راوی روڈ اور پھر سوتر ملز حاجی صادق وارثی صاحب کے ہاں قیام رکھا۔ آپ فقیر اوگھٹ شاہ وارثیؒ کے توسل سے داخل سلسلہ ہوئے اور انہی کے دست مبارک سے احرام کی دولت حاصل کی۔ عرصہ دراز تک عبادت اور ریاضت کی غرض سے جنگلوں بیابانوں میں رہے۔ زیارت حرمین شریفین کے علاوہ ایران، افغانستان، عراق اور دیگر عرب ممالک کی سیاحت فرمائی۔ مئی 1969ء میں خان پور کٹورہ میں عرس وارثیہ میں شرکت کے لیے تشریف لے گئے اور وہیں واصل حق ہوئے۔ حاجی صادق وارثی آپ کا جسدِ خاکی لے کر لاہور آئے اور سوتر ملز، نزد

Scanned with CamScanner

جلوموڑ سپردِ خاک کیا گیا۔ جہاں ہر سال 25 مئی کو عالی شان عرس منایا جاتا ہے۔ فقیر انوار شاہ وارثی ؒ ہمارے (راقم الحروف) آبائی گاؤں اروپ ضلع گوجراں والا میں محفل میں تشریف لاتے۔ ایک مرتبہ کسی بات پر میاں ساگر وارثی نے اپنے صاحب زادے کو تھپڑ رسید کیا، اس وقت فقیر انوار شاہ ؒ قریب ہی تشریف فرما تھے، آپ بہت ناراض ہوئے، ''فرمایا فقیری یہ نہیں''۔

[تعارف انوارِ وارث، محمد عرفان وارثی، ص،10]

فقیر سرور شاہ وارثی ؒ: آپ خواجہ حسن نظامی صاحب سے داخل سلسلہ تھے۔ خواجہ صاحب کے حکم سے سلسلہ وارثیہ میں فقیر حیرت شاہ وارثی سے داخل سلسلہ ہوئے۔ اور احرام کی دولت سے نوازے گئے۔ فقیر سرور شاہ وارثی زیادہ وقت داتا علی ہجویریؒ کے مزارِ اقدس پر گزارتے، ساگر وارثی اور راقم الحروف اکثر جمعہ کی نماز وہیں پڑھتے تو ان کی صحبت بھی نصیب ہوتی، آپ کافی جلالی طبیعت کے مالک تھے۔ آپ کا وصال 30 اپریل 1987ء کو لاہور میں ہوا، شیخوپورہ روڈ پر واقع زاہد ٹاؤن کے قریب آپ کا مزار اقدس مرجع خلایق ہے۔ عمر مبارک 115 سال تھی۔ شاعری میں ''سرور'' اور مزاحیہ شاعری میں ''مسٹر'' تخلص کرتے تھے۔

[گلدستہ حذاقت، فقیر سرور شاہ وارثی، ص5]

فقیر پنڈت نایاب شاہ وارثی ؒ: آپ شروع زمانے میں ہندو مذہب کے پیروکار تھے۔ پیدایش کے بعد والدین نے آپ کا نام پنڈت سج رام دیکشت رکھا۔ آپ کا وطن وینش پور تحصیل فتح پور ضلع بارہ بنکی یوپی بھارت ہے۔ جودیوہ شریف سے تقریباً پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ دنیاوی تعلیم میں آپ گریجویٹ تھے۔ تحصیل داری کے معزز عہدے پر فائز اور بلند اخلاق و کردار کے مالک تھے۔ غالباً 1956ء میں آپ سلسلہ وارثیہ میں فقیر قبلہ شاہد میاں جو آستانہ وارث پاک پر فرایض منصبی ادا کرتے تھے، کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا۔ اور انہی شاہد میاں کے دست حق پر داخل سلسلہ ہوئے۔ مرشد کامل نے آپ کا نام تبدیل کر کے پنڈت نایاب شاہ وارثی رکھا۔ داخل سلسلہ ہونے کے بعد تحصیل داری کے عہدے سے استعفیٰ دے دیا اور عبادت و ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول ہو گئے۔ بالآخر 1971ء میں فقیر شیر شاہ بہاری وارثی سے مکمل فقیری عطا ہوئی اور خرقۂ احرام پہن کر احرام پوش فقیر ہو گئے۔

جب آپ کواحرام پہنایا گیا توفقیر باباشیر شاہ وارثی بہاری نے فرمایا کہ یہ لباس فقر دراصل جیتے جی کفن پوشی ہے۔لہٰذا مردے کی کوئی خواہش وآرزو باقی نہیں رہنی چاہیئے اور فقیر دعا و بدعا سے مستثنیٰ ہے۔ بڑی فقیری یہ ہے کہ ہاتھ نہ پھیلے۔ [اولیائے اکرام انسائی کلوپیڈیا، ج،6،مقصود احمد،ص،508]

ساگر وارثی کی پہلی ملاقات مارچ 1986ء میں اجمیر شریف راجستھان بھارت میں خواجہ معین الدین اجمیریؒ میں ہوئی تھی۔اس کے بعد اکثر خط وخطابت رہی۔ساگر وارثی کے وصال کے بعد پنڈت صاحب کا راقم الحروف سے بھی رابطہ رہا۔

افقر موہانی وارثیؒ: آپ کا اسم گرامی سید محمد حسین افقرؔ موہانی ہے۔تاریخی نام "ظفر وارث" ہے۔ولادت 1887ء کو قصبہ موہان ضلع اناؤ میں ہوئی۔حاجی سیّد وارث علی شاہؒ کے دامن گرفتہ تھے۔"دیوہ شریف" میں آستانہ پر محافل مشاہرہ کی بنیاد رکھی۔افقر ایک صوفی شاعر تھے، جو اپنے خیال میں مدہوش اپنے تخیل کی دنیا میں رہتے تھے۔یعنی مادی ماحول کے اثر سے بے نیاز تھے۔ساگر صاحب سے خط وخطابت کے ذریعے مسلسل رابطہ میں رہے۔[نظرگاہ،محشر موہانی،ص 6۔افقر موہانی،ثمر بسوانی،ص35]

فقیر بیدار شاہ وارثیؒ: فقیر بیدار شاہ صاحب،فقیر بیدمؔ شاہ وارثیؒ کے بڑے صاحب زادہ تھے جو اٹاوہ (بھارت) میں مقیم رہے۔ہومیو پیتھک کے ماہر اور مشہور فزیشن تھے۔ بہت پیار کرنے والی شخصیت تھے۔آپ کا وصال 3 جنوری 1987ء میں ہوا۔آپ کے خطوط بنام ساگر وارثی محفوظ ہیں۔[بیدم وارثی شخصیت اور فن،رانا عارف،ص20]

فقیر ایاز وارث وارثیؒ: آپ فقیر بیدم شاہ وارثیؒ کے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔آپ کی ولادت 11 فروری 1926ء کو ہوئی۔ پاکستان بننے کے بعد 1950ء میں مشرقی پاکستان کے شہر چٹا گاؤں (چٹا کانگ) ہجرت کر گئے اور پی آئی اے میں ملازمت اختیار کی۔1964ء میں مغربی پاکستان کے شہر لاہور منتقل ہوئے۔آپ کا وصال یکم مئی 1996ء میں لاہور میں ہوا، والٹن روڈ پر واقع قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔[بیدم وارثی شخصیت اور فن، رانا عارف،ص21]

رضی میاں وارثیؒ: رضی میاں (صدر آستانہ وارثیہ دیوہ شریف) بھی ساگر صاحب سے محبت رکھتے تھے، ایک مرتبہ گھر بھی تشریف لائے اور تعلیمات وارثیہ کی کتب پر تبادلہ خیال کیا۔ راقم الحروف بھی بچپن میں ان کی صحبت سے مستفیض ہوا۔

فقیر حشمت شاہ بابا وارثیؒ: فقیر حشمت بابا (دیوہ۔ بارہ بنکی، بھارت) بھی رضی میاں کے ہم راہ پاکستان تشریف لائے اور ساگر وارثی کے گھر میں قیام فرمایا۔ ہم سب گھر والوں نے بھی آپ کی زیارت کی۔

صوفی منظور احمد معروف بہ منظور المشائخ چشتی صابریؒ: صوفی منظور احمد معروف بہ منظور المشائخ چشتی صابریؒ کی صحبت سے بھی مستفیض ہوئے۔ ان کی پیدائش 12 ستمبر 1916ء بہ مقام انبالہ میں ہوئی۔ آپ حضرت میاں قدرت اللہ چشتی صابریؒ کے دست حق پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ ساگر وارثی کا صوفی صاحبؒ کے ساتھ کافی پیار تھا۔ صوفی صاحبؒ جب لاہور تشریف لاتے تو، ساگر صاحبؒ کو یاد فرمالیا کرتے۔ صوفی صاحبؒ کی شخصیت پاکستان میں چشتی صابری فیض کا گہوارہ تھیں۔ وصال یکم جولائی، 1995ء کو لاہور میں ہوا۔ آپ کا مزار اقدس اوکاڑہ میں مرجع خلایق ہے۔ [منظور المشائخ، خلیفہ الیاس صابری، ص4]

فقیر حامل شاہ وارثیؒ: آپ کی ولادت امرت سر، بھارت میں ہوئی۔ اسم گرامی اختر میر تھا۔ 1937ء میں دہلی مسلم لیگ کے بنیادی ممبر بنے، قائداعظم محمد علی جناحؒ نے خود آپ کو مسلم لیگ کا اسسٹنٹ سیکرٹری مقرر کیا۔ آپ وکالت کے شعبہ سے بھی منسلک رہے۔ فقیر اوگھٹ شاہ وارثیؒ کے دست حق پر داخل سلسلہ ہوئے اور جنوری 1950ء میں احرام پوشی کے بعد حامل شاہ کے لقب سے نوازے گئے۔ آپ کی تین کتابیں [تعارف وارثیہ]، [فقرائے وارثیہ] اور [Iqbl in my vision] ہیں۔

فقیر حامل شاہؒ اور ساگر وارثی دیوہ شریف ساتھ ساتھ قافلہ لے کر گئے۔ ایک مرتبہ ساگر وارثی کی ٹانگ میں کافی تکلیف تھی، آپ کو روحانی طور پر علم ہوا اور اسٹیٹ بینک تشریف لائے اور ساگر وارثی سے مل کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا رات سے تمہاری طرف سے کافی پریشان تھا اور ساتھ ہی فرمایا حاجی سیّد وارث علی شاہؒ کے مزار سے لائی گئی چادر مبارک اوڑھ

کرلیں جانا، سرکار کرم نوازی فرمائیں گے۔'' آپ کا وصال دسمبر 1989ء میں ہوا اور مزار اقدس دربار وارث راوی روڈ میں مرجع خلائق ہے۔ [اولیائے اکرام انسائی کلو پیڈیا، ج، 6، مقصود احمد، ص، 532]

پیر عبدالقادر چشتی نظامی وارثیؒ: پیر عبدالقادر چشتی سفید پوش فقیر تھے۔ ہر سال اپنے گھر واقع قصور میں محفل کرواتے، وارثی جلوس کی شکل میں چادر شریف پیش کی جاتی جہاں قبلہ پیر منیر شاہ صاحب مدظلہ العالی (پوتے دائم الحضوری۔ قصور) بھی شرکت فرماتے۔ فقیر حیرت شاہ وارثیؒ بھی اس محفل میں شرکت فرماتے۔ پیر منیر صاحب فقیر حیرت شاہ وارثیؒ سے نسبت کی وجہ سے ساگر وارثیؒ سے کافی پیار و محبت فرماتے۔

فقیر عزت شاہ وارثیؒ: فقیر عزت شاہ وارثیؒ کی ذات اقدس کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ کا دستِ شفقت راقم الحروف کے گھرانے پر ہمیشہ رہا۔ میاں ساگر وارثی صاحبؒ کی وفات پر آپ بہت افسردہ ہوئے اور فرمایا'' جتنا دکھ مجھے پہنچا ہے، اتنا ان کے خاندان کے کسی شخص کو نہ ہوا ہوگا۔ میرے ساتھ ساگر صاحبؒ نے بہت وقت گزارہ ہے۔ ہم نے اکٹھے دیوہ شریف، اجمیر شریف حتیٰ کہ بیت اللہ شریف بھی حاضری دی۔'' ہر سال 14 نومبر کو محفل پر فقیر عزت شاہ وارثیؒ تشریف لاتے۔ ولادت 9 نومبر 1925ء کو آپ کے آبائی گاؤں ملہو سنگھوئی (ضلع جہلم) میں حکیم صوبیدار قاضی محمد یوسف قادری سروریؒ کے ہاں ہوئی۔ آپ کے تایا جان فقیر اکمل شاہ وارثی نے نام عزیز احمد تجویز فرمایا۔ بچپن میں اپنے نانا جان حضرت قاضی احمد جی چشتیؒ خلیفہ خاص حضرت پیر سیّد حیدر علی شاہ جلالپوریؒ اور پڑنانا جان حضرت قبلہ قاضی غلام محی الدین قادریؒ کے زیر تربیت رہے۔ 1956ء میں فقیر حیرت شاہ وارثیؒ نے چھپر شریف میں 8 مارچ کو نصف احرام عطا فرمایا اور عزت شاہ نام رکھا۔ 1959ء میں کاتک میلہ پر دیوہ شریف بھارت میں پنڈت الف شاہ وارثیؒ نے آپ کا احرام مکمل فرمایا۔ فقیر پنڈت الف شاہ وارثیؒ اکثر فرماتے کہ چھپر شریف تحصیل گوجر خان، ضلع راولپنڈی کے متعلق سرکار وارث پاکؒ کا ارشاد ہے کہ ہم نے پاکستان میں ایک اور دیوہ شریف بنا دیا ہے۔ آپ کی سلسلہ وارثیہ میں خدمات بے شمار ہیں جن کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ جن میں نشری، تعمیری، علمی، روحانی شامل حال ہیں۔ کم و بیش 46 مرتبہ حج

Scanned with CamScanner

ادا کیے۔ آخر یہ چراغ ستمبر 2004ء میں 7اور 8 کی درمیانی شب بہ وقت سحر وصال ہوا۔ پھر شریف میں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔ راقم الحروف بھی انہی کے دستِ مبارک سے داخل سلسلہ ہے۔ [پیکر عشق، فقیر عزت شاہ، ص،46۔ گلِ بستان وارث، فقیر مراد شاہ، ص،158]

فقیر ابر شاہ وارثی": آپ کی ولادت 1900ء کو جالندھر شہر میں ہوئی۔ آپ فقیر بیدم شاہ وارثی " کے توسل سے سلسلہ وارثیہ میں داخل بیعت ہوئے اور نصف احرام سے نوازے گئے۔ آپ کا وصال 4 جولائی 1963ء کو ملتان شریف میں ہوا۔ وہیں سپرِ خاک کیا گیا۔ [نقش ابر، عبدالستار وارثی، ص35]

فقیر عنبر شاہ وارثی": سیّد فقیر عنبر علی شاہ وارثی چشتی اجمیری کی ولادت باسعادت ۱۳۲۴ھ بہ مطابق 1906ء رمضان المبارک میں اجمیر شریف بھارت کے ایسے گھرانے میں ہوئی جو روحانیت میں اپنی مثال آپ تھا۔ آپ کے والد محترم حضرت علامہ سیّد محمد ظہور حسین قادری چشتی اجمیری اپنے عہد کے جید عالم دین و زبردست صوفی بزرگ کی حیثیت سے اجمیر شریف میں عقیدت واحترام کے ساتھ پہنچانے جاتے تھے ان تمام علوم کے علاوہ علم نجوم علم جفر اور فن مصوری میں بھی کامل دسترس حاصل تھی۔

13 سال کی عمر میں داخل سلسلہ وارثیہ میں فقیر حیرت شاہ وارثی کے توسط سے ہوئے۔ آپ نے مسلسل عبادت و ریاضت کے ذریعے روحانی مدارج طے فرمائیں اور مختلف سلاسل طریقت وشریعت کے متعدد جلیل القدر بزرگوں کی خدمت پر بھی معمور رہے۔ آپ کی احرام پوشی فقیر مقصود شاہ وارثی" کے دستِ مبارک سے نماز فجر بہ روز عید الفطر 28 سال کی عمر میں ہوئی۔ آپ نے فن شاعری میں استاد حضرت اختر مودودی صاحبؒ سے شرف تلمذ حاصل کیا اور کلام نے بہت مقبولیت حاصل کی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگ وار سے حاصل کی بعد ازاں وہ دارالعلوم معینیہ عثمانیہ سے فارغ التحصیل ہوئے علاوہ ازیں علم حدیث شریف آپ نے سراج العلماء سے حضرت مولانا امجد علی خان صاحب مصنف (بہار شریعت) سے پڑھا جب کہ علم صرف ونحو اور فلسفہ اپنے عہد کے ممتاز علماء سے پڑھے۔ میٹرک تک تعلیم اجمیر شریف کے ایک سرکاری اسکول میں حاصل کی بعد ازاں اعلیٰ تعلیم علی گڑھ یونی ورسٹی سے مکمل کی آپ بچپن سے ہی بہت ذہین تھے۔

۱۴۱۳ھ بہ مطابق بہ روز منگل 5 مئی 1993ء صبح 8 بج کر ایک منٹ پر کلمہ طیبہ با آواز بلند پڑھا اور ہاتھوں کو چہرہ انور پر پھیر کر واصل بہ حق ہو گئے۔ آپ کو خانقاہ وارثیہ چشتیہ قادریہ کامران العلوم درگاہ حضرت سیدہ بی بی مائی آمنہ صاحبہ" واقع جوناڈھولی گھاٹ قبرستان کراچی میں سپرد خاک کیا گیا۔ [اولیائے اکرام انسائیکلوپیڈیا، ج،6، مقصود احمد، ص،533]

فقیر دیدار شاہ وارثی ": آپ کی ولادت موضع نڑالہ ریاست کپورتھلہ، بھارت 1916ء میں ہوئی۔ بیعت و احرام پوشی بہ ذریعہ فقیر محبت شاہ وارثی پنجابی ہے۔ آپ درس و تدریس کے شعبہ سے وابستہ تھے۔ اکتوبر 2000ء میں واصل حق ہوئے اور مزار اقدس فیصل آباد مرجع خلائق ہے۔ [از مکالمہ فقیر شفقت شاہ وارثی"]

فقیر شفقت شاہ وارثی ": آپ کی ولادت 1905ء کو گوپی پور ضلع جالندھر (بھارت) میں ہوئی۔ فقیر محبت شاہ وارثی" کے دست حق سے داخل سلسلہ ہوئے اور فقیر عزت شاہ وارثی" سے احرام کی دولت سے سرفراز ہوئے۔ تمام عمر فقراء کی صحبت، فیض یابی اور خدمت میں وقت گذرا، جن میں فقیر محبت شاہ وارثی"، فقیر اکمل شاہ شاہ وارثی"، فقیر عزت شاہ وارثی" کے اسم گرامی قابل ذکر ہیں۔ 7 نومبر 2007ء میں وصال ہوا اور فیصل آباد میں فقیر دیدار شاہ وارثی کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔ [از مکالمہ فقیر شفقت شاہ وارثی]

سیّد نور محمد قادری ": آپ کے اجداد تقریباً تین سو برس قبل بخارا سے ہجرت کر کے پنجاب آئے اور موضع بوکن، گجرات میں مقیم ہوئے، جدِ اعلیٰ مولوی سیّد محمد چراغ شاہ سیالکوٹی (1838-1887) بن سیّد محمد شاہ بن سیّد محمود شاہ تھے۔ سیّد نور محمد قادری کی ولادت 13 مئی 1925ء، چک 15 شمالی، ضلع گجرات (حال ضلع منڈی بہاؤالدین) میں حافظ سیّد محمد عبداللہ شاہ کے ہاں ہوئی۔ آپ کا ذریعہ معاش زمین داری تھا۔ کم و بیش آٹھ اسلامیہ ہائی اسکول، داؤد عالم شاہ (ضلع گجرات) میں بہ طور مدرس بھی رہے۔ اسی عرصے میں مطالعہ و تدریس کے ساتھ کتابیں جمع کرنا شروع کیں اور یہ ذخیرہ "کتب خانہ ابنِ عبداللہ" کے نام سے مسلسل ترقی کرتا رہا۔ اپنے والدِ ماجد اور خاندان کے بعض دوسرے افراد کی طرح سیّد نور محمد قادری نے قاضی سلطان محمود (آوان شریف۔ گجرات) کے قادری سلسلے میں ان کے جانشین اور برادر زادہ محبوب عالم

Scanned with CamScanner

قادری بن میاں محمد مسعود کے ہاتھ پر بیعت کی۔ 14 اور 15 نومبر 1996ء کی درمیانی شب سی ایم ایچ کینٹ، راولپنڈی میں وصال ہوا، 15 نومبر کی شام کو چک 15 شمالی، ضلع منڈی بہاؤالدین میں اپنے والد گرامی کے پائیں میں سپرد خاک کیا گیا۔ [ادیب گوہر افشاں، سید عبداللہ قادری، ص 15]

مرزا راحت علی بیگ ظفر بریلوی: آپ کی پیدائش 1881ء کو بانس بریلی شہر (بھارت) میں ہوئی۔ آپ کے بزرگ مرزا عباس علی بیگ عباس نعت گو اور تایا منشی مہدی حسن شریف معروف ڈرامہ نگار تھے۔ مرزا صاحب نے فارسی اور عربی اپنے دادا سے پڑھی۔ پھر مڈل کے بعد اسلامیہ سکول میں داخلہ لے لیا۔ تعلیم کا سلسلہ منقطع ہونے پر چونگی کی محرری اختیار کر لی۔ لیکن افتادِ طبع ملازمت کی بہ جائے شعر وسخن کی طرف زیادہ مائل تھی۔ لہٰذا ڈرامہ نویسی شروع کر دی۔ 1914ء میں نا خدائے سخن حضرت نوح ناروی جانشین حضرت داغ دہلوی کے حلقہ تلمذ میں شامل ہوئے۔ جس کی تصدیق اسی سند سے ظاہر ہے؛

میرے شاگردوں کی تعداد 468 تھی۔ بہت سے لوگ مر گئے۔ بہت سے زندہ ہیں۔ خدا ابقایا لوگوں کو زندہ رکھے۔ مرزا راحت علی بیگ ظفر بریلوی 1914ء میں میرے شاگرد ہوئے اور اسی وقت سے برابر شعر کہتے ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ ایک کہنے والا اتنی مدت میں بہت ترقی کر سکتا ہے۔ چناں چہ انھوں نے بھی مشقِ سخن کے سبب بہت کچھ ترقی کی۔ علاوہ شعر و شاعری کے انھوں نے ایک کتاب بھی تالیف کی ہے۔ جس میں مشاہیر شعراء کے حالات اور کلام درج کیے ہیں (نوح ناروی)

اس سند میں جس کتاب کی طرف اشارہ ہے وہ 1944ء میں ظفر صاحب کے زیر قلم تھی۔ یہ کتاب [آب حیات] کے نام سے زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔ 1947ء میں آپ بریلی سے ہجرت کر کے پاکستان تشریف لے آئے اور شیخوپورہ میں مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ آپ کا مجموعہ کلام [خم کدہ ظفر] ترتیب پا چکا تھا۔ مگر چھپوانے کی حسرت باقی رہی۔ یہ خطی مجموعہ ساگر وارثی کلیکشن میں موجود ہے۔ آپ کے شاگردوں میں غلام حسین ظافر، مشرف بریلوی، حشر بریلوی، نظیر علی نظیر رامپوری، نیاز احمد آسی خانپوری، ستار وارثی اور ساگر وارثی شامل ہیں۔

Scanned with CamScanner

[تاریخ قلعہ شیخوپورہ، مقصود عالم ناصر ص، 270]

حکیم محمد موسیٰ امرتسری ؒ: حکیم اہلِ سنت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے اسم گرامی سے کون آشنا نہیں۔ ولادت 27 اگست 1927ء کو ہوئی۔ آپ میاں علی محمد چشتی نظامیؒ (اونچی بسی ہوشیار پور، بھارت۔ مدفون آستانہ بابا فریدالدین گنج شکرؒ) کے دستِ حق پر بیعت سے مشرف تھے۔ آپ کے حلقہ احباب میں علماء، حکماء اور اہلِ ادب سبھی شامل تھے۔ ساگر وارثی صاحب کا حکیم صاحب کے ساتھ ایک خاص تعلق تھا۔ اکثر حکیم صاحب کے مطب پر تشریف لے جاتے اور گھنٹوں ادب کے مختلف پہلوؤں پر گفت گو رہتی۔ آپ کا وصال 19 نومبر 1999ء کو لاہور میں ہوئی، احاطہ مقابر چشتیاں، میاں میرؒ میں سپرد خاک کیا گیا۔ [کنزالا ایمان، ص 73]

ڈاکٹر انجم رحمانی: آپ کی پیدایش یکم جون 1946ء میں ہوئی۔ آپ کا تعلق جتی شاہ رحمان ضلع گوجرانوالہ سے ہے۔ اردو، فارسی، ایجوکیشن اور تاریخ میں ایم۔ اے کرنے کے بعد تاریخ اور اردو میں پی ایچ ڈی کی۔ ڈاکٹر صاحب ممتاز محقق، ادیب، شاعر، مورخ اور آرکیالوجسٹ ہیں۔ 1973ء سے 2006ء تک لاہور عجائب گھر میں ڈائریکٹر سمیت مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ ان کے تحقیقی مضامین ان کے طالب علمی کے زمانے سے ملک کے مشہور اخبارات کوہستان، مشرق، امروز، نوائے وقت، ڈان، پاکستان ٹائمز، دی نیشن وغیرہ میں شایع ہوتے رہے۔ تاریخ آرکیالوجی، ثقافت، ادب، اسلامی فنون بالخصوص خط اور فن تعمیر پر ان کی متعدد کتابیں اور مقالے اردو انگریزی، فارسی اور پنجابی میں یونیسکو، آکسفورڈ یونی ورسٹی پریس، پاکستان، ایران اور بھارت کے کئی مقامی نامور اداروں کی طرف سے شایع ہو چکی ہیں۔

سیّد جمیل احمد رضوی: آپ 10 اکتوبر، 1941ء کو ضلع گرداس پور (بھارت) کے ایک گاؤں دلیل پور میں پیدا ہوئے۔ حصولِ آزادی کے بعد ہجرت کر کے پاکستان آ گئے۔ 1957ء میں ایم بی ہائی اسکول تاندلیانوالہ (ضلع فیصل آباد) سے میٹرک، 1967ء میں پنجاب یونی ورسٹی سے ایم اے (عربی) اور 1975ء میں پنجاب یونی ورسٹی سے ایم اے (لائبریری سائنس) کی ڈگری حاصل کی۔ 1963ء میں پنجاب یونی ورسٹی لائبریری سے وابستہ ہوئے اور چیف لائبریرین کے عہدہ سے ریٹائرڈ ہوئے۔ آپ کی تصانیف درج ذیل ہیں، [پنجاب یونی ورسٹی

میں علامہ اقبال پر پیش کئے گے مقالات کی کتابیات]،[پنجاب یونی ورسٹی اور علامہ اقبال]،[لائبریرین شپ کی عمرانی بنیادیں]،[مجموعہ مصادر اسلامی]،[پنجاب یونی ورسٹی میں محفوظ عربی مخطوطات کی فہرست]،[اردو میں اصطلاحات سازی]،[ذخیرہ شیرانی میں اردو مخطوطات]،[اسلام کی درجہ بندی کا تقابلی جایزہ]وغیرہ شامل ہیں۔

[پاکستانیکا،ص427]

سیّد سبطِ حسن ضیغم : آپ نے پنجابی زبان کی ترقی میں بہت اہم خدمات سرانجام دیں اور مختلف نیشنل ایوارڈ حاصل کیے۔تقریباً 50 کے قریب کتب بھی لکھیں۔آپ کا وصال 20 نومبر،2010ء میں ہوا۔[The Nation,20 Nov,2010]

سردار علی احمد خان : آپ کی پیدایش 15 دسمبر 1928ءکو بھارت کے شہر پٹیالہ میں علی محمد خان کے ہاں ہوئی۔سپاہ گری اور زراعت آپ کا خاندانی پیشہ تھا۔آپ کا تعلق راجپوت بھٹی سے ہے۔مہندرہ کالج پٹیالہ سے بی۔اے پاس کیا۔ایل ایل بی گریجوایشن پنجاب یونیورسٹی لاء کالج سے پاس کیا۔علی احمد خان 1944ءکو مسلم لیگ کے رکن بنے۔مارچ 1945ءتا ستمبر 1946ءتک اسٹیٹ مسلم لیگ پٹیالہ کے آنریری آفس سیکریٹری رہے۔یکم اکتوبر 1946ءکو مجلس عامہ اسٹیٹ مسلم لیگ کے رکن چنے گئے۔اور بہ طور آرگنائزر ریاست میں مسلم لیگ نیشنل گارڈز کی تنظیم کے فرایض سنبھالے۔ملازمت کے سلسلے میں پاکستان میوچل انشورنس کمپنی (گارنٹی) لمیٹڈ کے جنرل مینجر رہے اور ایک سوشل ویلفیئر ادارے انجمن بہبودِ زائرین کے صدر بھی رہے۔تصوف سے دل چسپی کی بہ دولت ہندوستان جانے والے زائرین کے قافلوں میں پارٹی لیڈر بنا کر بھیجے جاتے رہے۔آپ کو ہندی،عربی،انگریزی،اردو،گورمکھی،فارسی جیسی زبانوں پر مکمل عبور تھا۔مختلف کتب کے علاوہ اخبارات اور رسائل میں بے شمار مضامین مختلف موضوعات پر چھپ چکے ہیں۔ساگر وارثی سے رابطہ میں رہتے۔راقم الحروف کی ملاقات اس وقت ہوئی جب پاکستان میوچل انشورنس کے آڈٹ پر جایا کرتا۔ان کے پاس اکثر درویش،محقق،ادیب وغیرہ تشریف لاتے رہتے۔ خان صاحب کی زندگی تصنع اور بناوٹ سے پاک تھی۔آپ کا وصال 20 نومبر 2006ءمیں نمازِ فجر کے وقت ہوا۔گھر کے قریبی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔[احوال و آثار،مقالہ برائے ایم

اے، ثنا جمال]

محمد دین کلیم قادری: مؤرخ وتذکرہ نویس، لاہور کی تاریخ وشخصیات پر متعدد کتب کے مصنف 16 اگست 1917ء کو دلیل پور ضلع گرداسپور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ کتب میں [تاریخ اولیائے چشت]، [تذکرہ مشائخ قادریہ لاہور]، [مدینتہ الاولیاء]، [تذکرہ حضرت شاہ جمال]، [چشتی خانقاہیں اور سربراہان برصغیر] شامل ہیں۔ آپ کا وصال 24 اکتوبر 1989ء کو لاہور میں ہوا، قبرستان دو ہٹہ، گڑھی شاہو، لاہور میں سپرد خاک کیا گیا۔

اقبال احمد فاروقی: پیرزادہ اقبال احمد فاروقی 4 جنوری 1928ء کو ضلع گجرات سے چودہ میل دور ایک چھوٹے سے گاؤں شہاب دیوال میں مولانا انور پیر فاروقی کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کے جد اعلیٰ پیر شاہ عبدالرحیم فاروقی اپنے وقت کے اہلِ کمال روحانی خاندان سے تھے۔ فاروقی صاحب نے محمد نبی بخش حلوائی سے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں ارادت کا شرف حاصل کیا۔ 1962ء میں اشاعت کتب اور ابلاغ دین کے جذبہ سے سرشار ہوکر مولانا باغ علی نسیم کے ساتھ مل کر "مکتبہ نبویہ لاہور" قایم کیا۔ آپ محکمہ صنعت لیبر ویلفیئر کے 19 گریڈ آفیسر بھی رہے۔ 20 دسمبر 2013ء بروز جمعرات اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ احاطہ میانی صاحب میں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔ [http://ur.wikipedia.org]

علامہ محمد حسین عرشی امرتسری: آپ کا تخلص عرشی تھا۔ ایک ارائیں بزرگ میاں دین محمد کے گھر امرت سر میں انیسویں صدی کے آخری عشرے میں غالباً 1892ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم پرائمری تک حاصل کر کے محنت مزدوری شروع کردی۔ سن شعور کو پہنچنے کے بعد علم حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ حکیم فیروز الدین تغرائی سے منشی فاضل کا درس پڑھا۔ حکیم زاہد علی اکبر آبادی سے طب کی تعلیم حاصل کی لیکن طب کو ذریعہ معاش نہیں بنایا۔ قرآنی مشکلات علامہ محمد عالم آسی اور خواجہ احمد دین امرت سری سے حل کراتے رہے۔ علامہ اقبال کی صحبت سے بھی استفادہ کیا۔ ان کی تصانیف متفرق موضوعات پر تخلیقی کتب اور تراجم شامل ہیں۔ [رسوا کیا مجھے]، [نقش ہائے رنگ رنگ]، [زندگانی محمد]، [مقالہ شرح لفظ دین]، [نقوش اقبال]، [قرآن سے قرآن تک]، [نوادرات عرشی]، [اقبال پیامبر امید] وغیرہ شامل ہیں۔ آپ کا وصال 4 جون

Scanned with CamScanner

1985ء میں ہوا۔ بادامی باغ لاہور کے قبرستان میں مدفون ہیں۔

[وفوفیات اہل قلم، ڈاکٹر منیر احمد سلیچ، ص298]

مولانا محمد اسحاق بھٹی: آپ کی پیدایش 14 مارچ 1925ء کو کوٹ کپورہ ریاست فرید کوٹ، بھارت میں ہوئی۔ والد کا نام میاں عبدالمجید اور دادا میاں محمد تھے۔ دادا نے آپ کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی۔ 1933ء میں آپ کو مولوی عطاءاللہ حنیف کی خدمت میں لے گئے اور قرآن مجید کا ترجمہ اور تاریخ اسلام کے علاوہ اس کے فہم کے مطابق دینی مسایل کی کتب پڑھا دیں۔ ان کے بعد حافظ گوندلوی اور محمد اسماعیل سلفی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بخاری شریف، مسلم اور بعض دوسری کتب پڑھ کر سند حاصل کی پاکستان بننے کے بعد آپ 21 اگست 1947ء کو قافلہ کے ساتھ پاکستان میں قصور پہنچے اور پھر اپنے خاندان کے ساتھ چک نمبر 53 گ ب منصور پور تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد آ گئے۔ 21 اکتوبر 1965ء میں مولانا ادارہ ثقافت اسلامیہ سے منسلک ہو گئے اور یہاں رہ کر تصنیفی خدمات سرانجام دیں۔ جن میں چند درج ذیل ہیں [قصوری خاندان]، [میاں فضل حق اور ان کی خدمات]، [صوفی محمد عبداللہ]، [برصغیر میں اہلِ حدیث کی آمد]، [قاضی محمد سلیمان منصور پوری]، [مولانا عبدالکلام آزاد ایک نابغہ روزگار شخصیت]، [برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن]، [ہفت اکلیم]، [دبستانِ حدیث]، [ارمغانِ حدیث] وغیرہ شامل ہیں۔ آپ کا وصال 22 دسمبر 2015ء میں ہوا۔

[مورخ اہلِ حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی، محمد رمضان یوسف سلفی]

پروفیسر محمد اسلم: آپ کی پیدایش 28 نومبر 1932ء میں پھلو، ضلع جالندھر میں ہوئی۔ آپ ماہر تاریخ وفیات و ماہر تعلیم تھے۔ نمایاں کتب [تاریخی مقالات]، [سرمایہ عمر]، [وفیات مشاہیر]، [خفتگانِ خاک]، [سفرنامہ ہند]، [ملفوظاتی ادب کی تاریخی اہمیت] وغیرہ شامل ہیں۔ آپ کا وصال 6 اگست 1998ء میں رہایش گاہ، غالب کالونی، سمن آباد، لاہور میں ہوا۔

[وفوفیات اہل قلم، ڈاکٹر منیر احمد سلیچ، ص، 381]

قاضی احسان الحق احسان دانش: آپ کی پیدایش 1914ء میں کاندھلہ ضلع مظفر گڑھ، اتر پردیش (بھارت) میں ہوئی۔ نام احسان الحق رکھا گیا۔ اردو کے مقبول اور مزدور شاعر

Scanned with CamScanner

مشہور تھے۔انھوں نے صرف پانچویں جماعت تک تعلیم حاصل کی۔اس کے بعد مزدوری کر کے اپنا گزر بسر کرتے تھے۔ان کی شاعری قدرت کی اور ماحول کی عکاسی کرتی ہے۔بے شمار تصانیف لکھیں،جن میں [ابلاغ دانش]،[جہان دانش]،[ابرنیساں]،[زنجیر بحران]،[فضل سلاسل] اور دیگر کئی کتب شامل ہیں۔تمغہ امتیاز سے 22 مارچ 1978ء کو نوازے گئے۔22 مارچ 1982ء میں لاہور میں وصال ہوا۔میانی صاحب قبرستان میں بالمقابل حضرت طاہر بندگیؒ مدفون ہیں۔

[وفیات اہل قلم، ڈاکٹر منیر احمد سلیچ، ص 35]

قتیل شفائی: آپ کا اسم گرامی اورنگ زیب خاں تھا، 24 دسمبر 1919ء کو ہری پور میں پیدا ہوئے۔آپ نامور اردو شاعر تھے، صدارتی تمغہ برائے حسن کارکردگی سے بھی نوازے گئے۔بے شمار کتب لکھیں۔[ہریالی]،[چلترنگ]،[روزن]،[من بیتی]،[گجر] وغیرہ شامل ہیں۔وصال 11 جولائی 2001ء کو لاہور رہائش گاہ غالب کالونی، سمن آباد میں ہوا۔

[نوائے وقت، لاہور 12 جولائی 2001ء]

محمد صادق قصوری: آپ کی پیدائش ضلع قصور میں 5 فروری 1943ء میں ہوئی۔آپ کے آباؤ اجداد سکھ دورِ حکومت میں بُرج کلاں میں آ کر آباد ہوئے۔ابتدائی تعلیم بُرج کلاں ضلع قصور سے حاصل کی۔1960ء میں میٹرک ڈسٹرکٹ بورڈ ہائی اسکول گنڈا سنگھ سے پاس کیا۔1962-63ء میں زرعی تربیت گاہ سرگودھا سے Feed Assistant Course کیا۔1967ء میں ایف۔اے پاس کیا۔آپ پیر سیّد محمد حسین شاہ صاحب (صاحبزادہ پیر جماعت علی شاہؒ) کے دست حق پر بیعت سے مشرف ہوئے۔مولانا عبدالستار نیازیؒ نے خلافت سے نوازا۔دوسری نقشبندیہ خلافت پیر نذر حسین شاہ صاحب (پوتے پیر جماعت علی شاہؒ) کے عطا ہوئی۔تصانیف نگاری کا باقاعدہ آغاز 1960ء میں کیا۔پہلی کتاب 1976ء میں [اکابر تحریک پاکستان] جلد اوّل منظر عام پر آئی۔آپ کے مضامین مختلف رسائل، جرائد وغیرہ میں چھپ چکے ہوئے ہیں۔55 کے قریب آپ کی تصانیف ہیں۔دو ایم فل کے مقالے آپ پر لکھے جا چکے تھا۔پہلا جی سی یونیورسٹی ،فیصل آباد اور دوسرا منہاج القرآن یونیورسٹی ،لاہور سے ہوا۔راقم السطور سے بھی اکثر رابطہ رہتا ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کو صحت یابی عطا فرمائے اور اپنی امان میں رکھے۔آمین! [از مکالمہ محمد صادق قصوری]

Scanned with CamScanner

ابوالطاہر فدا حسین فدا: آپ کی پیدائش 21 جون 1919ء کو لاہور میں ہوئی۔ روحانی فیض حضرت سید بابا رسول قریشی ہاشمی بخاریؒ سے حاصل کیا اور ان کے سجادہ نشین ہونے کا اعزاز بھی انہیں حاصل ہے۔ علم حدیث کے علاوہ ادیب فاضل، منشی فاضل اور عربی فاضل کے امتحان بھی پاس کیے۔ اردو پنجابی کے ممتاز شاعر و ادیب، تاریخ گو تھے۔ شاعری میں استاد علامہ تاج الدین تاج عرفانی ہیں۔ صحافتی زندگی کا آغاز 1938ء میں کلکتہ سے کیا۔

مولانا محمد عالم مختار حق: آپ کی پیدائش 4 مارچ 1931ء کو مولانا محمد حسینؒ کے ہاں ہوئی۔ کتاب شناس، محقق اور ادیب تھے۔ [غالبیات مہر]، [نقوش تجمل]، [خطبات یوم رضا]، [نذر شمس]، [گنجینہ مہر] آپ کی تصانیف ہیں۔ وفات 6 مارچ 2014ء کو لاہور میں جگیاں شہاب الدین میں ہوئی۔ [معلومات سید محمد عبداللہ قادری]

محمد عبدالقیوم خان طارق سلطانپوری: آپ کی پیدائش 5 جون 1938ء کو سلطانپور ضلع اٹک میں ہوئی۔ منشی فاضل، اردو فاضل کے علاوہ ایم۔اے فارسی کی بھی کیا۔ حضرت پیر سید غلام محی الدین (بابو جی) سے دست بیعت ہوئے۔ قادر الکلام شاعر، غزل گو، نعت گو، منقبت گو اور تاریخ گو تھے۔ آپ کی وفات 18 اپریل 2015ء کو حسن ابدال میں ہوئی اور ذاتی قبرستان ملک ضیاء الدین میں ہوئی۔ [معلومات سید محمد عبداللہ قادری]

سیّد اویس علی سہروردی: علم و ادب کی ایک معروف شخصیت ہیں۔ سلسلہ سہروردیہ میں حضرت نذیر غوری سہروردیؒ کے مرید خاص ہیں۔ ساگر صاحب کے ساتھ بہت محبت کرتے ہیں۔ ان کے وصال کے بعد سے اب تک راقم الحروف کے ساتھ بہت شفقت فرماتے ہیں۔ موجودہ تحقیقی کام میں بھی خصوصی دل چسپی رکھتے ہوئے قدم قدم پر رہنمائی فرمائی۔

میاں احمد اخلاق: آپ کی پیدائش 10 جون 1914ء کو اکبری منڈی میں میاں امیر بخش کے ہاں ہوئی۔ حضرت سائیں سیّد عبداللہ شاہ نوشاہیؒ (ملتان) کے دست حق پر بیعت تھے۔ اولیاء اللہ سے عقیدت اور درس و تدریس سے وابستگی انتہا کی ہے دولت سوانح نگاری پر ریسرچ کی۔ [تذکرہ حضرت ایشاں نقشبندی]، [تذکرہ حضرت شاہ بلال قادری]، [حضرت شاہ

عنایت قادری]، [تذکرہ فخر جہاں دہلوی] آپ کی ریسرچ ہیں۔ 9 نومبر 1987ء کو اپنے خالق حقیقی سے جاملے [احوال و آثار، ص 25۔ وفوفیات اہل قلم، ڈاکٹر منیر احمد سلیچ ص 35]

عبدالستار خان ستار وارثیؒ: آپ کی پیدائش 1924ء کو روہیل کھنڈ، بریلی میں عبدالغفار خان وارثی کے ہاں ہوئی۔ آپ نعت گو صوفی شاعر تھے۔ شاعری میں تلمیذ مرزا راحت علی بیگ ظفر بریلوی سے تھے۔ تصانیف [معطر معطر]، [آئینہ رحمت]، [عرفان وارث] ہیں۔ وصال 7 مارچ 1985ء کو کراچی میں ہوا۔ [وفوفیات اہل قلم، ڈاکٹر منیر احمد سلیچ ص 193]

مظفر وارثیؒ: آپ کی ولادت 20 دسمبر 1933ء کو شہر میرٹھ، یوپی (بھارت) میں صوفی شرف الدین احمد وارثی چشتی کے ہاں ہوئی۔ کئی برسوں سے عروسِ سخن کا بناؤ سنگھار کرتے رہے۔ علم و سخن اپنی ہر شکل، ہر صنف میں آپ کا اوڑھنا بچھونا بلکہ وجود کا حصہ ہیں۔ آپ اردو شاعری کی تاریخ کا اہم ستون اور عہد حاضر میں اردو نعت کا انتہائی معتبر نام ہیں۔ تاہم ہر صنف شعر حمد، نعت و سلام، منقبت، غزل، نظم، گیت، قطعات اور ہائیکو وغیرہ میں طبع آزمائی کی۔ کئی ایک مجموعہ کلام چھپے، [برف کی ناؤ]، [باب حرم]، [لہجہ]، [نورِ ازل]، [الحمد]، [حصار]، [لہو کی ہریالی]، [ستاروں کی آبجو]، [کعبہ عشق]، [کھلے دریچے بند ہوا]، [دل سے درِ نبی تک] وغیرہ شامل ہیں۔ آپ کو پرائڈ آف پرفارمنس کا ایوارڈ بھی ملا۔ ساگر وارثی صاحب کے ساتھ اسٹیٹ بینک میں ملازمت کی۔ آپ کا وصال کافی عرصہ علیل رہنے کے بعد 28 جنوری 2011ء کو 77 برس کی عمر میں ہوا۔ جوہر ٹاؤن، لاہور میں سپرد خاک کیا گیا۔

پروفیسر شیر محمد گریوال: آپ 5 اپریل 1941ء کو شتاب گڑھ، ضلع لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ اردو انگریزی کے معروف اسکالر اور ماہر تعلیم تھے۔ گورنمنٹ کالج شعبہ تاریخ کے صدر بھی رہے۔ آپ کی مشہور تصانیف [قیام پاکستان کے بنیادی محرکات]، [History of Govt.College of Lahore], [Pakistan Way of Life & Culture]
آپ کی وفات 28 جون 2005ء کو ہوئی۔

[وفوفیات اہل قلم، ڈاکٹر منیر احمد سلیچ، ص 221۔ نوائے وقت راولپنڈی، 29 جون، 2005ء]

پیر غلام مصطفیٰ چشتی صابریؒ: آپ کی پیدائش 1932ء میں ہوئی۔ سلسلہ صابریہ میں

Scanned with CamScanner

اپنے والد کرامی حضرت میاں دولت علی چشتی صابری ؒ کے دست حق پر بیعت ہوئے۔تمام عمر درویشی اور سادگی میں بسر فرمائی۔ بہت ہی ملن سار اور ہنس مکھ طبیعت کے حامل تھے۔آپ کا وصال 27اکتوبر 2008ءکوفیصل آباد میں ہوا۔مزار اقدس صابری دربار، چوہر ماجرامیں اپنے والد گرامی کے پہلو میں مرجع خلایق ہے۔[بہ زبانی جناب عبدالعزیز چشتی صابری]

غلام رسول افضل وارثیؒ: آپ کی پیدایش دسمبر 1926ء میں ضلع فیصل آباد کے ایک گاؤں چک نمبر 443 گ ب (گوگیرہ برانچ) وڑانچاں والہ میں ایک زمیندار گھرانے میں ہوئی۔بچپن اسی گاؤں میں گزرا۔ان کے والد چوہدری جلال الدین اپنے علاقے کی جانی پہچانی اور بارعب شخصیت کے مالک تھے۔غلام رسول صاحب بچپن سے ہی صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔شب وروز عبادت الٰہی اور تہجد گزاری میں گزارتے۔دلائل الخیرات آپ کے معمولات میں شامل تھی۔آپ سلسلہ وارثیہ میں فقیر حیرت شاہ وارثیؒ کے دست حق سے داخل سلسلہ تھے۔ہر وقت یادالٰہی میں آنکھیں پُرنم رہتیں۔پاکستان بننے کے بعد محکمہ صحت ضلع اٹک میں ملازم ہوگئے۔چند ماہ بعد اپنے قصبے تاندلیانوالہ کی میونسپل کمیٹی میں سینٹری انسپکٹر کے منصب پر فائز رہنے کے بعد دسمبر 1986ء میں ریٹائرڈ ہوئے۔شاعری سے بھی شغف فرماتے تھے۔آپ کا ایک نعتیہ مجموعہ [صاحب خلق عظیم] کے نام سے منظر عام پر آیا۔

سید جمیل احمد رضوری صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ

> مَیں نومبر 2000ء میں تاندلیانوالہ گیا۔وہاں اپنے بھائی سعید احمد شاہ صاحب کے ہاں ٹھہرا، واپسی کے روز جناب افضل وارثی کو ملنے اور مزاج پرسی کے لیے ان کے ہاں گیا۔ڈرائنگ روم میں لیٹے ہوئے تھے۔سخت بیماری کی حالت میں تھے۔ مَیں تھوڑی دیر ان کے پاس ٹھہرا۔ بیماری کی وجہ سے بہت کمزور ہوگئے تھے۔ مَیں نے اجازت لیتے ہوئے ان سے کہا کہ میاں عطاء اللہ ساگر وارثی درویش انسان تھے۔یہ سن کر آپ کی آنکھیں نم ہوگئیں۔جذباتی انداز میں کہا کہ واقعی وہ درویش تھے۔[سہ ماہی صدائے لائبریرین، جمیل احمد رضوی، ص15]

14 جنوری 2001ء رات نو بجے آپ تاندلیانوالہ میں وصال فرماگئے۔

حکیم وزیر الدین آصف صابری : آپ کی پیدائش 21 جون 1917ء کو جالندھر میں حکیم شہاب الدین چشتی نظامی کے ہاں ہوئی۔ آپ خواجہ محمد دیوان چشتی صابری کے دست حق پر بیعت تھے۔ آپ کی جو تصانیف منظر عام پر آئیں ان میں [باب حرم]، [باب بہشت] اور [تذکرہ صابری] شامل ہیں۔ 2 اگست 1997ء کو تاندلیانوالہ میں واصل حق ہوئے۔

[دفوفیات اہل قلم، ڈاکٹر منیر احمد سلیچ، ص 23]

فقیر تنویر شاہ وارثی : آپ کا اسم گرامی تنویر وارث وارثی ہے۔ آپ کی ولادت 13 اگست 1961ء میں سنگھوئی تحصیل و ضلع جہلم میں فقیر گھرانے میں ہوئی۔ آپ قاضی زاہد حسین معروف بہ فقیر مقصود شاہ وارثی کے صاحب زادے ہیں، جو فقیر عنبر شاہ وارثی کے توسل سے سلسلہ وارثیہ میں داخلِ بیعت تھے۔ میٹرک تک تعلیم اپنے آبائی گاؤں سنگھوئی (جہلم) میں حاصل کی۔ اس کے بعد ایف اے کا امتحان بورے والہ سے پاس کیا۔ ہائر کوالیفیکیشن کے لیے جہلم تشریف لے آئے اور جہلم ہومیو پیتھک کالج سے D.H.M.S کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد سنگھوئی میں پریکٹس شروع کی۔ آج کل عوام الناس کا علاج دوا اور دعا دونوں کے ساتھ کر رہے ہیں۔ فقیر عزت شاہ وارثی کے دست مبارک پر 8 مارچ 1986ء میں داخل سلسلہ ہوئے اور احرام پوشی فقیر شفقت شاہ وارثی (مزار فیصل آباد) نے اپنے دستِ مبارک سے مورخہ 3 فروری 2006 درگاہ عالیہ پاکپتن شریف پر کی۔ وارثی فقراء کی تقلید کرتے ہوئے آپ کا زیادہ وقت سیاحت میں گزرتا ہے۔ بزرگوں کی محافل میں آپ دامے، درمے، قدمے، سخنے شریک ہوتے ہیں۔ راقم الحروف کے ہاں فقیر عزت شاہ وارثی ہر سال عرس پر تشریف لاتے، سرکارؒ کی اس وضعداری کو آپ نے ان کے بعد قایم رکھا۔ [کتابچہ تعارف، غلام فرید وارثی، لاہور]

فقیر مراد شاہ وارثی : آپ کا اسم گرامی راشد عزیز ہے۔ قاضی زاہد حسین وارثی کے ہاں 30 دسمبر 1966ء میں سنگھوئی، جہلم میں پیدا ہوئے۔ 8 مارچ 1983ء کو فقیر سیّد عنبر شاہ وارثی کے توسل سے داخل سلسلہ ہوئے اور جولائی، 2014ء میں مدینہ شریف میں فقیر صابر شاہ وارثی کے دست مبارک سے احرام پوشی سے سرفراز ہوئے۔ فقیری نام "مراد شاہ" رکھا گیا۔ ایم اے علوم اسلامیات و تاریخ مطالعہ پاکستان کے علاوہ بی ایڈ ڈی آئی ایم ایس (گولڈ میڈلسٹ) ہیں۔ شعبہ

Scanned with CamScanner

تعلیم سے وابستہ رہتے ہوئے پندرہ سے زیادہ کتب بھی لکھ چکے ہیں۔ آپ شاعری سے بھی شغف رکھتے ہیں۔ ساگروارثی کے علاوہ راقم الحروف سے بھی اچھے مراسم ہیں۔

شیخ محمد امیر بخش معروف بہ امیر صابریؒ: آپ کا اسم گرامی محمد امیر بخش تھا، امیر صابری کے نام سے معروف ہوئے۔ آپ کی ولادت جون 1916ء کو بستی پیرزادوں کی تحصیل خرجہ ضلع بلند شہر، بھارت میں ہوئی۔ آباؤ اجداد کے نام کچھ اس طرح ہیں، شیخ امیر بخش امیر صابری ولد شیخ اللہ بخش ولد شیخ کریم بخش۔ آپ کے والد شیخ اللہ بخش صاحب درویش انسان تھے۔ والدہ ماجدہ محمودہ بیگم نیک سیرت خاتون بھی اپنے وقت کے درویش اولیاء میاں صابریؒ سے بیعت تھیں۔ قیام پاکستان کے بعد آپ کا خاندان لاہور میں چاہ بچھواڑے مزنگ آ کر قیام پذیر ہوا۔ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں ملازمت اختیار کی، جہاں سے 60 سال کی عمر میں ریٹائرڈ ہوئے۔ آپ کو طریقت کے مسائل پر بہت عبور حاصل تھا۔

آپ حضرت حافظ صوفی محمد حسین چشتی صابری معروف بہ پیش امامؒ کے دست حق پر بیعت سے مشرف ہوئے اور درویشی کی منازل طے کرتے ہوئے، خرقہ خلافت حاصل کیا اور خلیفہ اوّل مقرر ہوئے۔ آپ درمیانہ قد کے مالک تھے۔ سادہ لباس زیب تن فرماتے۔ صابری رنگ کا کرتہ اور سفید شلوار پہنے رکھتے۔ سر پر صابری رنگ کا عمامہ۔ بہت ہی دھیمے، حلیمی طبیعت، خاموش طبع شخصیت کے مالک تھے۔ کبھی کسی کے نقائص بیان نہ کرتے۔ راقم الحروف نے بھی بچپن میں آپ کی زیارت کی، آپ اکثر گھر تشریف لاتے۔ امیر صابری صاحب عمر کے آخری حصے میں تقریباً 71 سال کی عمر میں یکم جولائی 1987ء کو گھر سے نکلے اور دوبارہ واپس نہ ہو سکی۔ ہر جگہ تلاش کیا گیا، مختلف ذرائع استعمال کیے گئے، جن میں اخبارات، پمفلٹ اور اشتہارات شامل تھے۔ سب حلقہ احباب میں اطلاع کی گئی۔ مگر رسائی ممکن نہ ہوئی۔ البتہ مختلف مقامات پر دوست احباب کی آپ سے ملاقات ضرور ہوئی۔ جسے روحانی ملاقات کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ یہ کہنا ممکن نہیں، آپ کا وصال کب اور کہاں ہوا۔ اس روپوشی کو صابری سلسلہ کے ایک درویش حافظ قمرالدین چشتی صابریؒ نے روحانی پیرائے میں اس طرح بیان فرمایا کہ گویا کوزے میں دریا بند کر دیا، ''میاں

Scanned with CamScanner

ابدالوں کی کیفیت ایسی ہی ہوتی ہے۔ ابدال جب نظر سے اوجھل ہو جائے تو پھر تلاش کرنا ناممکن ہوتا ہے۔'' اوائل میں آپ کے تین مجوعہ کلام چھپ کر منظر عام پرآئے۔ [عرب دے بھارے]، [تاجدارِ عرب]، [آئینہ کیف] شامل ہیں۔ بعد میں [فیضان صابری] اور [آئینہ صابری] عوام الخواص میں مقبول ہوئے۔ کلام میں ایسی تاثیر ہے جو دلوں پر اثر انداز کرتی ہے۔ بہ حیثیت شاعر بہت بلند تھے، ان کے کلام میں پختگی تھی، جو تصوف میں ڈوبا ہوا ہے۔ اکثر عارفانہ اشعار کہتے تھے۔ آپ کی شاعری روایتی اقدار اور روایتی رویوں سے ہٹ کر تھی۔ شاعری میں سادگی کا پہلو نمایاں تھا، آسان فہم الفاظ کا انتخاب مدنظر رکھا۔ امیر صابریؒ اکثر چھٹی کے روز راقم الحروف کے گھر میں تشریف لے آتے۔ آپ کا نام سلسلہ صابریہ کے علاوہ دیگر سلاسل میں بھی مقبولیت کا حامل ہے۔ آپ نعت گو شاعر تھے ساگر صاحب کے ساتھ بہت وقت گذرا۔ [سہ ماہی رسالہ سوز و گداز، ص 42]

میاں عبدالرحمن قادری نوشاہی: آپ آستانہ حضرت شمس الدین قادری بندگیؒ کے گدی نشین ہیں۔ بے شمار افراد آپ کے دستِ بیعت ہیں۔ ہر آنے والے فرد سے محبت سے ملتے ہیں۔ ساگر وارثی صاحب سے بہت محبت فرماتے، بل کہ راقم الحروف سے بھی شفقت فرماتے ہیں۔

صوفی محمد الیاس صابری چشتی صابری: آپ کی ولادت حاجی اللہ دیا کے ہاں 10 اپریل 1941ء کو انبالہ چھاؤنی، بھارت میں ہوئی۔ قیام پاکستان کے بعد ملتان اور بعد ازاں لاہور تشریف لے آئے۔ آپ ستمبر 1970ء میں منظور المشائخ صوفی منظور احمد صابریؒ (ماموں) کے ہاتھ پر بیعت سے مشرف ہوئے اور تقریباً اٹھارہ سال سلوک و معرفت کی منزلیں طے کرنے کے بعد دستار خلافت سے نوازے گئے۔ آپ روحانیت کا سرچشمہ ہی نہیں بل کہ علمی اعتبار سے بھی قابل رشک شخصیت کے مالک تھے۔ راقم الحروف نے انہیں بچپن سے ہی اسی سفید پوشی اور سادگی میں دیکھا۔ ساگر وارثی صاحب سے تعلق بہت ہی مضبوط تھا۔ 20 مئی 2009ء کی رات اپنے خالق حقیقی سے جا ملے، داتا علی ہجویریؒ کے مزار کے احاطہ میں نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔ میانی صاحب قبرستان حضرت طاہر بندگیؒ کے قدموں میں مزار اقدس کی حدود سے باہر سپرد خاک کیا گیا۔ [مختصر

Scanned with CamScanner

احوال ومقامات، اعظم صابری، ص 11]

حاجی خلیل احمد صابریؒ: آپ کی پیدائش 22 مارچ، 1933ء کو راجپوتوں کے گاؤں مانک پور شریف تحصیل کھرڑ ضلع انبالہ، بھارت میں ہوئی۔ آپ کا تعلق راجپوت خاندان سے ہے۔ اور مورث اعلیٰ عظیم اللہ اپنے زمانے میں حکومت کی طرف سے قاضی کے عہدے پر فائز تھی جو ملازمت چھوڑ کر حافظ محمد موسیٰ چشتی صابری کے مرید ہو گئے۔ انہوں نے میاں جی، میاں صاحب کا خطاب عطا فرمایا۔ آپ مانک پور شریف سے ہجرت کر کے اپنے والد صاحب، والدہ اور چھوٹی بہن کے ہم راہ پاکستان پہنچے۔ یہاں اپنوں کی تلاش میں سرگرداں رہے۔ تعلیم بھی ایک جگہ حاصل نہ کر سکے۔ گورنمنٹ ہائی اسکول سرگودھا اور بی اے ہائی اسکول پتوکی سے 1952ء میں میٹرک کیا اور 1954ء کو شادی ہوئی۔ 1956ء میں عارضی طور پر سرکاری ملازمت ملی۔ اسی سلسلہ میں بھیرہ، بھلوال، راولپنڈی، اٹک، گوجرخان میں چند ماہ تعینات رہے۔ آخر سرگودھا میں مستقل جگہ نصیب ہوئی۔ 1960ء میں سرگودھا سے تبدیل ہو کر محکمہ کے صدر دفتر میں تعینات ہوئے اور 1993ء کو فارغ ہو گئے۔ سرگودھا میں قیام کے دوران ہی سلسلہ قادریہ کے ایک بزرگ سیّد فضل محمد قادری جو انبالہ سے ہجرت کر کے آئے تھے، کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ ان کا مزار شریف ننکانہ صاحب میں متصل گردوارہ [illegible] تان ہے۔ حاجی خلیل الرحمن صاحب کا وصال 6 مارچ 2019ء صبح 7 بجے بہ روز بدھ ہوا۔ شاہ مشائخ قبرستان، ملت روڈ، نزد یتیم خانہ، لاہور سپرد خاک کیا گیا۔ [تحقیق میاں غلام فرید وارثی]

پیر سید منیر احمد شاہ بخاریؒ: آپ کی ولادت 27 دسمبر 1957ء میں پیر سید خواجہ شبیر احمد شاہ بخاریؒ کے ہاں بنگلہ ڈھولر شریف، کمالیہ میں ہوئی۔ آپ دس سال کی عمر میں اپنے والد گرامی کے دست پر نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ میں بیعت سے مشرف ہوئے۔ گیارہ سال کی عمر میں والد گرامی کا سایہ سر سے اُٹھ گیا، چہلم کے روز آپ کی دستار بندی فرما کر سجادگی عطا ہوئی۔ بہت ہی پیاری شخصیت کے مالک تھے۔ ساگر وارثی صاحب کے ساتھ بہت ہی محبت فرماتے، راقم الحروف والد صاحب کے وصال کے بعد محفل میں حاضری دیتا رہا انھوں نے بہت ہی شفقت فرمائی۔ آپ کا وصال 19 دسمبر 2011ء کی صبح چار بجے لاہور میں ہوا۔ جسد خاکی کو ڈھولر شریف،

Scanned with CamScanner

کمالیہ میں اپنے والد گرامی کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔ [تسنیم لطف وکرم، پیر دین محمد قلبی قادری، ص 854]

حاجی عبدالستار وارثیؒ: آپ کی پیدائش یکم جون 1951ء کو ضلع اوکاڑہ کے گاؤں 32/2-L میں ہوئی۔ آپ فقیر اکبر شاہ وارثیؒ کے سب سے چھوٹے صاحب زادے تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں سے حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے ساہیوال اور فیصل آباد تشریف لے گئے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد واپس اوکاڑہ سکونت اختیار کی اور اہلِ علاقہ کو قرآن پاک کی تعلیم کے زیور سے آراستہ فرمایا۔ تقریباً 30 برس قرآن پاک کے فیض کو عام کیا۔ ساتھ ساتھ فلاحی کاموں میں دل چسپی رکھی۔ 1993ء میں دارالعلوم قادریہ چشتیہ نظامیہ وارثیہ کی بنیاد رکھی۔ جہاں بے شمار حفاظ فارغ التحصیل ہوئے اور آج بھی یہ مدرسہ اپنے عروج پر قرآن کی تعلیم کو عام کرنے میں کمال رکھتا ہے۔ آپ کا وصال 20 اگست 2003ء میں فیصل آباد میں ہوا اور جسد خاکی کو آبائی گاؤں میں اپنے والد گرامی کے قدموں میں سپرد خاک کیا گیا۔

[سوز وگداز، شمارہ 4، 2003ء، ص 45]

فقیر عاشق شاہ وارثی: آپ کا اسم گرامی صوفی رزاق وارثی ہے، آپ 1939ء میں شیخ محمد رمضان قادری کے ہاں پیدا ہوئے، آپ کا علاقہ ریاست نابھا (بھارت) ہے۔ صوفی صاحب کے والد محترم سلسلہ قادریہ میں بیعت تھے اور درویش منش تھے۔ صوفی صاحب کا خاندان 1947ء کے فسادات میں بھارت سے ہجرت کرنے کے بعد پاکستان میں قصور کے مقام پر سکونت پذیر ہوا، پھر لاہور میں سکونت اختیار کی۔ سول انجینئرنگ کا ڈپلومہ 1959ء میں مکمل کیا۔ اور بطور بلڈنگ کنٹریکٹر کام شروع کر دیا۔

صوفی صاحب نے ویسے تو بہت سے بزرگوں کی صحبت میں وقت گزارا مگر سلسلہ وارثیہ کی محافل اور درویشوں کا جو رنگ دیکھا، وہ اتنا دماغ میں بیٹھا کہ اس نے دل کی اندر گھر کر لیا۔ اور سلسلہ وارثیہ میں داخل ہونے کا ارادہ فرما لیا۔ آپ آستانہ دربارِ وارث، فقیر حامل شاہ وارثی سے داخل

Scanned with CamScanner

سلسلہ ہوئے۔ 1980ء میں فقیر ایاز وارث وارثی المعروف کالو میاں (صاحبزادہ فقیر بیدم شاہ وارثیؒ) نے صوفی صاحب کو آدھا احرام عطا فرمایا اور سرکاری نام فقیر عاشق شاہ عنایت ہوا۔ آپ سکیاں سٹاپ جڑانوالہ روڈ لاہور پر واقع "ڈیرہ وارث پاک دا" پر سلسلہ وارثیہ کی ترویج کے لیے کوشاں ہیں۔ جہاں بے شمار عقیدت مند حاضری دیتے ہیں اور دل کی تسکین حاصل کرتے ہیں۔

سائیں محمد عارف قادری شطاری: آپ کی پیدائش 26 نومبر 1969ء کو نیومزنگ ، باغ گل بیگم، لاہور میں چوہدری محمد ریاض کے ہاں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم یہیں حاصل کی۔ بچپن سے ہی بزرگوں کی صحبت میں رہے اور ان کی تربیت میں پروان چڑھے۔ سلسلہ قادریہ میں حافظ محمد لطیف قادری شطاریؒ (اولاد پاک حضرت شاہ عنایت قادری شطاریؒ) کے دست حق پر بیعت ہوئے۔ اور روحانی منازل طے کیں۔ [از مکالمہ راقم الحروف]

ع۔م چوہدری: آپ کا تعلق موضع سوئی وہار ضلع بہاولپور کے ایک جٹ خاندان سے ہے اور پیدائش 17 جون، 1958ء کو تحصیل چشتیاں ضلع بہاولنگر کے نزدیک چک 124 مراد میں ہوئی۔ آزاد منش انسان ہیں۔ ایک درجن سے زیادہ کتب منظر عام پر آچکی ہیں اور کچھ کتابیں زیر طبع ہیں۔ یوں آپ نے اپنی زندگی فروغ ابلاغ ادب کے نام کر رکھی ہے۔ ان سے ملاقات ہوئے عرصہ گزر گیا۔ مگر ٹیلی فونک رابطہ نے مجھے ان کے قریب سے قریب تر کر دیا ہے۔ ساگر صاحب سے علمی خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔

[تاریخ سوئی وہار، ع۔م۔چوہدری، ص، 472]

متین کاشمیری: آپ کا اسم گرامی محمد متین اقبال کاشمیری ہے۔ پیدائش 14 اگست 1965ء کوٹ ادو، ضلع مظفر گڑھ میں ہوئی۔ آپ ننھیال و ددھیال کی جانب سے کاشمیری بٹ ہیں اور درویشوں سے آپ کا شجرہ نسب جا ملتا ہے۔ بچپن سے ہی شاعر، ادیب، خطیب، مورخ، محقق و تذکرہ نویس بننے کا شوق تھا۔ ان سب شوق کے ساتھ آپ شعبہ تعلیم سے وابستہ ہو گئے۔ آپ نہایت سادہ، درویشانہ طبیعت کے مالک ہیں۔ حضرت خواجہ غلام یسین بستی منڈ بلہ شریف، ڈیرہ غازی خان کے دست حق پر بیعت سے مشرف ہوئے اور حضرت صوفی محمد بیاض سونی [illegible] نے سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں خلافت سے نوازا۔ آپ نے بہت سے درویشوں کی صحبت میں وقت [illegible]

Scanned with CamScanner

فیض بھی حاصل کیا۔ مختلف رسایل، جرایداور اخبارات میں مضامین چھپ چکے ہیں۔ تین کتب مرتب کیں جن میں [علامہ عبدالعزیز پرہاورنؒ]، [احوال و آثار میاں اخلاق احمد]، [انتسابات حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے نام گلہائے عقیدت]۔ اس کے علاوہ [تذکرہ یوسفیہ]، [آثار اشرف المشائخ] اور [تذکرہ معصومیہ] زیر تصنیف ہیں۔

راؤ وزیر احمد وارثی: آپ کی پیدایش 30 دسمبر 1941ء کو بورے والہ میں محمود خاں کے ہاں ہوئی۔ بی۔اے تک تعلیم حاصل کی اور ہاکی کے کھلاڑی کے طور پر بھی کافی محنت کی۔ کچھ عرصہ الیکٹریشن کے شعبہ سے وابستہ رہنے کے بعد پبلی کیشنز کا کام شروع کیا۔ فقیر عزت شاہ وارثیؒ نے سلسلہ وارثیہ کی نایاب کتب کو دوبارہ پرنٹ کروانے کے لیے وزیر احمد وارثی صاحب کا انتخاب کیا۔ جس میں انھوں نے اپنی ذاتی دل چسپی لیتے ہوئے اپنے فرایض کو بہت اعلیٰ طریقے سے سرانجام دیا۔ ہڑپہ کے حکیم خوشی محمد اویسی صاحب کے توسل سے آپ 1973ء کو سلسلہ وارثیہ میں فقیر عزت شاہ وارثیؒ کے ذریعہ داخل ہوئے۔ یہ اپنے پیشوا سے محبت ہی تھی جو آج تک سلسلہ وارثیہ کی بے لوث خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ راقم الحروف پر بھی بہت شفقت فرماتے ہیں۔ [از مکالمہ راقم الحروف]

ریاض الحق قریشی چشتی صابریؒ: آپ مخدوم محمد عبدالحق فاروقیؒ کے صاحب زادے ہیں۔ ساگر صاحب کے ساتھ اسٹیٹ بنک میں ملازم تھے۔ درویش انسان تھے۔ بہت ہی پیار کرنے والی شخصیت بھی۔ ساگر وارثی صاحب کی نماز جنازہ بھی آپ ہی نے پڑھوائی۔

عبدالحمید عاصم چشتی صابری: آپ کی پیدایش 14 اگست 1946ء کو امرتسر بھارت میں ہوئی۔ سلسلہ چشتیہ صابریہ میں مخدوم محمد عبدالحق فاروقیؒ کے توسل سے داخل ہوئے۔ اسٹیٹ بنک میں ساگر وارثی صاحب کے ساتھ ملازم تھے۔

گھر پر ان کے علاوہ سلسلہ وارثیہ اور دیگر سلاسل کی بزرگ ہستیاں بھی تشریف لاتیں جن میں فقیر خادم شاہ وارثیؒ (مرید فقیر بیدم شاہ وارثیؒ) مرزا اشرف بیگ وارثیؒ (مرید فقیر بیدم شاہ وارثیؒ) جناب فضل احمد شاہ وارثیؒ، عبدالرب وارثیؒ، خواجہ یعقوب وارثیؒ، جناب ارشاد میاں وارثیؒ (صاحب زادہ فقیر حیرت شاہ وارثیؒ)، فقیر صوفی نذیر شاہ وارثیؒ، شفیق نقشبندی، صوفی ستار

، حاجی یونس نقشبندی، امیر شاہ وارثی ؒ، شان وارثی ؒ صاحب (مانگا منڈی) اور جناب اشرف نظامی صاحب، محسن فارانی، پیر عبدالقادر چشتی نظامیؒ، راجہ رشید محمود، علی ارشد، قمر وارثی، یامین وارثی، حاجی صادق وارثی، ڈاکٹر اصغر وارثی قابلِ ذکر ہیں۔

آپ کی یارانِ طریقت سے محبت انتہا درجے کی تھی اور ہمیشہ اپنے قریبی رشتہ داروں پر ترجیح دیتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ''ان سے محبت ہی اپنے پیشوا سے محبت کی دلیل ہے''۔ گھر پر درویشوں کی محافل جمی رہتی، باتوں کا ایسا دور چل نکلتا کہ وقت کا پتہ ہی نہ چلتا۔ میری (راقم الحروف) اس وقت کم عمری تھی۔ باتیں تو مجھے یاد نہیں لیکن ان محافل کا عکس آنکھوں کے سامنے ہے، اس دور کے احباب میں اور پہلے والوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ آپس میں محبت اتنی تھی کہ لڑائی جھگڑے سے بے نیاز۔ حقیقی بھائیوں سے بڑھ کر خلوص تھا۔

آخری ایام میں ساگر صاحبؒ ان احباب کی کمی کو شدت سے محسوس کیا کرتے، جن سے راز و نیاز کی باتیں ہوا کرتی تھیں۔ آپ پریشانی کے عالم میں ایک بات کہتے کہ،

''وصال کے بعد پتہ نہیں کہاں چلے جاتے ہیں اور نہ ہی اپنی کوئی اطلاع دیتا ہے۔''

کئی کئی روز اس شخص کی باتیں ہوتی رہتیں۔ آپ کی یہ کوشش تھی، اس دور کے وارثی فقراء اور دوسرے احباب کو کچھ تعلیم دی جائے جس سے سلسلہ وارثیہ کو تقویت حاصل ہو اور انھیں آدابِ شیخ سے بھی مطلع کیا جائے۔ بہت سے وارثی بھائی آپ کے پاس آتے، مگر کچھ ایسے بھی تھے جو کہ ساگر صاحبؒ کی سخت طبیعت کی وجہ سے دور دور رہتے۔ ان کے بارے میں ساگر صاحبؒ فرماتے کہ ''یہ سب بعد میں آکر اس مقام پر پہنچنا چاہتے ہیں۔ جس کو حاصل کرنے کے لیے عمریں گزر گئیں۔ یہ بہ غیر محنت اور صحبت کے وہ سب کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ انھیں کسی بات کا علم نہیں، اس دور میں صرف پیر ہی نظر آرہے ہیں جب کہ فقیر کوئی نہیں۔ اس کی وجہ یہ لوگ ادھر خود بیعت ہوتے ہیں اور دوسرے دن احرام پہن کر لوگوں کو اپنا مرید بنانا شروع کر دیتے ہیں۔ اگر پیر اس طرح کرے گا تو مرید بھی وہی کچھ اپنائے گا۔ فیض کے لیے محض عقیدت نہیں ہوتی بل کہ اس کے ساتھ حسنِ عمل بھی ضروری ہے۔ جس شخص نے ایسا شفاف دور اور ہستیاں براہ راست دیکھی ہوں، ان کے ساتھ اپنی زندگی کا بہترین حصّہ گزارا ہو تو وہی محبت والے لوگ اسے یاد آئیں گے۔

مزارات اور اعراس میں شمولیت:

ساگر صاحبؒ نے جو کچھ بھی حاصل کیا وہ بزرگانِ دین کی صحبت کے فیض کا ہی اثر تھا۔ آپ کو نہ صرف سلسلہ وارثیہ سے فیض عطاء ہوا تھا بلکہ چشتی صابری سلسلہ سے بھی روحانی فیض ملا۔ آپ نے پاکستان اور ہندوستان کے بہت سے مزارات پر حاضری دی۔ جب سے آپ لاہور میں آکر مقیم ہوئے۔ حضور داتا علی ہجویری گنج بخش ؒ کے مزار پر باقاعدگی سے ہر جمعرات حاضری دیتے رہے۔ اور نماز جمعہ بھی وہیں ادا کرتے۔ آپ خواجہ معین الدین حسن سنجریؒ کے حجرہ مبارک کے قریب بیٹھے رہتے۔ مسجد کی توسیع کے بعد مسجد کی غلام گردش میں تشریف فرما ہوتے۔ وارثی سلسلے کے علاوہ دوسری روحانی شخصیات بھی وہاں آکر بیٹھتیں۔ ساگر وارثی کی وفات کے بعد بھی یہ وضع داری جاری رہی۔ جناب امیر شاہ صاحب وارثی (وصال فرما گئے) اور شفیق احمد نقشبندی صاحب (وصال فرما گئے) کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ نماز جمعہ ان کے ساتھ ادا کیا جائے۔ یہ ایسی درگاہ ہے جہاں سب کچھ عطاء ہوتا ہے۔ اگر کوئی چور بھی آجائے گا تو داتا علی ہجویریؒ اسے بھی کبھی ناامید نہیں لوٹاتے۔

ے بر آستاں تو ہر کس رسید مطلب یافت
روا مدار کہ من نا امید بر گردم

آپ کئی مرتبہ اجمیر شریف بھی تشریف لے گئے۔ جب بھی ویزہ لگتا بہت خوشی کا اظہار فرماتے، جب واپسی ہوتی توان کی باتوں سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہ تھا اس تھوڑے عرصے میں آپ کے دل کو تسکین حاصل نہیں ہوئی۔ آپ فرمایا کرتے ''میں منہ اندھیرے اٹھ کر آستانہ غریب نوازؒ پر چلا جاتا اور نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد وہیں مزار اقدس کے قریب میری نشت ہوتی۔ آستانہ سے واپسی پر سامان میں سوائے تبرکات اور کتابوں کے کچھ نہ ملتا۔ اگر ہم اس بات کا گلہ کرتے تو آپ فرماتے: ''اچھا یار! تم لوگ مجھ سے پیسے لے لو اور اپنے لیے جو کچھ خریدنا ہے، یہیں سے لے لو۔ مجھے تو کسی چیز کی پہچان نہیں تھی۔ وہاں تم لوگوں کے لیے کیا خریدتا؟

ساگر وارثی صاحب نے اجمیر شریف کا ایک واقعہ بیان فرمایا ''میں جب تاڑا گڑھ

پہاڑی پر چڑھ رہا تھا، اچانک میرا پاؤں لڑکھڑایا۔ مَیں گرنے کے قریب ہی تھا کہ یکا یک ایسا محسوس ہوا، کسی شخص نے سہارا دے کر مجھے سیدھا کیا۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو کوئی نہ تھا۔ پھر آپ نے خود ہی اس بات کی وضاحت فرمائی یہ جوگی رائے راج ہوگا، اس نے اپنی لمبی عمر کی دعا مانگی تھی۔ مَیں یہاں آنے والوں کو رستہ بتاؤں اور ان کی ہر قدم پر رہ نمائی کروں۔

بات مزارات کے حوالے سے ہو رہی ہے۔ اگر انہی پر تحریر لکھی جائے تو مضمون کافی طول پکڑتا جائے گا۔ مختصراً آپ نے کئی ایک بزرگوں کے مزارات پر حاضری دی۔ خصوصاً حاجی سیّد وارث علی شاہؒ کے عرس کی تقریبات میں بھی شریک ہوتے۔ دیوہ شریف کے قافلے میں فقیر حیرت شاہ وارثی کے ہم راہ حاضری دی۔ اس سفر کی کیا عظمت ہوگی جس میں صحبت شیخ بھی میسر ہو۔ خواجہ محمد دیوان چشتی صابریؒ کے مزار پر بھی پاکستان سے وفد جایا کرتے جس میں بھی آپ پیش پیش دکھائی دیتے۔ اس کے علاوہ دیگر بزرگانِ دین کے اعراس میں بھی شرکت بہت اہتمام سے فرماتے: حضرت علی ہجویریؒ (لاہور)، بابا فرید الدین گنج شکرؒ (پاکپتن)، نوشہ گنج بخشؒ (ساہن پال)، فقیر حیرت شاہ وارثیؒ (کراچی)، فقیر اکمل شاہ وارثیؒ (گوجر خان)، فقیر ابر شاہ وارثیؒ (ملتان)، فقیر سرور شاہ وارثیؒ (لاہور)، فقیر انوار شاہ وارثیؒ (لاہور)، فقیر منور شاہ وارثیؒ (لاہور)، میاں میر قادریؒ (لاہور)، حضرت طاہر بندگیؒ (لاہور)، بابا بلھے شاہ قادریؒ (قصور)، حضرت غلام محیی الدین معروف بہ دائم الحضوری (قصور)، مادھولال حسینؒ (لاہور)، آستانہ شمس قادریؒ (لاہور)، آستانہ ماسٹر نذیرؒ (لاہور)، ناصر حسن وارثی (لاہور)، سائیں فتح علی چشتی صابریؒ (اروپ)، خلیفہ محمد الیاس صابریؒ (لاہور)، پیر غلام مصطفیٰ چشتی صابریؒ (فیصل آباد)، ریاض الحق قریشیؒ (لاہور)، خلیفہ اشرف نظامی صاحب (لاہور)۔

سوئے حجاز:

؎ عدم سے لائی ہے ہستی میں آرزوئے رسول ﷺ

ایک مدت سے آپ کے دل میں یہ حسرت تھی کہ سرکار دو جہاں ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت نصیب ہو اور جبیں سائی کے لیے چوکھٹ حضور ﷺ میسر آئے، آخر وہ مبارک دن آن پہنچا۔ جب آپ سرکار مدینہ ﷺ کے مہمان ہوئے۔ اس کی اہمیت، محبت اور جذب و مستی کا کوئی بھی عقل احاطہ نہیں کر سکتی، جو کہ وہاں جا کر انسان کو ملتی ہے۔ جب عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے روحوں کو مخاطب فرمایا کہ:

ترجمہ: ''کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟''

تمام روحوں نے جواب دیا، ضرور آپ ہمارے رب ہیں ہم اس پر گواہی دیتے ہیں

علما فرماتے ہیں جس روح نے بھی جتنی مرتبہ زبان سے اس کا اقرار کیا اس شخص کو اتنی ہی مرتبہ اللہ رب العزت نے حج کی دولت سے مالا مال کیا۔ اس کا اندازہ بزرگ ہستیوں کے روضہ رسول ﷺ پر حاضری دینے سے لگایا جا سکتا ہے۔ یہاں پر مال و زر کام نہیں آتے۔ جب تک کسی شخص نے روضہ مبارک ﷺ کی زیارت اور وہاں کے انوار و تجلیات کا مشاہدہ نہیں کیا ہوتا وہ بے چین رہتا ہے کہ کب اس کی حاضری پاک سرزمین پر ہوگی۔ لیکن جب وہ ایک مرتبہ زیارت کر لیتا ہے۔ اس کی بے چینی و بے قراری مزید بڑھ جاتی ہے اور دوبارہ وہاں حاضری کے لیے مضطرب رہتا ہے۔

میاں صاحبؒ کی طبیعت میں بھی کچھ اس طرح کا اضطراب رہتا تھا، سرکار ﷺ کی طرف سے بار بار بلاوا آتا رہے۔ آپ نے دو حج ادا کیے۔ مزید حج پر جانے کا پروگرام بنا رہے تھے۔

جب حج سے واپس تشریف لائے تو آپ سے پوچھا گیا کیا سرکار دو جہاں ﷺ کے روضہ اطہر کی جالی مبارک کو بوسہ دینے یا چھونے کا موقع ملا۔ آپ نے فرمایا، ''وہاں پر ہر ایک کی

Scanned with CamScanner

خواہش ہوتی ،ہم روضہ مبارک کی جالی کو ہاتھ لگائیں۔ مجھے اس کا موقع کئی مرتبہ ملا مگر میں نے اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھا کہ سرکار ﷺ کے روضہ اقدس کی کسی چیز کو ان ہاتھوں سے مس کروں۔ وہاں ایسا سماں بندھا تھا جو بیان سے باہر ہے۔ یوں محسوس ہو رہا تھا سرکار ﷺ سامنے تشریف فرما ہیں اور ہم گنہگاروں کو اپنی رحمت اور نظرِ کرم سے مالا مال کر رہے ہیں۔ اس فرطِ محبت میں دور سے ہی اپنا سلام پیش کر دیا۔

محافل سماع میں شرکت:

سماع ایک ایسی چیز جس کو بہت سے بزرگوں نے پسند فرمایا ہے۔ سماع میں صرف اچھے کلام کو ہی فروغ دیا جانا چاہیے فی زمانہ لوگوں نے سماع کو غلط رنگ دے کر بیہودہ گانے بجانے کو بھی اس میں شامل کرلیا ہے۔ دراصل سماع یعنی قوالی نام ہے بزرگانِ دین کے عارفانہ کلام کا یا سرکار نبی کریم ﷺ کی تعریف بیان کرنا:

حضرت شیخ ابوالحسن بن سالمؒ سے دریافت کیا گیا کہ ''تم سماع کے کیسے منکر ہو جب کہ حضرت شیخ جنید بغدادیؒ، سری سقطیؒ اور ذوالنون مصریؒ سماع سنتے تھے۔''

''انھوں نے فرمایا میں سماع کا کیسے منکر ہوں جب کہ مجھ سے بہتر حضرات نے اسے سنا ہو اور اس کی اجازت دی ہو..... میں تو سماع میں لہولعب کا منکر ہوں''

سا گر وارثی کو سماع کی طرف بڑی رغبت تھی۔ شروع شروع میں آپ کثرت کے ساتھ سماع سنتے ،اکثر دورانِ سماع ان پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی اور اس کیفیت میں قوال حضرات کو اپنی قیمتی اشیاء بھی دے ڈالتے۔ عالم پیری میں آپ نے سماع سننا بہت کم کر دیا تھا اور ہمیشہ ضبط کے ساتھ سنتے اور عارفانہ کلام ہی پسند فرماتے ،سماع کی پابندیوں کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھتے ،کسی کو بے وضو یا ننگے سر بیٹھنے نہ دیا۔ کلام پڑھنے والے نے بھی اسی بات کو ذہن میں رکھا کہ کوئی غلطی یا کوتاہی نہ ہو۔ ہر معاملے میں اپنے بزرگوں کی پیروی فرمائی۔ آپ فرمایا کرتے تھے، کلام سننے کا مزہ ہی تب آتا ہے جب انسان تین دن کا بھوکا پیاسا ہو، ایک طرف اس کی پسند کا کھانا

Scanned with CamScanner

پڑا ہوا اور دوسری طرف کلام پڑھا جا رہا ہو۔ کلام کی تسکین اس وقت روح کو حاصل ہوگی۔ جب وہ ہر چیز کو نظر انداز کر دے اور سننے میں مگن رہے، مگر یہ بڑے حوصلہ کی بات ہے۔
اکثر لوگ آپ کو دیکھ کر قیاس آرائی کرتے کہ ساگر وارثیؒ کے پاس پتہ نہیں کتنا روپیہ پیسہ ہے جو قوالوں کو اتنا نوازتے ہیں۔ اس قسم کا ایک دل چسپ واقعہ بیان کرتا ہوں۔

ایک مرتبہ ساگر وارثیؒ سے ایک صاحب کچھ پیسے ادھار مانگ کر لے گئے۔ کافی دن گزرنے کے بعد اپنے بیٹے کو بھیجا کہ آج کا وعدہ تھا لے آؤ۔ ان صاحب نے گھر کے بہت چکر لگوائے، مگر پیسے واپس نہ لوٹائے۔ آخر ایک دن خود ہی اس شخص نے آپ کے صاحب زادے سے مخاطب ہو کر کہا تمہارے والد قوالوں کو بہت سے پیسے لوٹا دیتے ہیں اگر یہ تھوڑی سی رقم ہمیں چھوڑ دیں گے تو انھیں کیا فرق پڑے گا۔ یہ تمام ماجرا گھر آ کر بتا دیا۔ آپ یہ سن کر بہت ہنسے اور فرمایا آئندہ اس کے گھر پیسے لینے نہ جانا۔

سالانہ محفل کا اہتمام:

آپ کے والد گرامی نے اپنی زندگی بزرگوں کی خدمت میں گزار دی یہی حال ساگر وارثی کا بھی تھا۔ کبھی بھی روپے پیسے کی فکر نہ کی۔ ہمیشہ بڑھ چڑھ کر خرچ کیا۔ وہ اکثر اپنے والد گرامی کی منعقد کردہ محافل میں نہ صرف شریک رہتے بل کہ ان کا اہتمام بھی کرتے۔ ان محافل میں وہ ان تمام آداب کا خیال رکھتے جو انہوں نے اپنے والد گرامی کو کرتے دیکھا اور اپنے شیخ حضرت فقیر حیرت شاہ وارثیؒ سے سیکھا۔ اس سے کسی کو سرموانواف نہ کرنے دیتے۔

ساگر وارثی کے رواج کردہ احکام اس طرح سے تھے:

☆ قوال کو باوضو بٹھاتے اور سر پر کسی ٹوپی یا رمال سے ڈھانپ کر رکھنے کا کہتے۔
☆ شرکاء محفل کو بھی اسی پر کاربند رہنے کی تلقین فرماتے۔
☆ محفل کے دوران خورد و نوش سے پرہیز ہوتا بل کہ سختی سے نعت خواں حضرات اور قوال پارٹی کو منع رکھا جاتا۔
☆ میر مجلس کے ادب کو ملحوظِ خاطر رکھا جاتا۔
☆ ان محافل میں صوفیاء، علماء، محققین اور صاحبان علم کو خصوصی طور پر مدعو کرتے۔

☆ دعوت نامہ خود جا کر پیش کرتے۔

سالانہ محفل جو کہ 14 نومبر کو منعقد ہوتی ہے۔اس کا آغاز ہمارے آبائی گاؤں اروپ شریف ضلع گوجراں والا سے ہوا۔ جب 1973ء میں آپ لاہور رہائش پذیر ہوئے تو محفل بھی لاہور میں منعقد ہونے لگی، اس کی وجہ لاہور میں احبابِ طریقت کی ایک کثیر تعداد موجود تھی۔ بہت سے فقراء اس محفل میں شرکت فرماتے۔جن کا تعلق مختلف سلاسل سے ہوتا۔محفل کا آغاز مغرب کی نماز کے ساتھ ہی شروع ہوتا۔تقسیم لنگر کے بعد محفلِ میلاد شریف ہوتا ہے۔جس میں مختلف نامور نعت خواں شرکت فرماتے۔ساگر وارثی کے کی زندگی میں صرف حضرت خواجہ دیوان محمد چشتی صابریؒ کی لکھی گئی نعتیں انہی کی وضع کردہ طرز سے پڑھی جاتیں۔لیکن اب ان تمام نعت خواں پارٹی کا وصال ہو چکا ہے، سب خواجہ صاحبؒ سے بیعت تھے۔جن میں شاہ محمد، جمال دین ،معراج دین وغیرہ شامل تھے۔

محفل میلاد کے بعد محفلِ سماع کا آغاز ہوتا۔نامور قوال پارٹیاں شامل ہوتیں اور عارفانہ کلام پڑھا جاتا۔صبح چار بج کر تیرہ منٹ پر قل شریف پیش کیے جاتے ، گاگر پیش ہوتی ہے،موم بتیاں جلائی جاتیں۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے جب حضور وارث علی شاہؒ کا وصال ہوا۔قوال حضرات رنگ شریف پڑھتے۔فقیر شفقت شاہ صاحب وارثی سلام پیش کرتے ،اس کے ساتھ ہی فقیر عزت شاہ وارثی خصوصی دعا فرماتے۔آخر میں تبرک تقسیم پیش کیا جاتا۔حضور فقیر عزت شاہ وارثی 1989ء سے تقریباً باقاعدگی سے محفل میں تشریف لاتے رہے،مسند خوب سجتی تھی۔2000ء میں ساگر وارثی کے وصال کے بعد راقم الحروف فقیر عزت شاہ وارثیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور محفل کا دعوت نامہ پیش کیا،تو آپ نے بڑی شفقت سے فرمایا:

''فقیر دعوت ناموں کا پابند نہیں ہوتا بل کہ وضع داری پر قایم رہتا ہے۔اس کے ساتھ ہی آپ نے دستِ شفقت فرمایا اور سمجھایا کہ سرکار وارث پاکؒ کی محفل میں صرف وہی لوگ حاضر ہوتے ہیں۔جن کو سرکارؒ پسند فرماتے ہیں اور ہمارا تعلق ساگر صاحب سے ہے۔جب تک سانسیں باقی ہیں۔اپنی وضع داری کو نبھاؤں گا۔ مَیں تو ساگر صاحب کی نسبت کی وجہ سے آتا ہوں اس میں کسی پر احسان نہیں کرتا۔''

عرس داتا علی ہجویریؒ پر سالانہ محفل:

اس محفل کی بنیاد فقیر حیرت شاہ وارثیؒ نے رکھی جو پائلٹ ہوٹل (نزد مزار اقدس داتا علی ہجویریؒ) کے صحن میں منعقد ہوتی یہاں پر تین دن 18، 19 اور 20 صفر تک وارثی بھائیوں کا قیام رہتا ہے اور آخری دن بعد از نماز ظہر محفل سماع منعقد ہوتی اور نماز عصر سے پہلے قوال پارٹی کے ساتھ ساتھ فقراء بھی باپیادہ مزار اقدس پر حاضری دیتے اور چادر شریف پیش ہوتی۔ فقیر حیرت شاہ وارثیؒ کے پردہ فرمانے کے بعد یہ ذمہ داری ان کے صاحب زادہ میاں ارشاد وارثیؒ نے سنبھال لی۔ ان کے بعد ساگر وارثی نے اپنے وصال تک یہ فرائض احسن طریقے سے سرانجام دیے۔ کچھ وارثی فقراء لنگر کا انتظام بھی کرتے۔ ساگر وارثی کے وصال کے بعد ہم نے تقریباً 13 سال اس وضع داری کو نبھایا، گذشتہ دو سال سے پائلٹ ہوٹل کی دوبارہ کنسٹرکشن کی وجہ سے یہ محفل داتا علی ہجویریؒ کے گردونواح میں منعقد ہوتی ہے۔ حضور وارث پاکؒ ہمیں اور سب وارثی بھائیوں کو اپنی وضع داری نبھانے کی توفیق عطاء فرمائے آمین!

دیگر محافل کا انعقاد:

13 رمضان المبارک کو آپ اپنے والدین کا سالانہ ختم شریف بھی کرواتے۔ بعد نماز ظہر روحانی محفل میلاد پاک ہوتا جس میں نعت خواں شرکت کرتے، افطاری کا انتظام بھی کیا جاتا اور والدین مرحومین کو ایصال ثواب پہنچایا جاتا۔

23 رمضان المبارک کو حضرت خواجہ محمد دیوان چشتی صابریؒ کا ختم شریف دلوایا جاتا۔ اسی طرح ۱۲ ربیع الاوّل، محرم الحرام اور دوسرے اہم دنوں کی مناسبت سے لنگر تقسیم کیا جاتا۔

ہر جمعرات حضور وارث پاکؒ کا ہفتہ وار ختم شریف باقاعدگی سے ہوتا ہے اور ابھی بھی جاری ہے۔ سارا سال محفلوں کا انتظام ہوتا رہتا۔ جس محبت سے آپ خرچ فرماتے اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس اسی طرح سے نوازتی رہی۔ اس میں ہمیں کچھ خبر نہیں کہ کہاں سے یہ سب انتظام چل رہا ہوتا۔

ے میرے خواجہ کا وہ آستاں ہے بٹ رہا ہے محمد کا صدقہ
پہلے دامن پھیلانا تو سیکھو، کون کہتا ہے کہ ملتا نہیں ہے

Scanned with CamScanner

ساگر وارثی ختم شریف خود ہی پڑھتے بل کہ اپنی اولاد کو بھی اسی چیز کی تربیت فرمائی، ہمیشہ محفل کے اختتام پر فقراء سے دعا کرواتے اور یہ دعا خصوصاً مانگی جاتی کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ان محفلوں کو اسی طرح قایم ودایم رکھے۔ الوداعی کلمات میں ایک ہی شعر آپ کی زدِ زبان رہتا:

ساقیا جاری رہے یونہی سبیلِ مے کشی
تا ابد قایم رہے میخانہ تیرا

ساگر وارثی فرماتے تھے کہ ''ان محفلوں کی پابندی مجھے والد صاحبؒ نے کروائی، آپ بتاتے تھے کہ ایک دن والد صاحبؒ نے صبح صبح اپنے دل کی بات مجھ سے کہی کہ ''بیٹا جیتے جی سرکار خواجہ محمد دیوان چشتی صابریؒ کے سالانہ ختم شریف سے کبھی غفلت نہ برتنا بل کہ اپنی اولاد کو بھی اس فرض کی ادائیگی اور وضع کو نبھاتے رہنے کی تلقین کرنا۔''

آخری ایام:

وفات سے کچھ ماہ پہلے طبیعت میں کافی تبدیلی آچکی تھی۔ ہر وقت جلال میں ہی رہتے، لوگوں سے ملنا اور محفلوں سے کنارا کشی کر لی تھی۔ زیادہ تر وقت تنہائی میں ہی گزارتے، اگر کسی سے کوئی غلطی سرزد ہو جاتی بہت زیادہ غصّے کا اظہار کرتے۔

آخری ہفتے آپ کی طبیعت قدرے ناساز رہنے لگی تھی۔ اور ہلکا ہلکا بخار بھی تھا۔ اس بوجھل طبیعت کی وجہ سے گھر پر ہی رہے، قائداعظم کیمپس لائبریری (پنجاب یونیورسٹی) بھی جاتے لیکن جلد واپس آجاتے، 4 فروری 2000ء کو آپ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے مسجد داتا علی ہجویریؒ گئے۔ لیکن اس وقت بھی طبیعت بہتر نہ تھی۔ مسجد کی غلام گردش میں ٹیک لگا کر بیٹھ گئے، وہاں پر اکثر وارثی بھائی اکٹھے ہو جایا کرتے۔ جلد ہی آپ واپس آ گئے۔ ۵ فروری کو ہڑتال تھی لیکن آپ اٹھے اور مرزا عارف بیگ وارثی صاحب (بک بائنڈر۔ جو فقیر عزت شاہ وارثیؒ کے توسل سے داخل سلسلہ ہیں) کے پاس دکان جوار مسجد مائی لاڈو، نسبت روڈ، لاہور پر تشریف لے گئے اور دیر تک بزرگان دین کے حالات پر باتیں ہوتی رہیں۔ کچھ اور لوگ بھی وہاں آ گئے یہ سلسلہ طول پکڑتا

گیا، شام کے وقت آپ گھر واپس آئے ۔ کافی تھکاوٹ محسوس کر رہے تھے ۔ راقم الحروف کو آواز دی اور پاؤں دبانے کے لیے کہا اور تعلیم کے متعلق باتیں کرتے رہے اور ساتھ یہی کہتے رہے کہ تم میری زندگی میں ہی کچھ نہ کچھ کرلو ۔ اسی دوران پنجاب یونیورسٹی کا ذکر چل نکلا تو فرمانے لگے سید جمیل احمد رضوی صاحب (چیف لائبریرین) سے بات کرواؤ، میں نے ٹیلی فون ملایا اور ان سے بات کروائی ۔ ساگر صاحبؒ نے میرے کمپیوٹر کورس کے بارے میں باتیں کیں اور کتابوں کی کلیکشن کا بھی ذکر ہوا، اس کے بعد آپ بستر پر آ کر لیٹ گئے اور میں اپنے کمرے میں چلا گیا، تقریباً رات گیارہ بجے کے قریب ایک فون کال آئی ۔ ساگر صاحب خود ہی بستر سے اٹھے اور قریب پڑے رسیور کو اٹھایا، دوسری جانب ایک صاحب تھے جنھوں نے یہ ناگہانی خبر سنائی کہ سید محبوب الحسن شاہ وارثی صاحب کے والد بزرگ وار فقیر حامد شاہ صاحب وارثی کا انتقال ہو گیا ہے، ساگر صاحب کو اس خبر سے کافی رنج ہوا۔

مجھے کمرے میں آواز دی اور فرمانے لگے کہ سید محبوب الحسن شاہ صاحب سے جڑانوالہ میں فون پر بات کرواؤ ۔ شاہ صاحب سے ان کے والد صاحب کی تعزیت کی، اسی دوران شاہ صاحب نے بتایا کہ جب والد صاحب پر عالم نزاع کا وقت تھا اسی دوران انھوں نے آپ کا تذکرہ کیا اور مجھ سے پوچھنے لگے کہ ''ساگر وارثی صاحب نہیں آئے ۔''

ہم نے انھیں بتایا کہ نہیں، کیا انھوں نے آنا تھا تو وہ خاموش ہو گئے اور ساتھ ہی اس جہانِ فانی سے رخصت ہو گئے ۔ اسی لیے آپ کو وفات کی اطلاع جلد کر دی، نمازِ جنازہ کے متعلق انھوں نے بتایا کہ وہیں جڑانوالہ میں ادا کی جائے گی اور مزار بھی وہیں بنے گا۔

آپ نے صبح نمازِ فجر ادا کی اور یوسف وارثی صاحب کے ہم راہ جڑانوالہ تشریف لے گئے، وہاں سید حامد شاہ صاحب وارثی کو خود غسل دیا اور کفن بھی پہنایا ۔ تدفین کے بعد رات کو گھر تشریف لے آئے، چہرے سے تھکن کے اثرات نمایاں تھے۔

وصال:

سفر جڑانوالہ سے واپسی پر آپ کی طبیعت خراب تھی ۔ بخار کے ساتھ ساتھ بائیں بازو میں بھی شدید درد تھی ۔ شروع سے آپ کی یہ عادت تھی گھر والوں کو کبھی پریشان نہ کیا ۔ لہٰذا تھکاوٹ اور

Scanned with CamScanner

تکلیف کی وجہ سے آتے ہی لیٹ گئے۔ تہجد کے وقت اپنے بستر سے اٹھے وضو کیا اور اپنے کمرے میں تشریف لے گئے۔ ذکر میں مشغول ہوئے۔ جب ہر طرف سے اذان فجر کی صدائیں بلند ہوئیں۔ تو دوبارہ اپنے کمرے سے باہر تشریف لائے۔ اس وقت تک گھر کے دوسرے افراد بھی نماز کی ادائیگی کے لیے اٹھ چکے تھے۔ باہر آتے ہی آپ نے بازو پر مالش کروائی لیکن تکلیف میں کوئی کمی نہ ہوئی۔ نماز فجر کی ادائیگی کے لیے دوبارہ اپنے کمرے میں تشریف لے گئے اور حسب عادت صبح سات بجے کے قریب باہر تشریف لائے۔ روزمرہ کے معمول کے مطابق نماز فجر کے بعد ایک پیالی دودھ پیا۔ اور بستر پر آکر لیٹ گئے۔ تکلیف ہے کہ بڑھتی جارہی ہے۔ لیکن کسی قسم کا کوئی اظہار نہیں کر رہے۔ تقریباً آدھ گھنٹہ بعد پھر طبیعت میں اضطرابی کیفیت محسوس ہوئی۔ تو والدہ صاحبہ نے مجھے آواز دی باہر آکر اپنے والد کے بازو کو دبا دو۔ میں قریب آکر بیٹھ گیا اور بازو دبانے لگا تو انھوں نے فرمایا کہ لحاف میرے اوپر ہی رہنے دو۔ بس یونہی دباؤ۔ آپ کی باتوں میں کرب کی کیفیت محسوس ہو رہی تھی۔ ایسے لگ رہا تھا، آواز بہت گہرائی سے آرہی ہے۔ دوران گفت گو کچھ ایسے لوگوں کا ذکر کیا، جو ذہنی سکون میں خرابی کا باعث بنے تھے۔ اور فرمایا "یہ لوگ دنیا اور آخرت میں سکون سے نہیں رہیں گے۔" اسی دوران آپ کا لہجہ کافی سخت ہو گیا اور مجھے فرمانے لگے کہ بس اب جاؤ ناشتہ کرو۔

مَیں وہاں سے اٹھا اور باہر آ گیا، اسی دوران والدہ صاحبہ کی آواز نے چونکا دیا کہ دیکھو تمہارے والد کو کیا ہو رہا ہے۔ بڑے بھائی (حاجی خالد) بھی چھت سے نیچے اتر آئے۔ جو دفتر جانے کی تیاری کر رہے تھے۔ گھر کے دوسرے افراد بھی قریب پہنچ گئے۔ اسی لمحے بڑے بھائی نے آگئے بڑھ کر اپنی بانہوں میں لے لیا۔ آپ نے دو تین لمبے لمبے سانس لیے اور خاموش ہو گئے۔ حاجی غلام رسول (محلے دار) کی گاڑی میں شیخ زاید ہسپتال لے جایا گیا، لیکن ڈاکٹروں نے اسے ہارٹ اٹیک بتایا اور معذرت کر لی۔

ے می روی و گریہ می آید مرا
ساعتے بہ نشیں کہ بارا بگذرد

{ترجمہ: مَیں رو رہا ہوں اور گریہ زاری کر رہا ہوں۔ کچھ لمحے کے لیے رک جاؤ کہ یہ طوفان

گزر جائے}
آپ کو یہ تکلیف پہلے نہ تھی یا شاید ہو بھی۔ مگر ہم سے کبھی اس کا ذکر نہ کیا۔ وصال کے وقت کوئی بھی ایسی صورت حال دیکھنے میں نہ آئی۔ جس سے پتہ چلتا کہ دل کا دورہ پڑا ہے۔ یہ اللہ والوں کی شان ہے جب ان کی روح پرواز کر رہی ہوتی ہے، تو آنکھوں سے اپنے محبوب کا نظارہ فرما رہے ہوتے ہیں۔ سختی اور تکلیف کے احساس کے بغیر۔ آپ کا وصال 7 فروری 2000ء بروز پیر صبح آٹھ بجے ہوا۔

نمازِ جنازہ اور تدفین:

آپ کے وصال کی اطلاع تقریباً ہر ایک کو کر دی گئی۔ حاجی خالد وارثی (صاحب زادہ)، حاجی اکبر صاحب (ساگر صاحب کے دوست) اور یوسف وارثی صاحب نے آپ کو غسل دیا۔ نمازِ ظہر کے بعد آپ کے جسدِ خاکی کو ذکر الٰہی کے ورد میں تکونی گراؤنڈ متصل مسجد اصحابِ صفہ سمن آباد، لاہور میں لے جایا گیا۔ جہاں پر ہر ایک کی خواہش تھی کہ ہم نمازِ جنازہ پڑھائیں۔ یہ سعادت آپ کے بزرگ آفیسر ریاض الحق قریشی حقی چشتی صابریؒ کے حصہ میں آئی۔ نمازِ جنازہ میں مختلف سلاسل کے بزرگ، مشاہیر، قلم نگار، اہلِ محبت اور دوسرے احباب کی کثیر تعداد شامل تھی۔ یہاں سے آپ کا جسد خاکی ایمبولینس کے ذریعے آبائی قصبہ اروپ، ضلع گوجراں والا میں لے جایا گیا۔ جہاں قصبہ کے افراد کی کثیر تعداد پہنچنا شروع ہوگئی اور نمازِ مغرب کے بعد محلہ چیمیاں میں آبائی قبرستان میں نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔ اسی قبرستان میں دادا جان (بابا رحمت علی چشتی صابریؒ) اور دادی جان کے قدموں میں تربت تیار تھی۔ آپ کو سپردِ خاک کر دیا گیا۔

؎ پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

اس طرح سلسلہ وارثیہ کا یہ روشن چراغ حسین یادیں اور محبت کی روشنی پھیلا کر خود ہمیشہ کے لیے گل ہو گیا۔ علم و ادب کا ایک سنہری باب اپنے اختتام کو پہنچا۔ سلسلہ وارثیہ میں نئے لوگ آتے رہیں گے۔ ہر ایک کی سوچ اور طرزِ عمل مختلف ہوگا۔ آپ کی وجہ سے جو خلاء پیدا ہوا اس کمی کو کوئی پورا نہ کر سکے گا۔

؎ اب نہ وہ شور سلاسل ہے نہ آہوں کی صدا
لے گیا ساتھ وہ سب رونق زنداں کوئی

تصانیفات و تالیفات:

آپ نے تصنیف نگاری میں بھی مقام پایا۔ بچپن سے ہی بزرگوں سے لگاؤ کی بہ دولت تصوف اور تذکرہ نویسی کی شکل میں اپنے جذبات کا اظہار فرماتے۔ سلسلہ وارثیہ پر ریسرچ کے نتیجے میں ''کاتبِ وارث'' (دیکھیں ص،393) کے خطاب سے نوازے گئے۔ ساگر وارثی نے اپنی حیات میں 7 کتب پر کام کیا، جن سے 4 کتابیں چھپ کر منظر عام پر آ چکی ہیں۔ 3 کتب چھپ نہ سکیں جنھیں اب نئے اسلوب سے شایع کرنے کی سعی کی جا رہی ہے۔ ان سب کتب کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

☆☆☆

خیر الوارثین

خیر الوارثین آپ کی پہلی کتاب تھی۔ صفات 184 ہیں۔ حاجی سیّد وارث علی شاہؒ کے حالات زندگی پر۔ ضمناً فقیر بیدم شاہ وارثیؒ اور فقیر حیرت شاہ وارثیؒ کے حالات بھی شامل ہیں۔ 1975ء میں لاہور سے شایع ہوئی۔ جناب آصف صابری جالندھری کی تقریظ کا کچھ حصہ یادگاری کے طور پر نقل کرتا ہوں:

''زیرِ نظر کتاب [خیر الوارثین] مشتمل بر حالات سیّدنا وارث علی شاہ سربراہ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ وارثیہ و حضور قبلہ بیدم شاہ وارثی اور میاں حیرت شاہ وارثیؒ، میرے برادرِ طریقت میاں رحمت علی چشتی صابری ہر دو تھلوی مرحوم کے فرزندِ ارجمند میاں عطاء اللہ ساگر وارثی کی کدو کاوش کا نتیجہ ہے۔ میرے خیال میں [خیر الوارثین] کی نوع کی کتاب پاکستان میں پہلی بار ہی زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئی ہے کیوں کہ قبل ازیں کم از کم میری اپنی نظر سے کوئی ایسی جامع کتاب حضرات خواجگان سلسلہ عالیہ وارثیہ کے حالات پر نہیں گزری، شاید اس طرف وابستگانِ دامن وارث کی عدم توجہی کا دخل ہو یا اور کوئی سبب اس باب میں رکاوٹ بنا ہو؟

تاہم ان حالات وکوائف کے باوجود موجود گرانی کے دور میں جب کہ کاغذ، کتابت اور طباعت میں ہر گام پر مشکلات کے کوہ ہائے گراں حائل ہوں، کسی نئی کتاب کا طباعت کے زیور سے آراستہ ہو کر عوام الناس کے ہاتھوں میں پہنچا ایک معجزہ سے کم نہیں۔ چوں کہ میاں ساگر وارثی کی یہ کوشش اولین کوشش ہے اس لیے اس میں ادبی یا علمی یا زبان کی غلطیوں یا کوتاہیوں کا سرزد ہو جانا بعید از قیاس نہیں اس لیے قارئین کرام فراخ دلی سے کام لیتے ہوئے درگذر فرمائیں اور اپنے قیمتی خیالات اور مشورہ سے میاں ساگر وارثی کو مطلع فرمائیں اور ان کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ آئندہ اس سے بھی بہتر سعی کریں تا کہ وابستگان سلسلہ کو اپنے سلسلہ کے بزرگان کے حالات وواقعات سے آگاہی ہو اور ان کا ذوق وشوق ترقی پذیر ہو۔ اس تقریظ وتعارف کے لیے ''ذکر وارث، بیدم عالی مقام'' کا عنوان جو تاریخی بھی ہے اور حسبِ حال بھی تجویز کر کے پیش کرنے کی جرات کرتا ہوں

فقط والسلام

(آصف صابری جالندھری تاندلیانوالہ)

مورخہ ۱۳۔شوال المکرم ۱۳۹۵ھ

☆

حضرت فقیر عنبر شاہ وارثیؒ اجمیری نے قطع تاریخ یوں لکھا۔

کیجئے کیا تالیفِ ساگر میں بیاں
نقطہ نقطہ ہے حقیقت کا امیں

اہلِ دل اہلِ نظر کے واسطے
رہبر راہِ ہدایت بالیقیں

کہیے عنبرؔ آپ تاریخ طبع
فرحتِ وارث ہے خیرالوارثین

☆☆

Scanned with CamScanner

مشائخِ ہوشیار پور

یہ کتاب 1991ء میں لاہور سے چھپ کر منظر عام پر آئی۔ صفات 281 ہیں۔ چار باب پر مشتمل ہے۔ پہلا باب ہوشیار پور کی تاریخ اور اور ثقافت پر روشنی ڈالتا ہے۔ دوسرا باب برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی آمد پر مشتمل ہے۔ تیسرا باب تحریک آزادی پاکستان اور مسلمانوں کی قربانیوں پر مبنی ہے اور چوتھا باب وہاں کے مشائخ عظام کے حالات پر مشتمل ہے۔ اس میں چند بزرگوں کے حالات درج ذیل ہیں:

خواجہ محمد دیوان چشتیؒ۔ شاہ الٰہی بخشؒ۔ محمد خاں چشتیؒ۔ میاں علی محمد نظامیؒ۔ سیّد میراں غلام محی الدین قادریؒ۔ غلام غوث قادریؒ۔ سائیں میراں شاہؒ۔ بابا مست علی بخشؒ۔ بابا بوڑے شاہؒ۔ خواجہ عبدالخالقؒ۔ عمر دین چشتی نظامیؒ۔ شاہ بخش نوشاہیؒ۔ حافظ کرم بخش چشتی صابریؒ۔ مولوی غلام رسولؒ۔ عبدالنبی شامیؒ۔ مائی بھاگنؒ۔

اس کتاب پر جن جن احباب کے تبصرے شامل ہیں وہ درج ذیل ہیں:

تقریظ: از آصف صابری جالندھری

''یہ لگن اور شوق کی بات ہے۔ ورنہ راہ بہت ہی کٹھن اور دشوار گزار ہے، جیسے کسی نے کہا ہے

بہت کٹھن ہے ڈگر پنگھٹ کی
کیسے مَیں بھر لاؤں مدھوا سے مٹکی

لیکن باوجود اس پنگھٹ کی راہ ہونے کے میاں ساگر وارثی افتاں وخیزاں گرتے پڑتے دن رات کی کوشش وکاوش، تجسس و جستجو کے پنگھٹ پر پہنچ ہی گئے اور مدھوا سے مٹکی بھر ہی لائے۔

☆

محمد ریاض الحق قریشی چشتی حقانی

(خلف الرشید مخدوم میاں محمد عبدالحق قادری حقانیؒ)

بلغوا عنی ولو کان حرفا کے فرمان رسول مقبول کے تحت میرے محسن میاں عطاء اللہ ساگر

وارثی اپنے فریضہ سے باحسن عہدہ براہوتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور اسی یقین کامل اور عقیدہ راسخ کی مہک جس کی پیوندان کے دل میں سلسلہ عالیہ چشتیہ وارثیہ کے فیض روحانی سے عطر بیز ہے اپنے حلقہ احباب کو خصوصاً اور گردوپیش کو عموماً معطر کرنے کی امنگ لیے ہوئی [خیرالوارثین] کے بعد صحیفہ [مشائخ ہوشیارپور] کی پاکیزہ اشاعت پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

خاکپائے اولیائے عظام

محمد ریاض الحق قریشی چشتی حقانی

☆

محمد اسحاق بھٹی

(ایڈیٹر سہ ماہی المعارف، ادارہ ثقافت اسلامیہ۔کلب روڈ، لاہور)

تذکرہ رجال سلامی تاریخ کا ایک اہم موضوع ہے۔مسلمان مورخین اور تذکرہ نگاروں نے اس پر بے پناہ کام کیا ہے اور کررہے ہیں۔بعض حضرات نے کسی ملک بعض نے کسی صوبے اور بعض نے کسی ضلع اور علاقے کے علماء وفضلا اور صوفیا ومشائخ کے حالات قلم بند کیے ہیں۔یہ بہت بڑی اور اہم خدمت ہے جو اہلِ علم نے سرانجام دی ہے۔[مشائخ ہوشیارپور] اس موضوع کی کتابوں میں ایک قابلِ قدر اضافہ ہے۔

☆

ادریس صدیقی وارثی

(آستانہ فقیر حیرت شاہ)

عموماً دیکھا گیا ہے کہ صوفیائے کرام اور اولیائے عظام کے تذکروں میں حسن عقیدت کی جلوہ گری زیادہ ہوتی ہے، لیکن اگر عقیدت کی مہک میں تحقیق کا پسینہ بھی شامل ہوتو لکھنے کا حق ادا ہوجاتا ہے۔میاں ساگر وارثی نے یہ حق اسی شان سے ادا کیا ہے۔

☆

راجا رشید محمود

[ایڈیٹر ماہنامہ ''نعت'' لاہور]

Scanned with CamScanner

محترم عطاء اللہ ساگر وارثی کی تالیف میں اخلاص پرور روشنیوں کا عکس ہے۔ روح کی گہرائیوں تک اتری ہوئی، روشنیاں ہی تاریخ و تحقیق کے بیج کو قوت نمو بخشتی ہیں۔ محترم ساگر وارثی تحقیق و تفحص کے جنگل کی جھاڑیاں کاٹ تراش کر تاریخ کی نئی منزلوں کے کولمبس نظر آتے ہیں۔ | مشائخ ہوشیار پور | ایک صاحب علم اور صاحب معرفت کی تالیف ہے۔ یہ محض مشائخ عظام کا تذکرہ ہی نہیں، تاریخ کے کھوئے ہوئے صفحات کی بازیابی کی نوید بھی ہے۔ اس میں صرف حقیقت و معرفت کی دنیائیں اور طریقت کے عمیق سمندروں کی تہوں سے نکالے ہوئے لؤلوئے لالہ ہی آنکھوں کو نہیں چندھاتے، تحریک پاکستان میں ہوشیار پور کا کردار بھی اجاگر ہوتا ہے۔

☆

مصرعہ تاریخ

میاں آئی ایچ فاروقی

(بی اے بی ٹی ہیڈ ماسٹر فیصل آباد)

مرحبا علامہ ساگر وارثی مشائخ ہوشیار پور تم نے لکھی
طرز تحریر و ادائے دل نشیں تو معنی محبت وارثی
مصرعہ تاریخ فاروقیؔ سنا
نغمہ ے بار حُبِ اولیاء

☆☆

تذکرہ شعرائے وارثیہ

یہ کتاب 1993ء میں لاہور سے شایع ہوئی۔ 244 صفحات پر مشتمل ہے۔ 100 کے قریب شعرائے وارثیہ کا ذکر ہے۔ سلسلہ وارثیہ کے ضمن میں یہ تذکرہ بہت ہی بڑی کاوش ہے جسے ساگر صاحب نے مختلف کتب خانوں کو کھنگال کر ہمارے سامنے ایک گلدستہ کی شکل میں پیش کیا۔ اہل قلم جنہوں نے اپنے تاثرات رقم کیے، درج ذیل ہیں:

Scanned with CamScanner

پیش گفتار

(حکیم محمد موسیٰ عفی عنہ)

حمد محمودے کہ در جملہ صور
شد با انوارِ محمد جلوہ گر

۴۴۔۱۹۴۳ء کی بات ہے جب کہ میرا لڑکپن تھا، امرتسر کے مشہور ''چوک فرید'' سے اگلا چوک جس کا نام ''ڈھوے والا چوک'' تھا، ایک شیخ صاحب فروٹ کی دکان کرتے تھے، ہر رات ان کی دکان کے باہر ایک محفل منعقد ہوتی تھی جس میں شعروادب اور فنونِ لطیفہ سے دل چسپی رکھنے والے احباب تشریف فرما ہوتے تھے۔ ان میں سے تین احباب کو تو میں بہ خوبی جانتا تھا۔ ایک تو امرت سر کے رئیس میاں شیخ حبیب اللہ جو موسیقی کے استاد مانے جاتے تھے، دوسرے مشہورِ زمانہ بینڈ ماسٹر عالم گیر خاں اور تیسرے فاضل محترم میر منظور ولی وارثی ہر روز موجود ہوتے تھے۔ اس محفل میں ہفتہ عشرہ بعد ایک احرام پوش بزرگ نظر آجاتے تھے جو میرِ محفل کی حیثیت سے رونق افروز ہوتے تھے۔ اس احرام پوش کی ہیت کذائی ننگے سر، ننگے پاؤں، لمبے بال، خوش شکل، فربہ بدن، آنکھوں پر چشمہ، میرے لیے ایک نئی اور عجیب بات تھی۔

آخر یہ بزرگ ایک روز ظہر کے وقت میرے والد ماجد قبلہ کی ملاقات کے لیے تشریف لے آئے تو میں نے بڑے بھائی (حکیم محمد جلال الدین مرحوم) سے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے بتایا ''یہ ہیں مشہور صوفی شاعر فقیر حیرت شاہ وارثیؒ جالندھری'' اس کے بعد بھائی صاحب مرحوم مغفور نے سلسلہ وارثیہ اور فقیر حیرت شاہ صاحب سے مزید متعارف کرایا۔ پھر کچھ عرصہ بعد میں نے انہیں مخدوم العلماء علامتہ الدہر حضرت قبلہ محمد عالم آسی (امرتسری) کے پاس دیکھا، وہ حضرت آسی سے علمی استفادہ واستفاضہ کررہے تھے۔ ازاں بعد حضرت خواجہ میاں محمد شاہ چشتی نظامیؒ (بستی نو۔ ہوشیار پور) کے عرس شریف کی محافل میں انہیں رونق افروز دیکھا تو اجنبیت یکسر ختم ہوگئی۔

پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد فقیر حیرت شاہؒ نے چنیوٹ کے قریب دریائے

چناب کے کنارے ڈیرہ ڈال لیا تھا اور نام اس کا رکھا تھا "مقامِ حیرت" یہ بورڈ میں نے ادھر سے گزرتے ہوئے پڑھا تھا، مگر سیلاب کی تباہ کاریوں نے انہیں کراچی منتقل ہونے پر مجبور کر دیا۔ حضرت الحاج فقیر حیرت شاہ وارثیؒ پاک پتن شریف حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے عرس مقدس میں ضرور شرکت فرماتے تھے اور میرے مرشد فرید العصر میاں علی محمد خان چشتی نظامیؒ سے بڑی گہری عقیدت کا اظہار کرتے تھے۔ سرکار خواجہ گنج شکرؒ کے عرس شریف پر حضرت صوفی شرف الدین وارثی میرٹھی، صوفی خادم شاہ وارثی امرتسری، جناب منور شاہ وارثی ایڈووکیٹ جو میرے بڑے بھائی حضرت حکیم شمس الدین صاحب کے کلاس فیلو تھے اور فقیر حیرت شاہ وارثی جناب حکیم صاحب موصوف کے ہاں چائے پر مدعو تھے۔ اس محفل عشاق گنج شکر میں احقر بھی پہنچ گیا اور ان حضرات کو چائے وغیرہ پیش کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ فقیر حیرت شاہ صاحب نے حاضرین میں سے ایک شخص کو فرمایا:۔

"حکیم صاحب حضرت میاں صاحب قبلہ کے دامن گرفتہ ہیں۔"

دامن گرفتہ کی اصطلاح نے بے حد محظوظ کیا۔

حضرت شاہ صاحب موصوف کے وصال کے چند سال بعد یہ معلوم ہوا کہ مخدومی حضرت پیر غلام قادر اشرفی ضیائی قلندر لالہ موسیٰؒ حضرت حیرت شاہ صاحب سے گہری عقیدت رکھتے تھے اور شاہ صاحب ان کے ہاں کئی کئی دن تک قیام پذیر رہتے تھے۔ میرے علم میں یہ بھی ہے کہ آپ ہر سال حرمین شریفین حاضری دیتے تھے۔ لالہ غلام حسن مرحوم میونسپل کمشنر نے بتایا کہ مَیں 1928ء میں حج کرنے گیا تھا تو مدینہ منورہ میں حضرت حیرت شاہ صاحب سے ملاقات ہوئی تھی۔ لالہ جی فرماتے تھے کہ ایک نجدی نے بڑی گستاخانہ بات کی تو اس کی طرف دیکھنے لگا۔ حیرت شاہ صاحب نے فرمایا، "لالہ جی اپنا کام کیے جاؤ کتوں کی طرف دھیان نہ دو۔"

جناب محترم میاں عطاء اللہ ساگر وارثی جو الحاج فقیر حیرت شاہ وارثیؒ کے اخص الخواص مریدین میں سے ہیں اور اپنے مرشد ارشد سے کسبِ سلوک وارثیہ کے ساتھ ساتھ شعر و ادب اور تصنیف و تالیف میں ملکہ بھی حاصل کیا ہے۔ انہوں نے قبلہ حضرت سیّد وارث علی شاہؒ اور دیگر مشائخ کرام کا تذکرہ [خیر الوارثین] کے نام سے لکھا جو زیور طباعت سے آراستہ ہو کر شرف

Scanned with CamScanner

قبولیت حاصل کر چکا ہے۔ 1992ء میں ان کی نہایت گراں قدر تالیف [تذکرہ مشائخ ہوشیار پور] منصہ شہود پر جلوہ گر ہوئی جسے اہل صفا کے علاوہ تاریخ اور تذکرہ سے دل چسپی رکھنے والوں نے بہ نظرِ استحسان دیکھا۔

اب حضرت ساگر وارثی مدظلہ العالی کا ایک اور عظیم کارنامہ آپ کے پیش نظر ہے یعنی [شعرائے وارثیہ] جس میں تقریباً ایک سو وارثی شعرائے کرام کا ذکر جمیل اور ان کا کلام بلاغت نظام درج ہے۔ اس کتاب میں بانی و امام سلسلہ وارثیہ حضرت الحاج سید وارث علی اللہ اوران کے فقراء کرام اور مریدانِ باصفا کے اذکار جمیلہ کے علاوہ سلسلہ عالیہ کے تقریباً تمام نامور شعراء کے حالاتِ زندگی اور نمونہ کلام مرقوم ہے۔ لہٰذا یہ کتاب شعرائے وارثیہ کے تذکرہ کے ساتھ ساتھ اولیاء اللہ اور خدام اولیاء اللہ کے حالاتِ بابرکات کا ایک حسین و جمیل مرقع بھی ہے۔ چناں چہ حضرت ساگر وارثی کی یہ پیش کش صرف وارثی حضرات کے لیے ہی نہیں بل کہ صوفیائے کرام کے حالاتِ بابرکات سے دل چسپی رکھنے والوں کے علاوہ تاریخ سے تعلق رکھنے والوں کے لیے بھی یہ ایک بیش بہا تحفہ اور اردو ادب میں ایک قیمتی اضافہ ہے۔

پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے بعد اس طرز کے تصنیفی کاموں پر انتہائی توجہ کی ضرورت تھی، مگر افسوس کہ اربابِ علم و دانش نے اس پر کچھ توجہ نہیں دی۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ زمانہ قدیم سے مورخین بادشاہوں اور ان کے حاشیہ برداروں کے گرد طواف کرتے رہے۔ پھر انگریزی عہد میں ان کے نیاز مندوں اور اسی قبیل کے نام نہاد پیروں، خطاب یافتہ مولویوں اور ملت فروشوں کو اہمیت دے کر مسلمانوں کی تاریخ کو سقیم بنا دیا گیا ہے۔

مسلمانوں کی تاریخ کو صحیح کرنے کے لیے مجاہد علماء، مشائخ عظام، صوفیہ، غازیوں اور شہیدوں کے تذکروں کی اشاعت کی اشد ضرورت ہے۔ مشرقی پنجاب میں ہندوؤں اور سکھوں کی تباہ کاریوں اور وہاں کے خانقاہی نظام کی بربادی، مساجد و مقابر کے انہدام، لاکھوں نفوس کی شہادت، کتب خانوں کے ضیاع وغیرہ پر بھی بہت زیادہ کام ہونا چاہیے تاکہ آئندہ نسلوں اور مورخین تک یہ حقائق پہنچ سکیں۔ میں جناب ساگر وارثی کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے یہ کتابیں لکھ کر تاریخ نگاروں کو صحیح راہ دکھائی ہے۔ ان کے فرائض میں شامل ہے کہ تذکرہ [مشائخ جالندھر]

مرتب فرمائیں۔

بعض علماء حق اور بزرگانِ دین سلسلہ وارثیہ کے اکابر کے بارے میں کچھ اچھے خیالات نہیں رکھتے، جو محض ایک دوسرے سے دوری کی بنا پر ہیں۔ صاحبانِ جذب و حال ہر سلسلہ میں پائے جاتے ہیں۔ جن علماء کو ان قلندر منش بزرگوں سے ربط و تعلق ہوتا ہے وہ اس قسم کے ''تشدد'' سے باز رہتے ہیں۔ احقر نے ایک روز حضرت مولانا ابوالحسنات سیّد محمد احمد قادریؒ خطیب مسجد وزیر خان سے خطبہ جمعہ میں حضرت حاجی سیّد وارث علی شاہؒ کو خاتم الاولیاء کہتے سنا تھا۔

آخر میں یہ دعا ہے کہ قارئین کرام کو اپنے مشائخ عظام کے اتباع کی توفیق عطا ہو اور فاضل مولف سلسلہ تصنیف و تالیف جاری و ساری رکھیں۔ آمین ثم آمین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

خاک راہ دردمنداں

محمد موسیٰ عفی عنہ

(۶ رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ بمطابق یکم مارچ 1993۔ لاہور)

☆

تقریظ

(راجا رشید محمود۔ ایڈیٹر ماہنامہ ''نعت'' لاہور)

[تذکرہ شعرائے وارثیہ] میرے محترم میاں عطاء اللہ ساگر وارثی کی گراں قدر تالیف ہے۔ تذکرے تاریخ ادب کی ایک شاخ ہیں۔ ماضی قریب تک ان کی بہت اہمیت رہی، لیکن فی زمانہ اس موضوع پر کام کم کیا جا رہا ہے۔ ایسے میں [تذکرہ شعرائے وارثیہ] تذکرہ نویسی کی راکھ میں سے برآمد ہونے والی ایک روشن چنگاری ہے۔

تاریخ زمانے اور اس کے حالات و واقعات سے بحث کرتی ہے اور تذکروں میں تاریخ ساز شخصیات اور ان کے ادبی کارناموں کے احوال قلم بند ہوتے ہیں۔ تذکروں کی نایابی یا کمیابی صورت میں تاریخ اپنی درست سمت میں مرتب نہیں ہو سکتی۔ چناں چہ [تذکرہ شعرائے وارثیہ]

ساگر وارثی صاحب کا قابلِ قدر کارنامہ ہے جس میں حضرت وارث پاکؒ کے مریدین و متوسلین شعراء کا شعری کاوشوں کے حوالے سے ذکر کیا گیا ہے۔ تذکرے میں اردو کے علاوہ فارسی، پنجابی، ہندی، سنسکرت کلام کے نمونے موجود ہیں۔ موضوعات کے اعتبار سے حمد، نعت، غزل، منقبت اور ہیئت کے لحاظ سے قصیدہ، مثنوی، مسدس، مخمس، قطعہ، رباعی کے نمونے تذکرے میں پائے جاتے ہیں۔ اس طرح یہ تذکرہ ہر نوعیت سے منفرد اور بھرپور دکھائی دیتا ہے۔

حضرت وارث پاکؒ سے ساگر وارثی کی محبت و عقیدت مثالی ہے۔ انہوں نے [خیر الوارثین] کے نام سے اپنے مرشد پاک کا تذکرہ جس مثالی ارادت اور مثالی کتابت و طباعت سے شائع کیا، اسی نے مجھے بہت متاثر کیا تھا۔ پھر ان کی [مشائخ ہوشیارپور] تذکروں کی دنیا میں انوکھی کتاب کی حیثیت سے سامنے آئی جس میں حالات زمانہ اس انداز میں بیان کیے گئے ہیں کہ اس کتاب سے استفادے کے بغیر تاریخ کو پوری جزئیات کے ساتھ بیان کرنا مشکل ہوگا۔ اب [تذکرہ شعرائے وارثیہ] کے مسودے نے میرے لیے اس خوش گوار حیرت کا اہتمام کیا ہے کہ یہ درویش صفت بزرگ جانکاہی اور جاں سوزی کی کن کیفیتوں میں کیسے یہ زندہ رہنے والے کام انجام دیتے ہیں۔

تذکروں میں معاصرین کا ذکر سب سے مشکل ہوتا ہے اور کم ہی لوگ اس سے کما حقہ عہدہ براہ ہو سکتے ہیں، کیوں کہ اس میں تاثرات و تعصبات اپنا رنگ ضرور جماتے ہیں لیکن ساگر وارثی اس مشکل مرحلے میں بھی بہ طریق احسن گزر گئے ہیں اور میرے نزدیک یہ ان کی بہت بڑی کامیابی ہے۔

اللہ کریم اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ساگر صاحب کو ایسی بیسیوں کامیابیوں سے نوازے جو دراصل قارئین کرام کی کامیابیاں ہیں کہ ایسے بصیرت افروز مضامین ان کی روح و جاں کو مستیز کرنے کے لیے ملیں گے۔

26 مارچ 1993ء۔ ۲ شوال ۱۴۱۳ھ

☆

تقریظ

(محمد اسحاق بھٹی)

(ایڈیٹر رسالہ "ماہنامہ المعارف" ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور)

بعض حضرات کے انداز زیست اور مشاغل حیات سے قطعاً پتہ نہیں چلتا کہ ان کا تعلق تصنیف و تالیف اور تحریر و نگارش کے سلسلے سے بھی ہوسکتا ہے۔ میاں عطاء اللہ ساگر وارثی کا شمار انہی حضرات میں ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو لکھنے پڑھنے کی دولت سے خوب نوازا ہے۔ ان کا آبائی وطن مشرقی پنجاب کا ضلع ہوشیار پور ہے، کچھ عرصہ پیشتر انہوں نے [مشائخ ہوشیار پور] کے نام سے کتاب لکھی تھی جو شائع ہو کر قارئین کے مطالعہ میں آچکی ہے۔ یہ کتاب اپنے موضع کی منفرد کتاب ہے اور اس میں ضلع ہوشیار پور کے تمام مشائخ و صوفیائے کرام کے حالات مناسب تفصیل کے ساتھ آگئے ہیں۔ اپنے علاقے کے اہلِ علم اور اصحابِ خیر کے حالات معرض تحریر میں لانا بہت بڑی خدمت ہے جو ساگر وارثی نے انجام دی ہے۔

[مشائخ ہوشیار پور] کے بعد انہوں نے ایک اور کتاب [تذکرہ شعرائے وارثیہ] نہایت محنت اور انتہائی شوق و لگن سے ترتیب دی ہے۔ اس کتاب سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس موضوع سے متعلق ان کا مطالعہ کتنا وسیع ہے اور ان کی معلومات کا دامن کہاں تک پھیلا ہوا ہے۔

سلاسل تصوف و طریقت میں سلسلہ وارثیہ کو برصغیر میں خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس کے بانی حضرت سیّد وارث علی شاہؒ تھے، جن کا تعلق دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی ہندوستان سے تھا۔ وہ اپنے دور کے معروف روحانی بزرگ اور مشہور عالم دین تھے۔ ان کے عقیدت مندوں کا دائرہ بڑا وسعت پذیر ہے۔ برصغیر کے متعدد ممتاز شعراء ان کے حلقہ ارادت میں شامل تھے۔ ان شعرائے نامدار میں سیماب اکبرآبادی، مضطر خیرآبادی، بیدم وارثی اور اکبر وارثی کے نام خاص طور سے لائق تذکرہ ہیں۔ ان حضرت کے کلام کو برصغیر میں ہمیشہ قبولیت حاصل رہی اور بڑے ذوق و شوق سے سنا اور پڑھا گیا۔

میاں ساگر وارثی نے [تذکرہ شعرائے وارثیہ] میں تقریباً ایک سو وارثی شعراء کے

حالات وکوائف قلم بند کیے ہیں اور ان میں سے ہر شاعر کے چیدہ چیدہ اشعار بھی درج ذیل کتاب کیے ہیں۔ خود سلسلہ وارثیہ کے بانی جناب سید وارث علی شاہ کے حالات زندگی اور ان کے پسندیدہ اشعار کتاب کی زینت ہیں۔

ایک خاص سلسلے سے انسلاک و تعلق رکھنے والے ایک سو شاعروں کے حالات جمع کرنا اور ان کے کلام کا سراغ لگانا بہت بڑا محنت طلب کام ہے۔ ساگر وارثی صاحب باہمت اہل علم ہیں جنہوں نے ملازمت کی نازک ذمے داریوں کے باوجود یہ مشکل ترین مرحلہ طے کرلیا۔ انہوں نے گذشتہ دور کے شعراء کی بہت بڑی جماعت سے خوب صورتی کے ساتھ قارئین کرام کو متعارف کردیا ہے اور ان کا نمونہ کلام دے کر یہ وضاحت کردی ہے کہ وہ کس درجے کے شاعر تھے اور ان کے کلام میں کتنا نکھار اور سلجھاؤ ہے۔

[تذکرہ شعرائے وارثیہ] کا شمار آگے چل کر کتب حوالہ میں ہوگا اور برصغیر کی شعر وشاعری اور رجال پر کام کرنے والوں کے لیے یہ کتاب نہایت مفید ثابت ہوگی۔ ساگر وارثی اس خدمت علمی پر بجا طور سے مبارکباد کے مستحق ہیں۔

محمد اسحاق بھٹی

[ایڈیٹر رسالہ ''ماہنامہ المعارف'' ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور] 21۔ مارچ 1993ء

☆

قطعہ تاریخ طباعت

رقیمہ: ابوطاہر فدا حسین فدآ

[مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''مہر و ماہ'' لاہور]

خوب ہے کیا حضرت ساگر کی تصنیف منیف
حکمت و علم و ادب کا ہے شگفتہ اک چمن
اہلِ بینش کے لیے راہ حقیقت کی کتاب
اک صحیفہ طریقت نذر اہلِ فکر و فن

Scanned with CamScanner

حضرت وارثؒ کے انور و کرم سے فیض یاب
امتزاجِ خوشبوئے دیوہ سے با مشکِ خُتن
آئینہ دارِ رموز و راز ہائے حُسن و عشق
گیسوئے مشکیں احمد کا حسیں اک بانکپن
فکر سالِ طبع میں اس کے ہوئے غلطاں جو ہم
بولا ہاتف اے فدآ ''میخانہ شعروسخن''
1992ء

☆

قطعہ سالِ طبع
(آصف صابری جالندھری تاندلیانوالہ)

''بر کتاب تذکرہ شعرائے وارثیہ''
فیض وارثؒ ہے کمال شاعرانِ وارثی
شانِ حق وارثؒ خصال شاعرانِ وارثی
کُو بکُو جلوہ نما ہے چار سُو ہے ضوفشاں
اللہ اللہ یہ ''جمالِ شاعرانِ وارثی''
۱۴۱۳ھ

☆☆☆

محبوب الوارثین

[محبوب الوارثین] 1995ء میں لاہور سے شایع ہوئی۔ صفحات 244 ہیں۔ یہ کتاب حاجی سیّد وارث علی شاہؒ، فقیر اکمل شاہ وارثیؒ اور فقیر محبت شاہ وارثی پنجابیؒ کے حالات زندگی پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ احادیث مبارکہ کی رُو سے زرد رنگ کا بیان، مسئلہ گیسو، آداب

رہبراں، حقیقت عرس، سماع کی حقیقت وغیرہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ کتاب کے آخر میں شیخ حمید الدین ناگوری سوالی چشتیؒ کے مختصر حالات بیان کیے گئے ہیں۔

جن درویشوں اور مشاہیر نے اپنی آرا کو بیان فرمایا وہ درج ذیل ہیں:۔

پیش لفظ

(فقیر عزت شاہ وارثیؒ)

عزیز و محترم جناب میاں عطاء اللہ صاحب ساگر وارثی جو حضرت الحاج فقیر حیرت شاہ وارثی کے دست گرفتہ ہو کر وارثی ہیں۔ اور سوز و گداز کی سانسوں سے اپنی زندگی دنیادار ہوتے ہوئے کئی مشکلوں مصیبتوں میں مبتلا رہتے ہوئے گزار رہے ہیں۔ واقعی سوز و گداز ہی یاد یار کی نشانی جس کے لئے التجا ہے کہ سرکار عالم نواز میاں عطاء اللہ ساگر وارثی کو ہمیشہ ہی اپنے کرم، فضل اور رحمت سے نوازیں۔ سلسلہ عالیہ کے لئے شب و روز اپنے آپ کو وقف کئے ہوئے ہیں۔ علمی ذوق جو سرکار عالم پناہؒ نے عطا فرمایا۔ اس سے کام لیتے ہوئے ہمیشہ تصوف کا تاریخی پس منظر پیش کرتے رہتے ہیں۔ آج کل حضرت فقیر محبت شاہ صاحب وارثی پنجابی اور حضرت اکمل شاہ صاحب وارثیؒ کے حالات پر مطالعہ کر رہے ہیں اور اس مطالعہ کی ابتداء کے لئے مجھے لکھنے کے لئے پیش لفظ کا حصہ دیا۔ گو مَیں اس قابل تو نہیں مگر ایک عزیز محسن جو میرے بہت قریب میرے سانسوں سے واسطہ ہے۔ اسے ٹال نہیں سکتا۔ لہذا جس قدر لکھ سکتا تھا لکھا۔ اگر کوئی تحریری غلطی یا کہیں گستاخی میرے قلم سے سرزد ہوئی ہو تو معذرت خواہ ہوں۔ آخر میں میری دعا ہے کہ میرے عزیز و محترم میاں عطاء اللہ ساگر وارثی پہ سرکار عالم پناہ اپنا کرم روز محشر تک فرماتے رہیں۔ ہر مشکل ہر مصیبت میں حضور دستگیری فرمائیں۔ قبلہ عالم کا کرم ہمیشہ ان کی اولاد پر ان کے خاندان پر قایم و دایم رہے۔ تاکہ سدا یہ اپنے ذوق و شوق سے سلسلہ عالیہ اور تصوف کی خدمت کرتے رہیں۔ آمین ثم آمین۔

گدائے وارث ارثِ علیؒ

فقیر عزت شاہ وارثی

☆

Scanned with CamScanner

سخنان چند

(حکیم محمد موسیٰ عفی عنہ)

مورخ و تذکرہ نگار مشائخ سلسلہ وارثیہ فاضل محترم جناب میاں عطاء اللہ ساگر وارثی مدظلہ العالی مرید رشید حضرت الحاج قبلہ حیرت شاہ وارثی مغفور و مبرور (مزار کراچی) مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے کتاب [خیر الوارثین]، [تذکرہ مشائخ ہوشیار پور]، [تذکرہ شعرائے وارثیہ]، [تذکرہ مشائخ جالندھر] وغیرہ کے بعد اس سلسلہ عشق و مستی کے وہ بزرگوں کے حالات بابرکات رقم کیے ہیں۔

حضرت حاجی محبت شاہ وارثی پنجابی اور حضرت حافظ حاجی قاضی اکمل شاہ وارثی یہ دونوں حضرت، امام عاشقاں حضرت قبلہ حاجی وارث علی شاہ قدس سرہ العزیز کے سلسلہ عالیہ کے روشن چراغ تھے اور ان دونوں بزرگوں نے سلسلہ عالیہ وارثیہ کا نام خوب روشن کیا اور کثیر التعداد لوگوں کو تصوف کی حقانیت تسلیم کرائی اور دین اسلام کی زبردست اشاعت کی، کفار اور سرکش لوگ ان نفوس قدسیہ کی زیارت ہی سے صراط مستقیم پر گامزن ہو جاتے تھے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کے مراتب و مدارج بلند تر فرمائے اور ان کے مزارات ہمیشہ فیض رساں خلق رہیں اور ان کے تذکرہ نگار حضرت ساگر وارثی صاحب پر ان کی توجہات مبذول رہیں اور وہ ایسی ہی مفید لایق کتب لکھتے رہیں۔ آمین! ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

ماہ تاریخ تصنیف وطباعت یہ ہے

شاداب گلشن وارث

۱۴۱۵ھ

خاک راہ دردمنداں

حکیم محمد موسیٰ عفی عنہ

☆

تقریظ

محمد اسحاق بھٹی

(ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور)

سلسلہ وارثیہ سے تعلق رکھنے والے عہد حاضر کے اصحاب قلم میں میاں عطاء اللہ ساگر وارثی کا نام خاص اہمیت کا حامل ہے۔ یہ کتاب سلسلہ وارثیہ کے دو بزرگان دین عالی قدر کے حالات و سوانح پر مشتمل ہے۔ بزرگان دین کے حالات قلم بند کرنا اور اکابر کے کارناموں کو ضبط کتابت میں لانا بہت بڑی سعادت ہے جو ساگر وارثی کے حصے میں آئی ہے۔

☆

قطعہ تاریخ برائے محبوب الوارثین

میاں محمد اکرام الحق فاروقی

(سابق ہیڈ ماسٹر، فیصل آباد)

قاضی کمال و اکمل و سرخیل وارثین
اک نسخہ محبت سلطان عارفین
فاروقیؔ مصرع سادہ تاریخ خوب ہے
ساگرؔ عطا شو شارب ''محبوب الوارثین''

1995ء

☆

قطعہ تاریخ طباعت

ابوالطاہر فدا حسین فداؔ

(مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''مہر و ماہ'' لاہور)

ہیں احوال یہ وارثی سلسلے کے
خوشا ذکر و فکر محبان وارث
مرقع یہ "محبوب وارث" ہے کیا خوب
ضیا باری علم و عرفان وارث
محبت و اکمل پہ الطاف حضرت
ہیں آسودہ ظل دامان وارث
سدا رحمت حق تعالیٰ ہو ان پر
کہ تحریر ساگر ہے شایان وارث
بیاں کیا ہو وصف رخ روح پرور
ہیں جان جہاں جان جانان وارث
نبی مکرم کے لطف و کرم سے
جہاں دار دیکھے غلامان وارث
سن طبع اس کا فدا قدسیوں نے
کہا "گنج بسیار، فیضان وارث"

۱۴۱۵ھ

☆☆☆

مسودات:

مفید الوارثین

یہ کتاب ابھی منظر عام پر نہیں آئی۔ نسخہ ہذا سلسلہ وارثیہ میں جمہوریت، یکجہتی، رواداری اور ہم آہنگی کے مضامین شامل ہیں۔ اپنی نوعیت کی ایک منفرد کتاب ہے۔ اس کے پہلے باب میں اسلام اور جمہوریت، دوسرے باب میں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی بصیرت،

تیسرے باب میں غیر مسلموں کا سلسلہ عالیہ میں داخلہ اور مذہب اسلام کا قبول کرنا۔ ان کے ساتھ ہم آہنگی اور رواداری، پانچویں باب میں سلسلہ عالیہ کے وارثی سیاستدان۔

سلسلہ وارثیہ کے بانی حافظ حاجی سیّد وارث علی شاہؒ کے اکثر مریدین نے سیاست میں بھرپور اپنا کردار ادا کیا۔ بل کہ قائداعظم محمد علی جناحؒ کے ساتھ کاندھے سے کاندھا ملا کر مسلم لیگ میں انہوں نے شمولیت کر کے پاکستان کے لیے کام کیا۔ یہ ایسے مخلص وضع دار اور وفا شعار شخصیات تھیں کہ انہوں نے تن من دھن کی بازی لگا دی۔ جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو انہوں نے رفاہ عامہ کے کام شروع کر دیئے اور اس کا معاوضہ طلب نہیں کیا۔ ان میں پٹنہ (صوبہ بہار۔ بھارت) کے سیّد علی امام وارثی"، سیّد حسن امام وارثی" دو بھائی تھے جو قائداعظم کے دست راست اور مخلصین میں سے تھے۔ فقیر منور شاہ وارثی"، جناب عاشق حسین وارثی، محبوب وارثی گیاوی کے علاوہ اور بھی ایسے بہت سے وارثی تھے جنہوں نے اسلامی خدمات کے علاوہ رفاہی کام کیے۔

☆☆

ضیاء الوارثین

[ضیاء الوارثین] معروف بہ شعرائے وارثیہ حصہ دوم، ابھی تک پرنٹ نہیں ہوئی۔ یہ ایک تحقیقی کام ہے جس میں سلسلہ وارثیہ کے علاوہ دیگر بزرگان دین کے کلام کو ایک گلدستہ کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ پیش نظر کتاب میں بزرگانِ دین جو مقامی زبان میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کرتے رہے ہیں اور اپنی خانقاہوں میں بیٹھ کر درس وتدریس کے پیشے اختیار کیے ہوئے تھے۔ اک دنیا جہاں کو راہ ہدایت پر لانے کے لیے دامے، درمے، قدمے، سخنے جتن کیے ان کی مثالیں کہیں نہیں ملتیں۔ اس کی انفرادیت اس لیے بھی اہمیت کی حامل ہے یہ کلام ہندی، پوربی، گوجری اور دیگر بھاشا پر مشتمل ہے۔ جس کو پڑھنے سے بندہ محظوظ ہوئے بہ غیر نہیں رہ سکتا۔ تقریباً 76 کے قریب شعراء کا ذکر ہے، جن میں سے 13 کا تعلق وارثی شعراء سے اور 63 دیگر شعراء سے ہے۔

☆☆

آثار الواثین

خواجہ محمد دیوان چشتی صابریؒ، ساگر وارثی کے والد گرامی (میاں رحمت علی چشتی صابریؒ) کے پیر و مرشد ہیں۔ یہ کتاب حضرت خواجہ محمد دیوان چشتی صابریؒ اور بابا جی رحمت علی چشتی صابریؒ پر مشتمل ہے۔ ابھی پرنٹ نہیں ہوئی۔

☆☆

انوار الوارثین

یہ تصنیف انوار الوارثین موسوم بہ | مشائخ جالندھر | اپنے نام سے ہی اپنی عکاسی کر رہی ہے۔ حکیم اہلِ سنت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ کے توجہ دلانے پر لکھی گئی۔ یہ تصنیف چار ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلا باب: تاریخ جالندھر

دوسرا باب: پاک و ہند میں اسلام و تصوف کی بنیاد

تیسرا باب: جالندھر میں تحریک آزادی کی جدوجہد

چوتھا باب: جالندھر سے تعلق رکھنے والے تقریباً 100 مشائخ کا تذکرہ شامل ہے

☆☆☆

کُتب کا عطیہ: ساگر وارثی کو کتابوں سے لگاؤ جنون کی حد تک تھا۔ جہاں کہیں بھی جاتے، کوئی اچھی کتاب نظر آتی تو اسے خرید لیتے۔ ایک ذاتی لائبریری تھی جس میں کتب اور رسائل کی بہت بڑی تعداد موجود تھی۔ ساگر وارثی نے اپنی وفات سے چند سال پہلے یہ تمام ذخیرہ

Scanned with CamScanner

کتب قائداعظم کیمپس پنجاب یونی ورسٹی لائبریری کو عطیہ دے دیا، وہاں پر "ساگر وارثی کولیکشن" کے نام سے حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ کی کولیکشن کے ساتھ محفوظ ہے۔ آپ کی یہ خواہش تھی کہ ان کتابوں کے مطالعے سے دوسرے لوگ بھی مستفیض ہوں، یہ کتب گھر پر موجود رہتیں تو شاید ہم اس کی اتنی حفاظت اور قدر نہ کر سکتے۔ اس ذخیرہ میں سلسلہ وارثیہ کے متعلق بہت سی نایاب کتب موجود ہیں جہاں سے مکمل معلومات اس ذخیرہ سے حاصل ہو سکتی ہیں۔ آپ کے الفاظ آج بھی یاد ہیں کہ "میرے مرنے کے بعد میری کتابیں میری پہچان ہوں گی اور زندہ رکھیں گی۔"

بہ حیثیت شاعر: ساگر وارثی کو نثر کے ساتھ ساتھ شعر و شاعری سے بھی کافی رغبت تھی۔ شاعری کا ایک اپنا ہی رنگ تھا۔ آپ کی نظر سے بہت سے صوفیا کا کلام گزر چکا تھا، خاص کر سلسلہ وارثیہ کے بزرگ شعراء کرام جن میں فقیر بیدمؔ شاہ وارثی، فقیر اوگھٹؔ شاہ وارثی، سیماب اکبر آبادی وارثی، مضطرؔ خیر آبادی وارثی، فقیر حیرتؔ شاہ وارثی، قیصر وارثی قابلِ ذکر ہیں۔ ساگر وارثی کے کلام میں انہی کا عکس بھی نظر آتا ہے۔ شاعری میں ظفرؔ بریلوی جن کا تعلق شیخوپورہ سے تھا کی شاگردی اختیار کی۔

ہم ان کی راہِ طلب میں چلے تو ہیں ساگرؔ
مگر ہم عزم کو کچھ اور پائدار کریں

بہت سے مشاعروں میں شرکت کی اور خود بھی مشاعروں کا اہتمام کرواتے۔ ان میں بہت سے جو شعراء شریک ہوتے ان کے نام گرامی میں، ظفرؔ بریلوی، محویؔ جے پوری، احسان دانشؔ، اشکؔ لکھنوی، طالبؔ ہوشیارپوری، وزیرؔ جالندھری، شفاعت محملؔ، نذیرؔ قصوری، نہالؔ عزمی، عزیزؔ سہروردی، محترمہ زاہدہ کمالؔ، اشرفؔ جالندھری، رازؔ یوسفی، سرورؔ انبالوی، نظرؔ نگینوی، بسملؔ بریلوی، مسعودؔ قیصر، محترمہ حشمت آراء حجابؔ، اے ایچ قادری، کلیم مسعود، شورشؔ دہلوی، شادابؔ الٰہ آبادی، بسملؔ لکھنوی، شاعرؔ شاہجہانی، بیدلؔ حیدری اور ان کے علاوہ علامہ نذیرؔ کھتولوی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ (بزمِ معراجِ سخن لاہور: مدیر مسئول اے ڈی خان بھٹی)۔

ان مشاعروں کی روداد بھی چھپتی رہیں۔ ساگر صاحب طرحی اور غیر طرحی دونوں مشاعروں میں حصہ بھی لیتے، اپنی زندگی میں بہت سا کلام لکھا مگر ان کے وصال کے بعد صرف وہی کلام

دستیاب ہو سکا جو کسی اخبار یا رسالے کی زینت بنا۔ بقیہ کے لیے ہنوز جستجو میں ہوں۔[الما لک لاہور] کا ایڈیٹر ساگروارثی کے متعلق تبصرہ۔

''جناب ایم عطاء اللہ ساگر ہوشیار پوری کا یہ ایک نہایت اہم کارنامہ ہے کہ انہوں نے اپنے چند اہل ذوق احباب مثل جناب محویؔ جے پوری، حضرت نذیرؔ کھتولوی، حضرت ظفرؔ بریلوی، جناب کلیم مسعود قیصر، جناب نازؔ صدیقی اور دیگر احباب کے تعاون سے یہ بزم قایم کر کے پنجاب یوپی اور دیگر علاقوں کے چوٹی کے شعراء کو یہاں لاہور میں یک جا جمع ہو کر محضوظ ہونے کا اہتمام فرمایا۔ گویا دہلی اور لکھنو کی مجموعی اسلامی تہذیب کی شاہانہ یادگار کو بارہ سال کے بعد آج پھر یہاں لاہور کے اندر تازہ کر دکھلایا ہے۔''[الما لک لاہور۔اپریل 1959ء]

دستیاب کلام:

سلام بہ حضور سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یا نبی سلام و علیک یا رسول سلام و علیک
یا حبیب سلام و علیک صلوٰۃ اللہ علیک
یا نبی بگڑی بنا دو ڈوبتی کشتی ترا دو
صدقہ مولا مشکلکشاؓ ہو عاجزوں پہ کرم کما دو
یا نبی سلام و علیک یا رسول سلام و علیک
یا حبیب سلام و علیک صلوٰۃ اللہ علیک
تیرے در سے کہاں جائیں کس کے آگے دست پھیلائیں
کس کو جا کر حال سنائیں صدقہ وارثؒ بگڑی بنائیں
یا نبی سلام و علیک یا رسول سلام و علیک
یا حبیب سلام و علیک صلوٰۃ اللہ علیک
ہم عاجز تم بادشاہ ہو نظرِ کرم ، تم خیر الورٰی ہو

محبوب خدا ، مصطفیٰ ہو بگڑی بناؤ ، مشکلکشا ہو

یا نبی سلام و علیک — یا رسول سلام و علیک
یا حبیب سلام و علیک — صلوٰۃ اللہ علیک
یا نبی مولا علیؑ کا صدقہ — یا نبی کالی کملی کا صدقہ
یا نبی وارثِ علیؒ کا صدقہ — یا نبی ہندالویؒ کا صدقہ
یا نبی سلام و علیک — یا رسول سلام و علیک
یا حبیب سلام و علیک — صلوٰۃ اللہ علیک
یا نبی حسنینؑ کا صدقہ — یا نبی کاظمینؑ کا صدقہ
یا نبی غوث ثقلینؒ کا صدقہ — یا نبی نعلین کا صدقہ
یا نبی سلام و علیک — یا رسول سلام و علیک
یا حبیب سلام و علیک — صلوٰۃ اللہ علیک
تیرا ساگر بے چارا — پکڑا ہے دامن تمہارا
میرے وارثؒ خدا را — سن فریاد خدا را
یا نبی سلام و علیک — یا رسول سلام و علیک
یا حبیب سلام و علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

☆ ☆

سلامِ عقیدت بہ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

السلام اے مظہر ذات خدا السلام
السلام اے عکسِ نور مصطفیٰ السلام
السلام اے وارث بحرِ سخا السلام
السلام اے منبعِ رُشد و ہدیٰ السلام
السلام اے چارہ بیچارگاں السلام

السلام اے غم گسار ما غریباں السلام
السلام اے سجدہ گاہِ قدسیاں السلام
السلام اے رونق بزمِ جہاں السلام
السلام اے کُن فکاں کے راز دار السلام
السلام اے رموز آشکار السلام
السلام اے معین مددگار السلام
السلام اے گنج بخشؒ بحرِ زخار السلام

☆☆

سلام بہ حضورِ وارثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ

السلام اے حضرتِ مخدوم وارث السلام
السلام اے رہبرِ راہِ مقام احتشام
سب مریدوں کے دلوں میں ہے تمہارا احترام
السلام اے راز دانِ سّرِ کون و مکاں
السلام اے اے وارثِ وجہِ ظہورِ دوجہاں
السلام اے کاروانِ زندگی کے روح رواں
اے کلیدِ کامرانی واعظِ شیریں بیاں
السلام اے صاحبِ چشمِ بصیرت السلام
السلام اے دائمی مہر و محبت السلام
السلام اے رہبرِ راہِ ہدایت السلام
السلام اے واقفِ سّرِ حقیقت السلام
تیرے ساگر وارثی کا دست بستہ السلام
السلام اے وارثِ ہم بے کسوں کا السلام

☆☆

Scanned with CamScanner

سلام بہ حضور وارث پاک رحمۃ اللہ علیہ

السّلام اے وارثِ دنیا و دین السّلام
السّلام اے وارثِ حق کے امیں السّلام
السّلام اے وارثِ کارساز ما السّلام
السّلام اے وارثِ فخرِ اتقیاء السّلام
السّلام اے وارثِ دیوہ نگر السّلام
السّلام اے وارثِ فقراء دستِ نگر السّلام
السّلام اے وارثِ حبیبِ خدا السّلام
السّلام اے وارثِ نورِ خدا السّلام
السّلام اے وارثِ فخرِ کون و مکاں السّلام
السّلام اے وارثِ جانِ عاشقاں السّلام
السّلام اے وارثِ عالم پناہے السّلام
السّلام اے وارثِ جادو نگاہے السّلام
تیرے ساگر کا جان و دل سے السّلام
قبول کیجیئے شاہا ایک بیکس کا السّلام

☆☆

سہرا بہ حضور وارثِ پاکؒ

میرے وارثؒ تیرے قربان رشکِ عاشقاں سہرا
بشکلِ نور محمد ہے ہر سُو ضوفشاں سہرا
گندھا کر لائے روح الامیں خواجگاں سہرا
مبارک ہو تجھے اے خواجہ خواجگاں سہرا
درودوں کی لڑیوں سے سجایا زرفشاں سہرا

Scanned with CamScanner

خدا رکھے اچھوتا ہے سراپا گلستان سہرا
بگڑی بن جائے جو دیکھے محمد دیوانؒ سہرا
میرے مولا قبول ہووے گدائے چشتیاں سہرا
تیرے وارثی کا ہو قبول آستاں سہرا
مشتاقؔ و شاہ محمدؔ ہیں تیرے مدح خواں سہرا

☆☆

چادر شریف

میرے آقا میرے وارثؒ میرے سرکار کی چادر
شرابِ معرفت کے مست بادہ خوار کی چادر
ملا رتبہ جسے ولیوں میں سب سے افضل و برتر
علیؓ و فاطمہؓ کے لیے اسی دلدار کی چادر
ملائکہ نے قُل ھو واللہ کے رنگ سے رنگا اس کو
بسائی لَا اِلٰہ کے عطرے سرکار کی چادر
غلامانِ غلام آئے ہیں لے کر اپنے مُرشد کی
جو ہیں سردار ولیوں کے لیے اس سردار کی چادر
تو وسعت دیکھا منکر بروز حشر چادر کی
غلاموں کو چھپا لے گی شہہِ ابرار کی چادر
رکھو پلکوں پہ تم اس کو اور دیکھو دل کی نظروں سے
جو غم خوار ہے غلاموں کا ہے اس غم خوار کی چادر
ادب سے چل کر اے ساگر اٹھاؤ سر پہ اب اپنے
یہی تو ہے رسول اللہ کا عاشق زار کی چادر

☆☆

منقبت بہ حضور وارث پاک رحمۃ اللہ علیہ

وارثِ علیؑ عالم پناہے — بر حالِ من یک نگاہے
در ہر مشکل وسیلہ ترا دارم — تو شاہِ خوباں عزو جاہے
بہ چکے مدتے مد گم ز حیرت — چہ چارہ کنم کہ باتو ہمراہے
ندانم تا کجا ترا بندہ نوازی — درِ کویت خلق را سجدہ گاہے
ساگر مسکین ترا دامن گرفتہ
نظر کن برادِ گاہے بگاہے

☆☆

غزلیات

(1)

کوئی کرن امید کی پیشِ نظر نہیں
در پیش شامِ غم ہے امیدِ سحر نہیں

جاتا ہوں دیکھئے دل مضطر ہے کہاں
وارفتگی شوق میں یہ بھی خبر نہیں

جوشِ جنوں میں جیب وگریباں کی دھجیاں!
ساگر جو باقی ہیں وہ ابھی منتشر نہیں

☆☆

(2)

جس کو ہم سمجھے ہیں مشکل سیئے لاحاصل نہیں
جستجوئے یار کرنا تو کوئی مشکل نہیں

جادۂ دشت جنوں میں کیوں بھٹک کر رہ گئے
کیا طریقِ عشق میں باقی کوئی منزل نہیں

عبرت آموز فنا تھی ہستی جام حباب
عافیت کا ذکر کیا وہ بھی لبِ ساحل نہیں

میکدے میں حال روشن تھا ہر اک مے نوش کا
چشم ساقی گر رہی مخمور پر غافل نہیں

ہاتھ کیوں کانوں پہ تم نے رکھ لئے منہ پھیر کر
کیا میری یہ داستاں سننے کے بھی قابل نہیں

تو نوازے اپنی رحمت سے زہے نصیب
یہ تیری شانِ کرم ہے مَیں تو اس قابل نہیں

جی رہے ہیں ہم یہ فیضِ غم یہ ہے شانِ کمال
ورنہ مٹ جانا محبت میں کوئی مشکل نہیں

یہ بھی سوچا تم نے اے شکوہ سرامانِ نشاط
زندگی طوفان ہی طوفاں ہے کہیں ساحل نہیں

بے نوا ساگر کو اکثر آپ نے دیکھا تو ہے
گو وہ زندہ ہے مگر بے چارہ زندہ دل نہیں

☆☆

(3)

جام صہبا چھین کر ساقی سے بے باکانہ ہم — کھینچ لائے موجِ مے کو تا لبِ پیمانہ ہم
شیشہ و ساغر بھرے رہتے ہیں بزمِ یار میں — دیکھنے آئے ہیں ساقی گردشِ پیمانہ ہم
برہمئے جوش و وحشت ہے کہ تکمیلِ جنوں — آتے آتے راہ پر پھر ہوگئے دیوانہ ہم
جذبہ وارفتگی تھا یا کہ ساقی کی کشش — بے خودی میں آگئے خود تا درِ میخانہ ہم
کثرتِ جذبات سے دل کو نہ یکسو کر سکے — خود ہی سنبھلے دیکھ کر پھر جلوۂ جانانہ ہم
گر مئے حسن نقابی کا اثر کیا خاص ہو — لائے ہیں دل میں ازل سے سوزشِ پروانہ ہم

Scanned with CamScanner

توبہ ہم کر لیں مگر دل کی امنگوں کا علاج
چھوڑ دیں اب کیسے ساگر مشربِ رندانہ ہم

☆☆

(4)

نقشِ پا کو بھی کچھ اپنے آشکار کریں　　تلاش کو بھی پھر ہم اپنی پختہ کار کریں
ہماری راہ میں حائل جو خار آ جائیں　　تو جستجو میں نہ ہم اپنی خون خار کریں
کون جانے ہے تیری بزم کے یہ راز و نیاز　　اِک ہمیں ہیں جو تیرا راز آشکار کریں
شمع جل جائے تڑپتا رہے پروانہ مگر　　حیف در چشم نہ ہم اپنی آبدار کریں

ہم ان کی راہِ طلب میں چلے تو ہیں ساگر
مگر ہم عزم کو کچھ اور پائدار کریں

☆☆

(5)

بھری محفل میں اپنی آج وہ تصویر دیکھیں گے　　مقابل آئینہ کے حسن کی تنویر دیکھیں گے
سنا ہے وہ مآلِ نالۂ شب گیر دیکھیں گے　　ہم اپنے آہ و سوزاں کی ذرا تاثیر دیکھیں گے
وہ موسیٰؑ تھے جنہیں اِک بار نظارہ ہوا مشکل　　تیری پردہ بہ پردہ یار ہم تصویر دیکھیں گے
وفا نا آشنا بے بہر تیرے بے قراری کی　　چل اے عزمِ محبت چل ذرا تاثیر دیکھیں گے
حریم ناز کے پردے اٹھا دے آرزو یہ ہے　　تیرے جلوؤں کی دل پر آج ہم تاثیر دیکھیں گے

وہ مجھ سے بدگماں رہتے ہیں غیروں کے مقابل میں
چلو ساگر ہم اپنی خوبیِ تقدیر دیکھیں گے

☆☆

Scanned with CamScanner

(6)

وہی ان کے انداز ہیں کافرانہ ادا قاتلانہ نظر ساحرانہ
جہاں بھی سنو ، ہے انہی کا ترانہ شکایت ہے ان سے مگر دوستانہ
تمہاری اک انگڑائی کا یہ اثر ہے تصدق ہے ہر شاخ گل والہانہ
تصور میں آئے تو اس طرح آئے کہ ناز و انداز تھا کافرانہ
یہ باتیں ہیں دل کی انہیں دل ہی جانے محبت کا سمجھا نہ کوئی افسانہ
نگوں سر ہوں یہ چاند سورج ستارے انھیں گر قدم تمہارے غازیانہ
سنو تو اسے تم ذرا گوش دل سے نہ پھر سن سکو گے تم ایسا فسانہ
کرو صبر تم اپنی مجبوریوں پہ
ہے ساگر یہی اب نظام زمانہ

☆☆

(7)

شوقِ سجدہ کیوں تلاشِ آستاں میرے لیے
بے نیاز آستاں سے امتحاں میرے لیے
حُسن کی بیرنگیاں عالم میں تشت از بام ہیں
عشق رُسوا ہے مگر رازِ نہاں میرے لیے
جلوہ ہائے قدس کی رعنائیاں تھیں دلفریب
دور تھا کیا کچھ مکان سے لامکاں میرے لیے
باغباں سچ تو بتا تیری حمیّت کیا ہوئی
چار تنکوں کا یہ رکھا آشیاں میرے لیے
میری نغمہ سنجیوں سے پتا پتا مست ہے

نخل کیا سارا چمن ہے گل فشاں میرے لیے
پا شکستہ ، دور منزل دشت ویران دور منزل
رہ نما لیکن ہے گردِ آسماں میرے لیے
سجدہ شوقِ جبیں کا جذبہ کامل ہے یہ
صورتِ کعبہ ہے ، ان کا آستاں میرے لیے
ہو نہ جس کو ربط کچھ بھی سوز و ساز و عشق سے
ساگرؔ ایسا چاہیئے اک رازداں میرے لیے

☆☆☆

Scanned with CamScanner

مکاتیب اکابرین بنام ساگر وارثی

محترم عالی مقام جناب ساگر صاحب

سلام مسنون

کل ایک لفافہ لکھا تھا۔مل گیا ہوگا؟

ضروری ترامیم بھی عرض کیں تھیں۔آج ایک اور بات سمجھ آئی ہے یہ بھی تبدیل کر دیں

سرکار گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یہ لکھا تھا کہ

''دامن گرفتہ'' کی اصلاح نے میرے ذہن کو گرفت میں لے لیا۔

''دامن گرفتہ'' کی اصطلاح نے بے حد محضوظ کیا

قطعہ تاریخ بھی عنقریب بھجواؤں گا۔

والسلام

حکیم محمد موسیٰ امرتسری

2/3/93

☆☆

Scanned with CamScanner

عزیز ان جاں میاں عطاء اللہ سلمہ الرحمن

اسلام وعلیکم:

مزاج شریف!

تم لاہور ہو معلوم ہوا۔ میرے مکان پر بھی آئے تھے۔ دوسرے دن میں بہت انتظار کرتا رہا مگر تم نہ آئے۔ مکی صاحب نے بالکل آنا جانا چھوڑ دیا ہے۔ صرف تیسرے چوتھے روز عظیم صاحب آجاتے ہیں۔ وہ بھی یہ سلسلہ غزل کی کچھ عجیب دنیا ہے اور عجیب دنیا کے لوگ ہیں۔ میں کراچی سکونت اختیار کرنے کا انتظار کر رہا ہوں۔ ممکن ہے آخیر اس سال یا شروع مئی میں کراچی مع اہل وعیال کے آجاؤں۔ میں نے تمہیں لکھا تھا کہ تم ہمارے لیے بھی کسی رہائش کا کراچی میں انتظام کرو۔ مگر اس مسئلہ پر کچھ جواب نہیں دیتے ہو۔ خیر خوش رہو۔ بچوں کو پیار اور دلہن کو دعا کہنا۔ گھر کے سب لوگ دعا کہتے ہیں۔ 6 مارچ کو قلعہ شیخوپورہ میں مشاعرہ سرکاری تھا۔ وہیں کسی نے کار بھیج کر مجھے بھی بلایا اور بعد مشاعرہ مجھے پچاس روپیہ دے کر کار ہی پر رات کے تین بجے مجھے میرے مکان لاہور پہنچا دیا۔ قلعہ شیخوپورہ کے مشاعرہ کی غزل یہ ہے۔

مصرع طرح تھا:

ہمیں یہ کیسے یقین آئے چمن سے کانٹے نکل گئے ہیں

تم ہر خط میں اپنا پورا پتہ ضرور لکھ دیا کرو، پہلی غزل تم نے شایع کرائی یا نہیں تحریر کرنا

ظفر بریلوی

☆☆

Scanned with CamScanner

منگل 6، نومبر 1989ء

قبلہ میاں صاحب۔ السلام علیکم

توقع ہے آپ بہ فضلِ باری تعالیٰ بہ خیریت ہوں گے۔ آپ کی جانب سے سرکار پناہؒ کے عرس مبارک کا دعوت نامہ میرے لئے اعزاز کی حیثیت رکھتا ہے۔ میری دلی خواہش ہے کہ اس مقدس موقع پر شریک ہوکر سعادت حاصل کرسکوں اور آپ کی قدم بوسی کا شرف بھی میرا مقدر ہو سکے۔ مَیں انشاء اللہ کل یعنی 7 نومبر کو سکھر کے لئے روانہ ہورہا ہوں اور وہاں سے 8 نومبر کو کوئٹہ جانا ہے جہاں 10 نومبر کو منعقد ہونے والے کل پاک وہند مشاعرے میں شریک ہونا ہے۔ کوئٹہ ہی میں 11 نومبر کو ایک شعری مجموعے کی تقریبِ رونمائی میں بھی شرکت کرنا ضروری ہے اور اسی موقع پر اس بات کی حتی الامکان کوشش کرنی ہے کہ 12 نومبر کو وہاں سے رخصت کی اجازت مل جائے۔ چوں کہ کوئٹہ میں میرے استادِ محترم قبلہ رشید انجم صاحب بھی موجود ہیں اور مذکورہ بالا دو روزہ تقریب کا اہتمام بھی انہی کے زیرِ نگرانی ہورہا ہے اس لئے اس بات کے امکانات بہت کم ہیں کہ وہاں سے 12 نومبر کو رخصت کی اجازت مل سکے۔ اسی لئے آپ کی جانب سے ارسال کردہ دعوت نامہ اپنے ساتھ ہی لئے جارہا ہوں تاکہ انھیں جلد رخصت کی اجازت کے لئے آمادہ کیا جاسکے۔ اب دیکھئے سرکار وارث پاکؒ کو کیا منظور ہے۔ ویسے بھی میری ایک عرصے سے دلی تمنا ہے کہ آپ حضرات سے بالمشافہ ملاقات کرسکوں۔ آپ بھی دعا فرمائیے کہ مجھے اپنے مقصد میں کامیابی ہو سکے۔ آمین!

اپنے نعتیہ مجموعے [شمس الضحیٰ] کی اشاعت کے بعد آج کل میں اپنے غزل کے مجموعے [یم تحریک] کی اشاعت میں بھی مصروف ہوں۔ میری کوشش ہے کہ یہ مجموعہ جنوری 1990ء میں اشاعت کے مراحل طے کرسکے۔ توقع ہے کہ مجھ ناچیز کو دعاؤں میں یاد رکھیں گے اور سلسلہ خط وکتابت بلا تعطل جاری رہے گا۔

میری جانب سے احباب کی خدمت میں آداب۔

آپ کی عاؤں کا طالب

قمر وارثی (اورنگی ٹاؤن۔ کراچی 41)

جون ۲۰۱۱ء
سید عارف محمود رضوی
اشرفیہ، بلی پورہ روڈ، گجرات شہر

محترم المقام حضرت ساگر وارثی صاحب

سلام مسنون

آپ کی محبتوں کا نزول [تذکرہ شعرائے وارثیہ] کی شکل میں ہوا۔ میرے ایک دوست کراچی میں [پاکستان کے نعت گو شعراء] پر کام کر رہے ہیں۔ اس کتاب کی پہلی جلد منظر عام پر آ چکی ہے جب کہ دوسری جلد زیر ترتیب ہے۔ اس حوالے سے نعت گو شعراء کی ایک لمبی فہرست انہوں نے اس احقر کو بھی ارسال کر رکھی ہے تا کہ ان کے کوائف کے حصول میں صاحب تذکرہ کی معاونت کر سکوں۔ اپنے ذخیرہ کتب میں موجود تذکروں سے جن حضرات کے حالات میسر آ سکے ان کی فوٹو اسٹیٹ نقل انہیں مہیا کر رہا ہوں۔ حضرت صوفی وارثی میرٹھی کے حالات زندگی تک رسائی کے لیے مخدوم ملت حضرت حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری مدظلہ العالی سے رجوع کرنے ہی والا تھا کہ کل آپ کی عنایت سے [تذکرہ شعرائے وارثیہ] میرے کتب خانہ کی زینت بنا جس سے مرحوم شاعر کے کوائف میسر آنے سے میری الجھن کا خاتمہ ہوا۔ اس حوالے سے مَیں اسے تائید غیبی کے سوا اور کیا نام دے سکتا ہوں۔

[تذکرہ شعرائے وارثیہ] کے مطالعہ سے جہاں میرے لئے بے شمار نئی معلومات کا اضافہ ہوا ہے۔ وہیں پہ یہ بات میرے لیے بے حد خوش گوار حیرت کا سبب بنی ہے کہ حضرت حامد الوارثی ضلع گجرات کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے تھے۔ ضلع گجرات کے مقامی شعرائے کرام پر میرے دو ایک مہربان کام کرتے رہے ہیں۔ ان کی آسانی کے لیے یہ احقر بھی ضلع گجرات سے تعلق رکھنے والے شعراء کی تلاش میں ادھر ادھر بہت پھرتا رہا ہے۔ اس تگ و دو سے کئی ایک گم نام شاعر حضرات منظر عام پر آئے اور ہم اپنے طور پر اپنے کام تک مکمل سمجھ رہے تھے کہ آپ کی جانب سے علامہ حامد الوارثی کے گجراتی نژاد ہونے کے انکشاف سے ہمیں اپنے تحقیقی کام کے نامکمل ہونے کا احساس دامن گیر ہو چلا ہے۔ حضرت حامد الوارثی کیا بقید حیات ہیں۔ اس صورت

Scanned with CamScanner

میں وہ کہاں پر قیام فرما ہیں۔ تا کہ ان سے رابطہ کر کے ان کے مفصل کوائف حاصل کئے جا سکیں۔ [پاکستان کے نعت گو شعراء] جلد دوم کے لیے ان کے حالات تفصیل درکار ہیں۔

حضرت وارث پاکؒ پر لکھی جانے والی اردو کتب میں آپ نے [آفتابِ ولایت] کے مصنفہ پروفیسر فیاض احمد کاوش وارثی کا ذکر نہیں فرمایا۔ یہ کتاب مطبوعہ کراچی ہے۔ مگر لاہوری مکتبوں سے بھی دستیاب ہے۔ کیا ہی اچھا ہو جو کسی دن اسی طرح بیٹھے بٹھائے [خیر الوارثین] اور [تذکرہ مشائخ ہوشیار پور] بھی میرے شامل حال ہو جائیں۔ امید ہے کہ آپ مع بہ خیر ہوں گے۔

خیر اندیش

عارف مہجور، گجرات

☆☆

13-6-1995

انجمن جمالیہ جامع جمال القرآن و جامع مسجد شاہ نور جمال

آستانہ شاہ نور جمال ج ب 279 پینسرہ گوجرہ روڈ، فیصل آباد

عزیز عقیدت مند عطاء اللہ صاحب

السلام علیکم! آپ کا خط ملا۔ تعارف ہوا امید ہے کہ اللہ کریم کی رحمت سے آپ رو بہ صحت خیریت اور بہ خیریت ہوں گے۔ سردار محمد خلیفہ صاحب نے آپ کا تعارف کروایا ہے۔ میں مندرجہ بالا ایڈریس مذکورہ جگہ پر حضرت والا محترم کی خدمت میں مقیم ہوں خاندانی شجرہ نصب عن قریب چھپ رہا ہے آپ کا ایڈریس نوٹ کر لیا گیا ہے اور انشاء اللہ الفرم چھپنے پر لازمی آپ کو ارسال کر دیا جاوے گا اور کار لائق سے ارشاد ہو۔

باقی سب خیریت ہے۔

سیّد مقبول احمد آستانہ حضرت شاہ نور جمال

ابی حامد الغزالی ایجوکیشنل سوسائٹی

☆☆

Scanned with CamScanner

الحاج مفتی علامہ سیّد افتخار احمد حسین
معروف بہ شہزادہ سولم
درگاہ محبوب ذات ۔ دربار شریف منڈیر سیّداں۔ ضلع سیالکوٹ
25-1-1980

گرامی قدر جناب میاں ساگر وارثی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

جناب کا نوازش نامہ آج ملا۔ حضرت محبوبِ ذات پر دو اور اُن کے شجرہ طریقت اور شجرہ نسب سے متعلق بھی دو علاوہ کتب تصنیف ہو چکی ہیں۔

آپ کو ایک کتاب ارسال کر رہا ہوں جس میں مختصر حالاتِ زندگی محبوبِ ذات حضرت سیّد احمد حسین گیلانی رقم ہے۔ کتاب کے آخر میں منظوم شجرہ ہائے طریقت ونسب چار زبانوں میں درج ہیں ۔امید ہے آپ کو اس سے کافی مدد ملے گی۔

اولیائے ساہیوال سے متعلق آج تک کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ لہذا اس کو ارسال کرنے سے قاصر ہوں۔

والسلام
سیّد افتخار احمد حسین

☆☆

ھوالوارث

مزاج گرامی

اللہ تبارک تعالیٰ کا بڑا ہی احسان ہے کہ بطفیل مصطفیٰ بخیریت سے گھر پہنچا دیا۔ حسب پروگرام میں 4:20 پر آپ کے دفتر پہنچا تھا۔ مگر معلوم کرنے پر پتہ لگا کہ آپ گھر کو روانہ ہو گئے تھے۔ بڑا ارادہ تھا کہ جناب مرزا صاحب کی عیادت کو آپ کے ساتھ چلیں گے مگر بدقسمتی جانے کہ دوبارہ آپ سے ملاقات نہ ہو سکی بہر حال آپ کا جانا ہو تو میرا اسلام علیکم عرض پیش کر دیں ان کی صحت کے لیے معلوم کر لیں اگر ہو سکے تو طبیعت سے آگاہ فرمائیں۔ [مصنف بیدم] ابھی میں نے خرید لی تھی اور وہ رُدل کی کتاب مل گئی تھی۔ یہ ممکنات میں سے ہے کہ مولا نے کریم آپ سے اسی ماہ میں دوبارہ ملاقات کروا دے۔ بہر حال اللہ کو جو منظور ہے وہ ہوگا۔ میری طرف جملہ عزیزان کو درجہ بہ درجہ سلام علیکم۔

فقط مخلص بندہ

حاجی سخاوت خاں وارثی شکار پور

از شکار پور۔ مورخہ 3 مئی، 1983ء

☆☆

محترم عطاء اللہ ساگر وارثی صاحب

السلام علیکم۔ [تذکرہ شعرائے وارثیہ] کی وساطت سے آپ کا تعارف پہلے ہی سے تھا، اب میرے ایک عزیز قاضی راشد عزیز وارثی نے آپ کی تصنیف [محبوب الوارثین] کے بارے میں آگاہ کیا ہے۔ براہِ کرم اس کتاب کی دو کاپیاں بہ ذریعہ VPP ارسال فرما دیجئے یا ان کی قیمت اور ڈاک خرچ سے مطلع فرما دیجئے تا کہ مطلوبہ رقم پیشگی بہ ذریعہ بنک ڈرافٹ یا منی آرڈر بھیجی جا سکے۔

محتاجِ دعا

رئیس احمد (کمشنر آفس، راولپنڈی)

☆☆

قابلِ صد احترام جناب میاں صاحب

سلام قبول فرمایئے۔ نوازش نامہ ملا۔ اس عنایت اور کرم کا شکریہ۔ ارمز ٹانڈہ کے بارے میں جو معلومات آپ نے فراہم کی ہیں وہ مفید، اہم اور کافی ہیں۔ آپ ذرا ''بنگا'' کے بارے میں مزید کچھ مل جائے تو احسان ہوگا اور گولا عرف بنگا کے گاؤں ''پنہائی'' کے بارے میں اگر کچھ مل سکے تو نوازش ہوگی۔ اور ہاں ''جنڈ'' کے ساتھ کوئی لاحقہ یا سابقہ بھی تھا امید ہے کہ اس طرف ضرور توجہ دیں گے۔

وسط اکتوبر میں لاہور کا پروگرام ہے حاضری دینے کی کوشش کروں گا۔ اور کیا لکھوں۔ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو ضرور لکھیے گا۔ اور ہاں آپ کا گاؤں کون سا تھا؟ انڈیا میں۔

سب احباب کو سلام کہیے۔ جواب سے جلد آگاہ فرمایئے گا۔

گناہ گار روسیاہ کار

ع،م، چوہدری ایم۔اے (موضع سوئی وہار ضلع بہاولپور)

25 ستمبر 1992ء

☆☆

محترم المقام گرامی مرتبت

حضرت ساگر وارثی صاحب دامت برکاتہم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہم

اُمید ہے مزاج بہ خیر ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے حبیب پاک صل اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے صدقے میں آپ کا اقبال مزید بلند فرمائے۔ آپ کے مراتب بڑھائے۔ اور آپ کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر دراز رکھے۔ دیگر صورت احوال یہ ہے کہ آپ کا 22 جولائی 1999ء کا تحریر کردہ خط مجھے 30 جولائی 1999ء کو ملا جسے پڑھ کر آپ کی خیر و عافیت سے آگاہی ہوئی۔ مزید یہ کہ آپ نے حضرت قیصر وارثیؒ کے جس مجموعے کے لیے فرمایا ہے۔ وہ مَیں آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں۔ آپ اپنے فرمان کے مطابق اس کی فوٹو اسٹیٹ حضرت قبلہ وکعبہ عزت شاہ صاحب مدظلہٗ العالی دامت

Scanned with CamScanner

برکاتہم کی خدمت میں بھیج دیں۔اور اصل کتاب مجھے عنایت فرمادیں۔علاوہ ازیں عزت شاہ صاحب کی خدمت میں میرا مودبانہ سلام عرض کردیں۔اور مزید کار لائق سے یاد فرمائیں۔اس کے علاوہ میں انتہائی معذرت خواہ ہوں کہ میں آپ کے حکم کی فوری تعمیل نہیں کرسکا اور قدرت تاخیر سے آپ کے حکم بجا آوری کر رہا ہوں۔جس کا سبب ان دنوں میری غیر معمولی و ناگزیر نجی مصروفیات ہیں۔اُمید ہے کہ آپ حسب سابق اپنی بے پایاں و بے کراں شفقت ومحبت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے۔میری معذرت قبول فرمائیں گے۔اور زیرِ نظر خط کا جواب مرحمت فرماتے ہوئے۔میری معذرت قبول فرمائیں گے۔اور زیرِ نظر خط کا جواب مرحمت فرمائیں گے۔

والسلام آپ کا خادم

محمد یامین وارثی

☆☆☆

تعزیتی پیغامات

چراغ چشتیہ وارثیہ

(پیر عبدالقادر فریدی چشتی ؒ۔ قصور)

مکرمی محترمی عزیزم پیارے صاحبزدگان میاں شہزادہ وارثی۔ میاں غلام فرید وارثی صاحبان

اسلام علیکم ورحمتہ اللہ۔ مورخہ 10 مئی 2000ء بہ روز بدھ آپ کا تحریر شدہ خط ملا ایک دم دھماکہ ہوا، میاں صاحب مرحوم کی خبر پڑھ کر دل دماغ ہل گیا۔ کیوں کہ میں دل کا پہلے مریض ہوں دل کا اپریشن بھی ہو چکا ہے۔ اس وجہ سے چل پھر نہیں سکتا۔ مجبوری کمزوری جسم ہے ورنہ آپ کے پاس آتا، آپ کے غم میں شریک ہوتا افسوس مجھے میاں صاحب کی کوئی خبر نہ تھی بار بار خط لکھتا رہا میں بہت پریشان تھا خدا جانے میاں صاحب کا کوئی جواب نہیں آتا۔ معلوم نہ تھا حضرت قبلہ وارث پاکؒ کے سلسلہ وارثیہ طریقت اسلامیہ کے خاموش مبلغ طریقت شریعت کے روشن چراغ چشتیہ وارثیہ گل ہو چکا ہے۔ وہ تو اپنے گھرانہ کو یتیم کر گئے ہیں عشق مصطفیٰ محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا سچا صاحب ایمان پکا مسلمان حامل قرآن حق سچ کی پہچان انسانیت کے قدر دلی دنیا چھوڑ گئے ہیں اللہ تعالیٰ میاں صاحب مرحوم کی قبر کے اندر قبر کے باہر اپنی رحمت نازل فرماوے میاں صاحب کے چھوٹے بڑے گناہ خطا معاف فرماوے۔ اولیاؤں، ولیوں، شہداء کی روحوں کے ساتھ شامل فرما کر جنت فردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے حضرت قبلہ وارث پاکؒ، میاں حیرت شاہ وارثی کا ساتھ نصیب کرے۔

برخوردار آپ کے والد مرحوم صبر و رضا پہ شاکر ظاہری دنیا دار باطن میں اللہ والے فقیر درویش حق گم نام ولی اللہ تھے۔ آپ تمام بہن بھائی اپنے والد محترم کے پیروکار رہنا اپنی والدہ

محترمہ کی تابع داری ان کے پاؤں میں جنت جاننا ان شاء اللہ دنیا میں تم کامیاب کامران ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ غیبی رزق سے تمہارے گھرانہ کو خوش حال کریں گے۔ خدا تم کو کسی کا محتاج نہیں کرے گا۔

دیگر حالات حسب ذیل ہیں۔

ا۔ میرا حقیقی بھتیجا سید اقبال شاہ تحصیل دار ماہ 31 جنوری فوت ہوگیا۔ رحیم یار خان سے جنازہ قصور آیا۔ قصور دفن ہوا۔

۲۔ خواجہ شاہ غلام محی الدین دائم الحضوری قصوریؒ کے سجادہ نشین پیر منیر احمد شاہ کی والدہ فوت ہوئی ہے۔ چھوٹا بھائی پیر سیّد احمد شاہ عرف حاجی پیر بھی فوت ہوگیا ہے۔ تیسرا ان کا چچا بھی فوت ہوگیا ہے۔ اس طرح ان کی تین موت ہوئیں۔ صاحب زادہ پیر منیر احمد شاہ سجادہ نشین اپنے گھر موضع مولر علاقہ کمالیہ رہتے ہیں ہر چاند کی 13 تاریخ خواجہ دائم الحضوری قصوری ان کے مزار پر میلاد شریف کی محفل ہوتی ہے اس میں یہ شامل ہوتے ہیں۔ قصور آنے والے ہیں ان کو خبر دی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عظیم میں ہماری دعا ہے۔

مولا کریم میاں عطاء اللہ ساگروارثی مرحوم کے گھرانہ آل اولاد کو زمینی آسمانی آفت بالا چھوٹی بڑی بیماری دشمن حاسد منافق لوگوں کی ناپاک سازشوں، ناپاک نظروں سے محفوظ فرما کر اپنی پناہ، امان میں رکھے آپ سب لوگوں کا حافظ و ناصر ہووے۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت بخشی چلنے پھرنے کے قابل ہوا تو انشاء اللہ آپ کے پاس آؤں گا۔

میاں صاحب مرحوم کے عزیز اقارب کو میری طرف سے افسوس کریں سلام و دعا دیویں۔

پیر عبدالقادر فریدی چشتی

کوٹ غلام محمد خان، قصور۔ 12 مئی 2000ء

☆☆

آہ! عطاء اللہ ساگروارثی

(میاں ریاض الحق قریشی حقانیؒ)

یہ جو دیوانے سے دو چار نظر آتے ہیں
ان میں کچھ صاحب اسرار نظر آتے ہیں

7 فروری 2000ء کی صبح 9 بجے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی جو اپنے اندر ایک غیر معمولی پیغام لیے ہوئے تھی۔ معمول سے ہٹ کر مَیں نے ہی ریسور اٹھایا اور اپنے ایک مہربان عبدالحمید عاصم حقانی کی بھنائی ہوئی آواز سن کر حیرت زدہ ہو گیا۔ ابھی ریسور رکھنے نہ پایا تھا کہ دوبارہ گھنٹی بجی یہ آواز صاحب زادہ غلام فرید وارثی کی تھی جو ایک جانکاہ خبر لیے ہوئے تھی جو سابق پیغامات سے مختلف اور بالکل مختلف تھی۔۔

''محترم ساگر وارثی اپنے خالق حقیقی سے جا ملے''

''اناللہ وانا الیہ راجعون'' کا دل گداز جملہ زبان پر آیا اور دل و دماغ کی گوناگوں کیفیات کے اتھاہ سمندر میں کھو گیا کیوں کہ ہفتہ عشرہ کے بعد محترم ساگر وارثی کا ٹیلی فون آتا کہ مَیں ان شاء اللہ اتوار کو حاضری دوں گا اور اگر کسی وجہ سے آنہ سکتے تو پیر کو معذرت کے ساتھ اپنا نیا پروگرام کہ مَیں آج حاضر ہوں گا جس پر مَیں اس ہم دم دیرینہ کی انتظار میں رہتا۔

اے ذوق کسی ہمدم دیرینہ کا ملنا
بہتر ہے ملاقات مسیحا و خضر سے

یہ پیر کا دن سرکار رحمتہ العالمین کی ولادت، بعثت اور وصال کا دن، ایک پروانے کا شمع رسالت پر قربان ہونے کا دن ثابت ہوا۔ احباب میں اضطراب کی لہر دوڑ گئی جو پروانہ شمع مصطفیٰ روز و شب اسی دھن میں ہو۔

پروانہ وار جلنے کو تیار ہم ہوئے
بزم وفا میں شمع نمودار بھی تو ہو

روحانی محفلوں اور لائبریریوں کا چکر لگاتا ہوا دل کا ابال نکالنے کیلئے حسن و جمال مصطفیٰ کے نقش و نگار جاں فزا کے تذکروں میں گم رہتا۔ کسی بھی نشست میں کبھی دنیاوی راہ و رسم کی بات نہیں ہوئی باوجودیکہ وہ میرے ملازمت کے زمانہ کے رفیق کار تھے اور ہم نوا بھی میرے ساتھ

Scanned with CamScanner

اکثر تصوف پر گفت گو کر کے دل کی پیاس بجھاتے اور میری پیاس بڑھا کر چلے جاتے۔ میں بھی ان سے ملاقات کا طالب رہتا اور ان کی محفل اذکار و سماع میں شرکت کو سعادت سمجھتا۔ میرے غریب خانے پر بھی عام ہفتہ وار یا ماہانہ نشستوں کے علاوہ سالانہ جشن عید میلاد النبی کی محفل پاک میں بڑے اہتمام اور احترام سے شامل ہوتے، اسٹیٹ بینک کی ماہانہ محفل میلاد میں جب کبھی میرا خطاب ہوتا تو وہ کوشش کر کے شرکت فرماتے اور ذکر مصطفی سماعت فرما کر عشق کی آگ پر آنسوؤں کا چھڑکاؤ کرتے۔

پیشہ وارانہ قرب کی وجہ سے اور روحانی مناسبت کے ناطے، مَیں نے انہیں بہت قریب سے دیکھا اور فرمودہ علامہ اقبالؒ کا مصداق پایا۔

؎ میرا طریق امیری نہیں فقیری ہے
خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر

موصوف اپنے سلسلہ روحانی چشتیہ وارثیہ کے عاشق ہونے کے ساتھ ساتھ جملہ سلاسل روحانی کے گرویدہ تھے اور اہلِ دل حضرت کا ذکر نہایت ادب و احترام سے کیا کرتے۔ حق تعالیٰ نے انہیں خواجہ اجمیری سید معین الدین حسن چشتی نائب رسول فی الہند حبیب اللہ عطائے رسول کے آستانہ کی حاضری اور حج بیت اللہ کا شرف اور دربارِ رسالت مآب کی حاضری کا شرف اس عقیدہ سے عطا فرمایا۔

زندگی میں سادگی کو شعار زیست بنایا اور نبھایا۔ مرنجان مرنج میلان طبع ولباس میں بھی انکساری کی جھلک نمایاں تھی اور کسی قسم کی ریا کا شائبہ بھی نہ تھا۔ چوں کہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کا فیض والد گرامی سے ودیعت ہوا تھا۔ غالباً اسی فیض کی برکت کا مزید حصول سلسلہ وارثیہ سے منسلک ہونے کا سبب بنا۔

؎ نگاہ عشق دل زندہ کی تلاش میں ہے
شکار مردہ سزا وار شاہباز نہیں

موصوف اپنے قلم کی تشنگی دور کرنے کی غرض سے لائبریریوں اور محافل روحانی کے چکر

Scanned with CamScanner

لگانے میں شہد کی مکھی کی طرح محو پرواز نظر آتے اور کم وبیش سواری کے لیے سائیکل استعمال کرتے اور اپنی وضع داری کا معیار بہ حال رکھتے۔ میں نے کبھی ان کی زبان سے یہ الفاظ نہیں سنے کہ ''میں تھک گیا'' باوجودیکہ آپ بینکنگ سے وابستہ تھے جو سرتا خشک اور بے ذوق میدان ہے۔ آپ وقت نکال کر ادبی جواہرات کے متلاشی رہتے اور اپنے جذبات کو سپردِ قلم کرتے رہتے۔ آخر کار سلسلہ وارثیہ کا یہ چراغ اپنی گردش مکمل کرتا ہوا تو حید ورسالت کا نور اپنے مدار کے گرد بکھیرتا ہوا حکم خداوندی کو لبیک کہتا ہوا،

(سورۃ الفجر پارہ ۳۰)

کے انعام واکرام سے باریاب ہو گیا۔

؎ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
بوئے گل سیر ندیدنم و بہار آخر شد

میاں ریاض الحق قریشی حقانی

[بہ حوالہ ماہنامہ آستانہ پاک لاہور، مارچ اپریل 2000ء]

☆☆

نیک سیرت ووجیہہ شخصیت

(خلیفہ محمد اشرف نظامی چشتی صابری)

محترم جناب میاں عطاء اللہ ساگر وارثیؒ ایک نیک سیرت اور وجیہہ شخصیت کے حامل تھے۔ آپ کے سلسلہ وارثیہ میں بہت قابلِ قدر کارنامے ہیں۔ [تذکرہ شعرائے وارثیہ] میں آپ نے تقریباً ایک سو سلسلہ وارثیہ کے مشائخ اور شعراء کے حالات اور اشعار قلم بند کیے ہیں۔ اپنے پیرومرشد سے بے حد عقیدت کے پیشِ نظر ساگر صاحب نے [خیرالوارثین] تصنیف فرمائی اور اس میں حضرت حافظ سیّد وارث علی شاہؒ اور سلسلہ وارثیہ کے بزرگوں کے احوال اور ملفوظات قلم بند کیے۔ [مشائخ ہوشیارپور] میں آپ نے تاریخ سے دِل چسپی رکھنے والوں پر ایک عظیم احسان

Scanned with CamScanner

یہ وحدت الوجود ہی ہے۔ شریعت سے انکاری نہیں، کیوں کہ انسان ہر حال میں اس طرح نہیں رہ سکتا۔ ساگر وارثی صاحب ماشاءاللہ باخبر درویشوں میں سے ایک تھے۔ باخبر صاحب علم بھی، علمی لحاظ سے وہ ہمارے سے زیادہ بہتر سمجھنے والے، بس مختصر یہی کہہ سکتے ہیں کہ دریا میں جس طرح تلاطم آجاتا ہے۔ وہ بھی دریا میں اکثر تلاطم بن جاتے، اسی طرح ان کا عشق تھا۔ ان کے ساتھ گفت گو کا بہت مزہ آتا تھا۔

ساگر وارثی صاحب سے میری پہلی ملاقات الیاس صابری صاحب کے توسط سے ہوئی۔ میرا تعلق امیر صابریؒ کے ساتھ تھا۔ جس کی بہ دولت میری ملاقات الیاس صابری صاحب سے ہوئی اور انھوں نے میرا تعارف ساگر صاحب سے کروایا۔ یہ واقعہ 1977ء کے قریب کا ہے، مَیں الیاس صابری صاحب کے دفتر مال روڈ پر پہنچا۔ وہاں ساگر صاحبؒ بھی موجود تھے۔ اس کے بعد یہ سلسلہ چل نکلا۔ بہت سی محافل پر جانے کا اور ساتھ بیٹھ کر قوالی سننے کا بھی موقع ملا۔ جن میں دربار وارثِ راوی روڈ، حاجی احمد دین ٹھیکدار (پکی ٹھٹھی)، ڈاکٹر نثار چشتی صابری (ٹاؤن شپ)، الیاس احمد صابری (سنت نگر)، فقیر ایاز وارث معروف بہ کلو میاں (والٹن)، آستانہ شمس قاری (گالف روڈ) اور بہت سی محافل شامل ہیں۔

ساگر صاحب بااصول شخصیت کے مالک تھے۔ جب کبھی بگڑ جاتے، انھیں سنبھالنا مشکل ہوتا تھا۔ اگر اندر چنگاری ہو تو ہوا لگنے سے بھڑکنے لگتی ہے۔ جب وجدانی کیفیت ہوتی تو محوِ رقص ہوتے۔ محفل کی رونق تھے، بہت بے باق، قلندرانہ طبیعت کے مالک تھے۔ جو بات ہوتی فوراً کہہ دیتے۔ ان کے متعلق بس یہی کہہ سکتے ہیں، وہ ایک عظیم ہستی، ایک عظیم بزرگ، ایک عظیم دوست اور ایک عظیم درویش تھے۔ اسی طرح الیاس صابری صاحب بھی، میرے پاس واحد یہ دو شخصیات تھیں، جو مجھ سے عمر میں بڑے تھے۔ ساگر وارثی صاحب علم کے خزانہ تھے۔ ہم نے بہت کچھ ان سے سیکھا اور حاصل کیا۔ روحانیت ایک اپنی جگہ پہ ہے اور ظاہری طور پر علم ہونا بھی بہت ضروری ہے۔ اگر یہ دونوں خوبیاں اکٹھی ہوں تو کمال ہو جاتا ہے۔

ساگر صاحب ہم سے بڑے تھے۔ مَیں نے اور الیاس صابری صاحب نے بھی ان سے بہت کچھ سیکھا۔ یہ دونوں میرے دوست اور ہم راز تھے۔ دونوں ساتھ چھوڑ گئے۔ دکھ سکھ کی بات

کرلیا کرتا، ان سے دل لگا ہوا تھا۔ میں اکیلا رہ گیا ہوں اور تھک گیا ہوں۔ الیاس صابری صاحب کے ہاں ہم اکٹھے ہو جاتے اور خوب باتیں ہوتیں۔ اکثر تصوف پر بحث رہتی۔ راز و رموز کے نقاط پر ہمارے سے زیادہ ساگر صاحب زیادہ روشنی ڈالتے۔ ان نقاط کو عیاں کرنا اور باریک بینی سے دیکھنا ساگر صاحب کا کام تھا۔ مَیں نے کافی باتیں ان سے سیکھیں۔ چراغ سے چراغ جلتا ہے۔ ہر درویش دوسرے سے استفادہ حاصل کرتا ہے۔ اسی نسبت سے ان کی کئی باتیں نوٹ کیں اور اپنائیں۔

میاں عبدالرحمن قادری نوشاہی
(گدی نشین آستانہ حضرت شاہ شمس قادری قاری بندگیؒ)
گاف روڈ، لاہور۔ 11 نومبر 2015ء

☆☆

یادِ رفتگاں

(حاجی خلیل احمد صابری خالدؔ مانکپوری)

مَیں نے دریچہ دل میں جھانک کر دیکھا۔ وہاں اک چراغ جل رہا تھا۔ موم دل پگھل کر اس کا ایندھن بن رہا تھا۔ سوچنے لگا۔ جب یہ موم ختم ہو جائے گا۔ تو زندگی کا یہ چراغ بھی بجھ جائے گا۔

جب سے یہ کائنات ظہور میں آئی ہے۔ اس میں تغیر و تبدل کا عمل جاری و ساری ہے۔ یہی صفات صورت وجود میں آکر تغیر و تبدیل کا ظہور پذیر منظر پیش کرتی ہے۔ کوئی صورت لوٹ کر نہیں آتی، لیکن اس کی یاد اور صورت دل و ذہن میں منقش رہتی ہے۔ بسا اوقات عالم محویت میں یہی صورتیں اور واقعات ایک فلم کی شکل میں آنکھوں کے سامنے آکر ہمیں ماضی اور حال سے آگاہی دیتی ہیں۔

بھائی عطا اللہ ساگرؔ وارثی اکثر یاد آتے رہتے ہیں۔ انہیں مرحوم کہنے کو دل نہیں چاہتا۔ حالاں کہ وہ مورخہ 7 فروری 2000ء کو رحمت حق سے واصل ہو چکے ہیں۔ وہ اسٹیٹ بنک میں

Scanned with CamScanner

افسر تھے۔ لیکن بود و باش فقیرانہ تھی۔ میرے پاس دفتر میں اکثر تشریف لاتے۔ وہاں محمد الیاس صابری (مرحوم) امیر صابری (مرحوم) اور راقم الحروف ہم راہ خوب محفل جمتی۔ کبھی کبھار میاں عبدالرحمن صاحب گدی نشین درگاہ سیّد شمس الدین قادری تشریف لاتے۔ بزرگوں کا تذکرہ، ذکرو اذکار تصوف کا تذکرہ ہوتا۔ اب وہ صحبتیں کہاں۔ سب کچھ ایک خواب لگتا ہے۔ دل چاہتا ہے، ماضی میں جھانک کر اپنے پرانے رفقاء سے باتیں کر دں۔ اب میاں عبدالرحمن صاحب ہی شمع انجمن ہیں۔

بھائی ساگر وارثی کو سلاسل تصوف سے کافی آگاہی حاصل تھی۔ ہر موضوع اشعار ہوں یا مسایل تصوف، زبان ترجمان سے موتی بکھیرے تھے۔ اکثر سرکار عالم پناہ سیّد وارث علی شاہ (دیوہ شریف) کا تذکرہ اور واقعات بیان کرتے۔ بحث و تمحیص میں کسی کو غالب نہ آنے دیتے۔ ان کی تصانیف [خیر الوارثین]، [تذکرہ شعرائے وارثیہ] اور [مشائخ ہوشیار پور] یادگار ہیں۔ [خیر الوارثین] سرکار وارث پاکؒ کے متعلق ہے اور [مشائخ ہوشیار پور] میں کتاب کا آغاز وہاں کے جغرافیہ محل وقوع و آباد اقوام سے کیا ہے۔ جس نے کتاب کی زینت کو دوبالا کر دیا ہے۔ ان کی یہ تمام خوبیاں ان کے سعادت مند فرزند ارجمند غلام فرید وارثی کے حصے میں آئی ہیں۔ اسے بھی تحریر و تصنیف کا از حد شوق ہے اور سراپا اخلاق ہے۔ شہزاد وارثی یہ صاحب زادے بھی اہلِ درد سے ہیں۔ نیک اور با اخلاق ہیں۔ دعا ہے، اللہ تعالیٰ اہلِ خانہ اور ان پر اپنا کرم نازل فرمائے۔

آمین بجاہ رب العالمین!

حاجی خلیل احمد صابری خالدؔ مانکپوری

سادات کالونی، لاہور

☆☆

عظیم بزرگ ہستی

(سائیں محمد عارف قادری شطاری)

Scanned with CamScanner

آپ سلسلہ وارثیہ کے ایک عظیم بزرگ ہستی اور اسٹیٹ بنک میں آفیسر کے عہدہ پر فائز تھے اور فقیر سیرت شاہ وارثیؒ کے مرید خاص بھی۔ آپ کی ساری زندگی تحقیق تحریر میں گذری۔ کئی کتب کے مصنف رہے۔ اولیاء اکرام سے بڑی کامل محبت تھی۔ اکثر محافل میں ان سے ملاقات کا سلسلہ جاری رہتا۔ آستانہ پر اکثر تشریف لاتے اور اپنے پیشوا کے اشعار بیان فرماتے۔ وارثی رنگ میں بھرپور رنگے ہوئے تھے۔ میری پہلی ملاقات جناب ریاض الحق قریشی حقی ؒ کی وساطت سے ہوئی۔

آپ خوش اخلاق اور خاموش طبع کے مالک تھے۔ لوگوں سے بہت کم ملتے۔ لوگ آپ کی شخصیت کو صحیح معنوں میں سمجھ نہ سکے، مگر ملاقات کے بعد کوئی بھی شخص آپ کی شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ جن میں یہ عاجز بھی شامل ہے۔ محبت کے معاملے میں ہمیشہ پہل کرتے۔

جب آپ کے وصال پر ریاض الحق قریشی حقی صاحب نے ایک مختصر سا بیان کیا۔ جسے سن کر ہر آنکھ اشک بار تھی۔ انہی آہوں اور ہچکیوں میں آپ کے جسدِ خاکی کو اروپ شریف ضلع گوجراں والا کی طرف روانہ کر دیا گیا۔

؎ بے نوا ساگر کو آپ نے دیکھا تو ہے
گو وہ زندہ ہے مگر زندہ دل نہیں

خانوادہ حضرت شاہ عنایت قادریؒ
سائیں محمد عارف قادری شطاری۔ باغ گل بیگم، لاہور

☆☆

ادبی اور سماجی شخصیت

(رانا مزمل سفری)

انتہائی کرب اور دکھ کے ساتھ یہ کلمات تحریر کر رہا ہوں کہ حضرت میاں عطاء اللہ ساگر وارثی داغ مفارقت دے گئے۔ وہ ایک ایسی ہستی تھے جن کا وجود تو ہم میں نہیں، مگر پھر بھی وہ ہم سے دور نہیں۔ وہ ایک انجمن کی حیثیت رکھتے تھے۔ درویشی کے علاوہ اپنے سلسلہ میں ایک خاص

Scanned with CamScanner

...عام تھا۔ ادبی اور سماجی شخصیت ہر پہلو سے اپنے اندر جاذبیت رکھنے والے میاں ساگر وارثی ۔ اللہ تعالیٰ انھیں جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے ۔ آمین ثم آمین

احقر مزمل سفری

(نعت گو شاعر ۔ سوڈیوال کوارٹر، لاہور)

9 فروری 2000ء

☆☆

فقیر عزت شاہ وارثیؒ

(آستانہ عالیہ وارثیہ چھپر شریف)

عزیزان پسرانِ حاجی میاں عطاء اللہ ساگر وارثی مرحوم

دعائیں کل امتیاز بھٹی صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ میاں صاحب کا اچانک وصال ہو گیا۔

"وہ چل دیے زمانے کو خبر ہونے سے پہلے"

افسوس صد افسوس ہمارے عزیز ہمارے آشنا ہم سے محبت کرنے والے آہستہ آہستہ پردہ فرما رہے ہیں ۔ خدا جانے ہماری ضعیفی کی سزا ہمیں دی جا رہی ہے ۔ میرے لیے جس قدر غم ہے میں اظہار نہیں کر سکتا ۔ یہ داغ مفارقت شاید میں نہ بھلا سکوں طبیعت خراب ہے اور یہ سن کر اور زیادہ احساس کی گرفت میں ہوں ۔ دعا ہے مولا کریم میرے مرحوم عزیز میاں عطاء اللہ ساگر کو جنت الفردوس میں میرے آقا اپنے پاس جگہ عطا فرمائے ۔ سب کو صبر جمیل عطا فرمائیں ۔ رحمت ہو کرم ہو ۔ آپ سب کے گھر پر رحمت کا سایہ ہو۔

فقیر کی دعائیں ہمیشہ ہمیشہ ساتھ ہیں ۔ رحمت ہو ۔ کرم ہو ۔ گھر میں والدہ کا عزیزم خیالؒ رکھو ضروری ہے ۔ ہمیشہ کامیابی رہی ہے ۔ جو والدین کی خدمت کریں ۔ خوش رکھے ۔ والدین کو تنگ کر کے اپنی مرضی کرنے والا ہمیشہ ذلیل و خوار ہوتا ہے ۔ اسے یاد رکھا جائے

والسلام

دعا گو

فقیر عزت شاہ وارثی

قافلے سب پہنچتے ہیں منزل مقصود پر
اِک میں اکیلا رہ گیا نقشِ کفِ پا دیکھتا

Scanned with CamScanner

مجسمہ اخلاق ساگر وارثی

سید محمد عبداللہ قادری عفی عنہ

مکرمی ومحترمی جناب غلام فرید وارثی صاحب مدظلہٗ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، آپ کا گرامی نامہ ملے کافی دن گزر گئے ہیں چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر جلد جواب نہ لکھ سکا۔

آپ کے مکتوب شریف سے یہ غم ناک اطلاع ملی کہ آپ کے والد گرامی قدر میاں عطاء اللہ ساگر وارثی صاحب آپ کو داغ مفارقت دے گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون آپ کے والد محترم کے جانے کے ایک بعد ایک بہت بڑا خلاء پیدا ہو گیا ہے۔ انہیں اپنے سلسلہ وارثیہ سے بے حد محبت وعقیدت تھی ان کی عقیدت کا ثبوت [تذکرہ شعراء وارثیہ] اور [محبوب الوارثین] ہیں انہوں نے اپنے سلسلہ وارثیہ کی مقدور بھر خدمت کی ہے ان کا ایک اپنا انداز تھا۔

میری ایک ملاقات مطب حکیم محمد موسیٰ ؒ (م 17 نومبر 1999ء) پر ہوئی تھی اگر چہ یہ ملاقات مختصر تھی۔ وہ آج بھی میرے ذہن میں نقش ہے۔ آپ مجسمہ اخلاص تھے۔ سادگی کو پسند کرتے تھے نمود ونمایش سے دور رہتے تھے۔ اپنی علمی وادبی تحریروں کے سلسلہ میں حکیم موسیٰ امرتسری ؒ سے رہ نمائی حاصل کرتے تھے۔ عجیب اتفاق ہے دونوں بزرگوں کا ذخیرہ کتب، پنجاب یونی ورسٹی لاہور میں ساتھ ساتھ موجود ہے۔ استفادہ عوام الناس کے لئے۔ اللہ تعالیٰ میاں صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ وارفع مقام نصیب فرمائے اور مغفرت فرمائے آمین ثم آمین۔ آپ اور خاندان کے سب لوگوں کو صبر جمیل عطا کرئے۔ آپ کو ان کے ادھورے علمی کام مکمل کرنے کی توفیق بخشے۔ میاں صاحب پر کوئی چیز شایع کریں۔ تو فقیر کو بھی یاد رکھیں تا کہ مستفید ہو سکوں۔

سید محمد عبداللہ قادری عفی عنہ

20۔ ایف، واہ کینٹ۔

یکم اپریل 2000ء

☆☆

پُرملال
حاجی غلام رسول وارثی

میرے عزیز قلبی وروحی غلام فرید وارثی صاحب

اسلام وعلیکم رحمتہ اللہ

حیف صد حیف کہ جناب بھائی صاحب کے انتقال پُرملال کی خبر پڑھ کر کافی سے زیادہ دکھ ہوا۔ جو کہ تحریر کا محتاج نہیں میری یہ دعا ہے کہ اللہ کریم بھائی صاحب کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور آپ دیگر لواحقین کو صبر وجمیل عطا کرے۔ آمین! عزیزم ماہ نومبر سے مجھے دونوں گھٹنوں میں درد ہے 40 قدم وہ بھی عصا کے سہارے چل سکتا ہوں۔ ہمارے بہنوئی کا لاہور گھوڑے شاہ نزدیک رہائش پذیر تھا۔ انتقال ہوگیا ہے۔ وہاں بھی مجبوری کی وجہ سے نہیں پہنچ سکا۔ علاج شروع ہے۔ ذرا بھی سفر کرنے کے قابل ہوا تو ان شاءاللہ تمہارے پاس پہنچوں گا۔ جناب بھائی صاحب کے ایصال ثواب کے لیے ان شاء اللہ 12 مارچ کو قرآن خوانی ضرور یہاں کراؤں گا۔ اپنے حالات سے تفصیلاً آگاہ کرتے رہیں تمام عزیزان کو اسلام وعلیکم

دعا گو حاجی غلام رسول وارثی

چک نمبر 1277-L(2000.3.8)

☆☆

ڈاکٹر سفیر اختر
(انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز اسلام آباد)

جناب میاں غلام فرید وارثی صاحب

مکرمی! وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ

آپ کے گرامی نامے سے یہ افسوس ناک خبر ملی کہ میاں عطاء اللہ ساگر صاحب اللہ کو پیارے ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ہر شخص جو پیدا ہوا ہے۔ اسے اس مرحلے سے گزرنا ہے، تاہم خوش بخت ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنی زندگی اللہ اور اللہ والوں کے ذکر میں گزاری۔ اللہ

Scanned with CamScanner

تعالیٰ مرحوم ساگر کے درجات بلند فرمائے اور آپ بھائیوں ، اپنے دوسرے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین)

امید ہے آپ بہ خیریت ہوں گے۔

ڈاکٹر سفیر اختر

14 اپریل 2000ء

☆☆

پروفیسر ڈاکٹر عارف نوشاہی

(ادارہ معارف نوشاہیہ ہمک اسلام آباد)

محترم جناب میاں غلام فرید وارثی صاحب

سلام مسنون!

آپ کا 6 اپریل کا خط ملا۔ میاں ساگر وارثی صاحب کے انتقال کی خبر لاہور کے کسی پرچے میں پڑھ چکا ہوں۔ خدا اُن کے درجات اُخروی بلند کرے۔ میری اُن سے شاید ایک دو بار مراسلت رہی ہے اور انھوں نے [تذکرہ شعرائے وارثیہ] عنایت فرمایا تھا۔ وارثیہ سلسلے کے شعراء کے لیے یہ ایک اچھا حوالہ تذکرہ ہے اور مَیں اس سے استفادہ کرتا رہتا ہوں۔ مرحوم سے ایک ''ملاقات'' بھی عجیب طرح سے ہوئی۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری مرحوم کے مطب پر ۹ نومبر کو مَیں بھی موجود تھا اور ساگر صاحب بھی۔ لیکن دونوں ایک دوسرے کو پہنچانتے نہ تھے۔ اس لیے علیک سلیک بھی نہ ہوسکی۔ صرف حکیم صاحب نے دوران گفت گو انہیں جب مخاطب کیا تو مَیں نے اپنے تئیں قیاس کیا کہ وہ میاں ساگر وارثی سے مخاطب ہیں۔ اس ملاقات کا احوال مَیں نے [مہر و ماہ] کے حکیم صاحب نمبر میں لکھا ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

مطب میں عام ملاقاتیوں میں ایک اور بزرگ بھی تشریف فرما تھے۔ جنہیں حکیم صاحب نے اطلاع دی کہ اصغر علی چشتی (غالباً یہی نام تھا) کا تذکرہ مشائخ جالندھر شائع ہوگیا ہے۔ جن بزرگوں سے وہ مخاطب تھے مَیں انہیں جانتا تو نہیں لیکن حکیم صاحب اور ان کے درمیان جالندھر کے مشائخ پر جو گفت گو ہوتی رہی اس سے اندازہ

ہو رہا تھا کہ یہ بزرگ بھی مشرقی پنجاب سے ہجرت کر کے آئے ہیں۔ شاید ایک دفعہ ہمایوں صاحب نے انہیں "ساگر" صاحب کہہ کر مخاطب کیا تو مجھے گمان ہوا کہ یہ عطاء اللہ ساگر وارثی ہوں گے۔ تذکرہ مشائخ ہوشیار پور والے۔ [ماہنامہ مہر و ماہ لاہور، یادگار موسیٰ، ص 108]

پروفیسر ڈاکٹر عارف نوشاہی

☆☆

ایک عظیم عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صادق قصوری برج کلاں، قصور

عزیز گرامی قدر میاں غلام فرید صاحب وارثی

سلام و رحمت۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بہ خیر ہوں گے۔

کل کی ڈاک سے غم نامہ ملا۔ آپ کے والد گرامی جناب میاں عطاء اللہ ساگر وارثی مرحوم و مغفور کی رحلت کا پڑھ کر از حد صدمہ ہوا۔ اناللہ وانا اللہ الیہ راجعون۔

آہ! ایک نیک نفس، ایک روح و دل سے مسلمان، ایک خادم اولیاء اللہ، ایک عظیم عاشق رسول صل اللہ علیہ وسلم اور ایک اللہ اللہ کرنے والا انسان دنیا سے چلا گیا۔ قحط الرّجال کے اس دور میں میاں صاحب کا اس دنیا سے اٹھ جانا اتنا بڑا نقصان ہے۔ جس کا پورا ہونا ناممکن ہے۔ ایسے لوگ دوبارہ جنم نہیں لیتے۔

میری دعا ہے کہ اللہ کریم انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کر کے اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ان کی قبر کو تاحدِ نظر کشادہ فرمائے اور ان کی قبر کو جنت کا باغیچہ بنائے۔ اور آپ لوگوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین! بجاہ سیّد المرسلین صل اللہ علیہ وسلم۔

11 دسمبر تا 8 مارچ 2000ء میں انتہائی پریشان رہا۔ تفصیل ملاقات پر بیان کی جا سکتی ہے۔ اسی دوران استاد گرامی حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کا صدمہ اٹھانا

Scanned with CamScanner

پڑا۔ پھر گھریلو پریشانیوں نے گھیرے رکھا۔ لیکن میاں صاحب مرحوم و مغفور کئی بار یاد آئے اور ہر بار یہی سوچتا رہا کہ ان کا خط آئے گا تو جواب دوں گا۔ آہ! کسے معلوم تھا کہ وہ تو ہمیں چھوڑ کر وہاں پہنچ چکے ہیں جہاں جا کر کوئی بھی واپس نہیں آیا۔

کس قدر مشکل ہے زندگی کس قدر آساں ہے موت　　گلشنِ ہستی میں مانند نسیم ارزاں ہے موت
موت ہے ہنگامہ آرا قلزمِ خاموش میں　　ڈوب جاتے ہیں سفینے موج کی آغوش میں
نے مجالِ شکوہ نے طاقتِ گفتار ہے　　زندگانی کیا ہے اک طوقِ گلو افشار ہے

عزیزم! مَیں مریض آدمی ہوں۔ طبیعت اکثر و بیشتر ناساز رہتی ہے۔ آپ کا خط پڑھ کر طبیعت مزید خراب ہوگئی ہے اور اتنا صدمہ ہوا ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔ آپ کے لیے غم و اندوہ کے جو پہاڑ ٹوٹے ہیں وہ آپ ہی جانتے ہیں، دوسرا کیا جانے۔ اس موقعہ پر مجھے دارا شکوہ کا شعر یاد آ گیا:

ہجرِ دارا از ہجرِ یعقوب کمتر نیست
او پسر گم کردہ بود ما پدر گم کردہ ایم

عزیزی! اب مزید لکھا نہیں جا رہا ہے۔ اسی پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔ اللہ کریم میاں صاحب کی مغفرت فرمائے۔ ان کو انعام و اکرام سے نوازے اور آپ کو صبر، ہمت، خدمت، عبادت، ریاضت اور نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔

ہاں! تو آپ ضرور تشریف لائیں، آپ کا اپنا گھر ہے۔ مَیں آپ کی تشریف آوری کا منتظر ہوں۔ باہم مل بیٹھیں گے تو ایک دوسرے کو سنیں اور سنائیں گے۔ غم دل ہلکا ہوگا۔

فقط والسلام

شریکِ غم

صادق قصوری

07.4.2000

☆☆

Scanned with CamScanner

ع۔م۔چوہدری

سوئی وہار، بہاولپور

برادرم میاں غلام فرید وارثی صاحب

السلام علیکم! قابل صد احترام جناب میاں عطاء اللہ ساگر وارثی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر ملال کی خبر ملی یہ ایک ایسی خبر تھی جس کے سننے کے لیے دل اور کان دونوں تیار نہ تھے۔ لیکن کچھ خبریں ایسی ہوتی ہیں جن کو بوجھل دل و دماغ اور اشک بار پلکوں کے ساتھ سننا پڑتا ہے۔

مرحوم (جن کو مرحوم لکھتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے) مجھ پر بہت مہربان تھے اور میری کتابوں کی اشاعت میں انہوں نے بڑی خوش دلی سے قلمی معاونت بھی فرمائی۔ مشوروں اور تجاویز سے بھی نوازتے رہتے تھے۔ ان سے ملنے کی تمنا دل میں حسرت بن کر رہ گئی ہے۔ کاش اُن سے بالمشافہ ملاقات کا شرف حاصل ہوجاتا۔ خدا کو شاید یہ منظور نہ تھا۔

دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے آمین!

برادرم یہ غم صرف آپ کا غم نہیں ہے بل کہ اس میں یہ فقیر بھی برابر کا شریک ہے۔ جسے آپ چند ماہ پہلے تک جانتے اور پہچانتے تک نہ تھے۔ میری یہ خون آلود جذبات اہلِ خانہ تک بھی پہنچا دیجئے گا۔

ع۔م۔چوہدری

(12-3-2000)

☆☆

یادش بخیر

(عبدالحمید عاصم چشتی صابری۔ اسٹیٹ بنک آف پاکستان)

میاں عطاء اللہ ساگر وارثیؒ اسٹیٹ بنک کراچی میں بھرتی ہوئے اور پھر لاہور میں تعینات کیے گئے۔ کراچی میں سروس کے دوران ہی میاں صاحب حضرت فقیر حیرت شاہ وارثیؒ کی بیعت کر کے سلسلہ وارثیہ میں داخل ہوئے اور شرابِ عشق کے جام سموئے وارثیہ کے مے خانہ قدیم سے شب و روز نوش کیے۔ اہلِ اللہ اور مردانِ حق کی صحبتوں نے ان کی ذات میں انمٹ

نقوش اور لازوال رنگ بھر دے۔ خوش گفتاری، خوش خلقی اور خوش پوشی جیسی صفات جمیلہ سے متصف میاں صاحب کم گوئی، کم خوری اور کم خوابی جیسے اوصاف حمیدہ کو دامن گیر کیے لاہور میں جلوہ گر ہوئے۔ سادگی سجائی باہمی محبت ومروت کے پیکر تھوڑے ہی عرصے میں ایک جاذب نظر شخصیت ایک علم دوست مفکر اور ایک انجمن ساز مدبر کی صورت میں متعارف ہوئے۔

لاہور میں میاں صاحب نے اپنا حلقہ یاراں پاکباز، نیک سیرت اور درویش منش لوگوں تک محدود رکھا، اسٹیٹ بنک لاہور میں ان دنوں میاں ریاض الحق قریشی نوشتی کی شخصیت ہمہ جہت اور ہردل عزیز تھی۔ جو اپنے والد گرامی قدر حضرت مخدوم محمد عبدالحق فاروقی قادری نوشتی صابری کے خلیفہ رشید تھے اور علم وعرفان میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ ایک برگزیدہ ولی کامل فیضان نظر سے منازل سلوک وتصوف کے درجہ کمال پر فائز تھے۔ پورے اسٹیٹ بنک لاہور میں دینی مسایل و معاملات میں ان سے رہ نمائی حاصل کی جاتی۔ میاں سا گر وارثی نے میاں ریاض الحق قریشی سے ایسا روحانی رشتہ استوار کیا کہ بالآخر انھیں کے ڈیپارٹمنٹ میں پوسٹنگ (Posting) کروالی اور پھر دن بھر دفتری کام کے ساتھ ساتھ تصوف وسلوک، تجرد وتفرید، تحریر وتقریر، شریعت ومعرفت، طریقت وحقیقت، دنیا وآخرت، غرض کسی نہ کسی مفید مسئلے پر گفت گو ہوتی رہتی۔

میاں صاحب بہت عظیم انسان تھے۔ دفتر میں کام کرنے والے ساتھیوں کے ساتھ بہت نرم لہجے میں بات کرتے، ملنے جلنے والوں کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ بحث ومباحثہ میں بڑا معقول رویہ اپناتے نہ کبھی کسی کو حقیر سمجھتے اور نہ ہی کسی کا مذاق اڑاتے۔ سالانہ محافل اور عرس پر اپنے ہاتھوں سے مہمانوں کی تواضع کرتے اور لنگر شریف پہلے تقسیم کرتے۔ میں نے ایک دفعہ پوچھا کہ میاں صاحب تبرک اور لنگر تو سب لوگ محفل کے اختتام پر تقسیم کرتے ہیں۔ مگر آپ پہلے کیوں کھلاتے ہیں جواب دیا کہ فقیروں اور درویشوں کو کھانا کھلانا بہت بڑی عبادت ہے اور سلسلہ وارثیہ میں یہی مروج ہے۔ ان کی یہ بات بہت پسند آئی اور میں نے آپ کے اس جذبے کو بہت سراہا۔

آپ ہمیشہ سادہ اور باوقار لباس پہنتے، جھوٹے اور بے وفا لوگوں سے کنارا کشی اختیار کرتے۔ صاف گوئی اور راست بازی کے مظہر تھے۔ بات سیدھی اور سچی کرتے زیادہ تر خاموش

Scanned with CamScanner

دیے۔ سرکار نبی کریمؐ کے روضہ اقدس پر حاضری کے بعد داڑھی شریف سے چہرہ مبارک کو اور بھی روشن اور نورانی بنا دیا۔ درود شریف کا ورد زد زبان رہتا۔ چند ایک بار میں نے ریاض الحق قریشی چشتی نے عرض کی کہ میاں ساگر صاحب سے کہیں کہ وہ اپنی داڑھی شریف کو بڑھائیں اس پر انھوں نے فرمایا: ''عاصم صاحب آپ میاں ساگر وارثی کا مقام نہیں سمجھتے وہ ایک مقبول نظر درویش ہیں ان کے بارے میں ایسی کوئی بات نہ کیا کریں۔''

میاں ساگر وارثی صاحب سلسلہ وارثیہ کے بزرگوں سے تو عشق رکھتے ہی تھے جب کہ دیگر مشائخ و صلحاء سے بھی محبت کرتے اور ان کی صحبت سے فیض یاب ہوتے۔ ایک روز مجھے فرمانے لگے کہ آج میرے ساتھ چلیں۔ ایک درویش اور ولی کامل کی زیارت کرنے جائیں گے۔ میں نے موٹر سائیکل لی، اسٹیٹ بنک سے نکلے راستہ بتاتے گئے چند منٹ کے بعد حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ کے مطب جا پہنچے۔ حکیم صاحب نے بڑی محبت سے استقبال کیا اپنے پاس بٹھایا۔ چائے اور خمیرہ خاص سے ضیافت فرمائی۔ ان کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ قلیل عرصے میں حکیم صاحب کی عظمت و مرتبہ کا اندازہ ہوگیا۔ میاں صاحب نے کچھ مشورے کئے، راز و نیاز کی باتیں ہوئیں۔ اور ہم نے تشنگی احساس کے عالم میں اجازت لی۔

میاں صاحب کے وصال کو کتنے ہی سال گزر چکے ہیں مگر ان کے ساتھ گزارے ہوئے ماہ وسال بل کہ لمحے بھی اسی طرح یاد ہیں جس جس طرح میاں صاحب کی محبت بھری معرفت سے لبریز باتیں۔ ان کے صاحب زادگان ان کے نقش قدم پر گامزن ہیں۔ ان کے ثابت قدمی اور فلاحِ دارین کی دعا کرتا ہوں۔ خدا انھیں امن و عافیت عطا فرمائے آمین!

عبدالحمید عاصم چشتی صابری (ایم۔اے اسلامیات)

☆☆

میاں صاحب

مرزا عارف بیگ وارثی

یہ وارث پاکؒ کی کرم نوازی ہے کہ مجھے میاں صاحب کی صحبت نصیب ہوئی۔ آپ سے یہ ملاقات کچھ زیادہ پرانی نہیں لیکن پھر بھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس تھوڑے سے عرصے نے اک

بہت بڑے خلاء کی کمی کو دور کر دیا ہو۔ میری پہلی ملاقات جناب عبدالغفور وارثی مرحوم کی وساطت سے ہوئی۔ ہم شرم نگر ایک محفل وارثیہ میں شرکت کے لیے گئے ہوئے تھے۔ وہاں ایک سفید پوش ہستی پر نظر جا کر ٹھہر گئی، شرکاء میں اپنے قد اور شخصیت کی وجہ سے منفرد نظر دکھائی دیے۔ عبدالغفور وارثی مرحوم ان سے جا کر بغل گیر ہوئے۔ ان کی آپس میں کافی بے تکلفی محسوس ہوئی۔ انھوں نے عبدالغفور صاحب کو اپنے ہاں محفل پر آنے کی سخت تاکید کی اور ساتھ ہی کہا، پہلے تو تم باقاعدگی سے آتے تھے، کیا اب محبت میں کوئی کمی آ چکی ہے؟

ان باتوں کے بعد میرا تعارف اُن سے کروایا گیا اور کہا یہ میاں صاحب ہیں آپ بہت ہی گرم جوشی کے ساتھ مجھ سے ملے اور کافی محبت کی۔ اس کے بعد میاں صاحب سے ملاقاتوں کا سلسلہ چل نکلا۔ آپ اکثر میری دکان پر تشریف لاتے اور گھنٹوں بیٹھے روحانیت پر گفت گو ہوتی۔ آپ عموماً ہفتے کے روز تشریف لاتے جس دن دیر ہو جاتی میری آنکھیں انتظار میں لگی رہتیں۔ آپ کو کتابوں سے دل چسپی انتہا کی تھی۔ اکثر اپنی کتابیں جلد بنوانے کے لیے میرے پاس تشریف لاتے۔ ساتھ ساتھ ایک بات کا عہد بھی لیتے کہ "مرزا صاحب آپ روز محشر اس بات کے گواہ بن جائیں کہ مَیں اپنی ذات کے لیے کچھ نہیں کر رہا بل کہ سلسلہ وارثیہ کے فروغ اور بزرگوں کی خدمت کے لیے سب کچھ کر رہا ہوں۔" آپ جیسا بزرگ انسان اس سلسلہ وارثیہ میں اور حتی کہ اس خاندان میں بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ آپ کی بزرگوں سے عقیدت اور عشق و مستی سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے، فقیر کے لیے ضروری نہیں وہ احرام پوش ہی ہو۔ بل کہ وہ سفید پوش بھی ہو سکتا ہے۔ یہ چند الفاظ تھے جو آپ کی محبت میں لکھ رہا ہوں لیکن اگر الفاظ کا ذخیرہ بھی اکٹھا کر لیا جائے تو آپ کی محبت میں کم ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے میں میاں صاحب کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے آمین!

خاکپائے وارث پاکؒ
مرزا عارف بیگ وارثی۔ لاہور

☆☆

کاتب وارث

پروفیسر ڈاکٹر شوکت علی چشتی صابری

14 نومبر 1999ء کو میرے دوست غلام فرید وارثی نے مجھے اپنے گھر محفل سماع پر مدعو کیا۔ میں کلینک سے فارغ ہو کر جب ان کے گھر پہنچا تو محفل سماع عروج پر تھی۔ میری نظر جونہی میر مجلس فقیر عزت شاہ وارثی ؒ سرکار پر پڑی تو یوں لگا۔ جیسے ایک عجیب روحانی برق سرتا پا گذر گئی ہے۔ آنکھیں چار ہوئیں تو مانند ہیر سیال جب رانجھن ماہی سے نظریں ملیں تو بے بس ہو گئی۔ یعنی مری حالت ایسی تھی کہ سرکار کی پُرخمار خوب صورت آنکھیں دیکھتا رہ گیا۔ ایسی کیفیت طاری ہو گئی کہ میری آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔ مَیں بار بار قوالی کی نیاز کے بہانے آپ کے ہاتھوں کا بوسہ لیتا، سرکار نے بار بار کمر پر پیار سے تھپکیاں دیں۔ مجھے ایک عجیب سی لہر اپنے بدن میں محسوس ہو رہی تھی۔ جیسے دبی ہوئی چنگاری کو پھر سے ہوا لگ جائے آگے مَیں بیان نہیں کر سکتا۔

اس محفل میں غلام فرید وارثی نے اپنے والد گرامی حضرت عطاء اللہ ساگر وارثی سے ملاقات بھی کروائی۔ جن کا مدبرانہ اور پروقار انداز گفت گو مجھے بھلا لگا۔ ان کی شخصیت سے ایک تخلیقی اور کامل انسان کی جھلک دکھائی دی اور یہ راز کچھ دن بعد منکشف ہوا کہ میاں صاحب نے اپنے فکر معاش کے ساتھ ساتھ سلسلہ وارثیہ کے لیے اپنی لافانی قلبی، روحانی اور بدنی خدمات پیش کر رکھی ہیں۔ دوسرے لفظوں میں سچے عاشقوں کی طرح تن من اور دھن محبت وارثؒ میں لٹا رہے ہیں اور محبت وارث پاکؒ میں اپنی کان سینہ سے گراں قیمت موتی اور نگینے سلسلہ وارثیہ کو عطا کر رہے ہیں۔

15 اپریل 2000ء کو راقم الحروف بھائی یوسف وارثی، اورنگ زیب معروف بہ گوگا، چوہدری محمد یونس نمبردار اور ان کا بیٹا، سرکار عزت شاہ وارثی ؒ کی زیارت کے لیے چھچھر شریف حاضر ہوئے۔ تمام احباب نے بری عقیدت سے سرکارؒ کی مختصری نشت میں بیٹھنے کی سعادت حاصل کی۔ کیوں کہ حال میں حضرت میاں عطاء اللہ ساگر وارثی ؒ کا انتقال ہوا تھا۔ گفت گو کے دوران میاں صاحب کا ذکر آیا تو بے اختیار سرکارؒ کی آنکھیں نم ہو گئیں اور آنکھیں صاف کرتے ہوئے ان کی زبان مبارک سے نکلا کہ میاں صاحب لوگوں کے لیے تو صرف ساگر وارثی تھے۔ لیکن در حقیقت وہ ''کاتب وارث'' ہیں۔ مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر میاں صاحب کے مقام اور

سلسلہ میں ان کی اہمیت کوئی فرد خواہ وہ کتنا ہی عالم فاضل کیوں نہ ہو واضح نہیں کر سکتا۔

ساگر وارثی صاحب نے اپنی زندگی وارثیوں کے لیے وقف کر دی۔ لوگوں کو درسِ محبت پہ گاہے بگاہے تحریری طور پر اور اپنی زبان مبارک کے ذریعہ عنایات کرتے رہے اور یوں اہل تصوف خصوصاً ''عشاق الوارثین'' کے قلب و دماغ میں محبت وارث پاکؒ کی شمع اجاگر کی جس کی لافانی لو کی تاب ہر اہلِ محبت نے محسوس کی اور جس کا احساس مدتوں برقرار رہے گا۔

اللہ تعالیٰ میاں صاحب کے درجات بلند فرمائے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب ہو۔ آیندہ میں تو میاں صاحب کو'' کاتب وارث'' ہی لکھوں گا۔

پروفیسر ڈاکٹر شوکت علی چشتی صابری۔ لاہور۔

☆☆

پیکر اخلاص

ریاض احمد چشتی عفی عنہ

(باگڑکوٹ، بیرون کوٹ حلیم خاں، قصور)

برادرم غلام فرید وارثی صاحب

اسلام وعلیکم!

ے خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں

آج یہ پڑھ کر نہایت افسوس ہوا کہ آپ کے والد محترم اور ہمارے کرم فرما میاں ساگر وارثی صاحب قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ وہ ایک چراغ تھے جو بجھ گیا وہ ایک آفتاب تھے کہ غروب ہو گیا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ اللہ کیا انسان تھے؟ آزاد درویش، آزاد مرد، بے لوث مخلص، وفادار، پیکر اخلاص، محبت و ایثار کے ساگر وارثی تو تھے۔ لیکن وارثیوں میں ان کا دم غنیمت تھا کہ درویش منش، سادہ مزاج وسادہ لوح ہونے کے ساتھ ساتھ محقق ومورخ بھی تھے۔

بندہ سے ان کا غائبانہ تعارف بہ ذریعہ کتاب ہوا تھا۔ پھر جب ان سے نیاز حاصل ہوئے تو میں نے فراموش کیا ہو تو کیا ہو۔ انھوں نے وہی پہلی ملاقات والی اپنائیت و والہانہ پن رکھا۔ اللہ

Scanned with CamScanner

غریق رحمت کرے موصوف بہت سی کم یاب و نایاب خوبیوں کے مالک تھے۔آپ کو بھی صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ نے بجا فرمایا، احقر کو انھوں نے ہمیشہ ہی نوازا بہ ذریعہ خط بھی اور بالمشافہ ملاقاتوں میں بھی وارث پاکؒ کے عرس کی تقریبات میں شرکت کی دعوتوں سے بھی عزت افزائی بخشتے رہے۔ان کی محبتیں، مشورے اور خلوص کہاں کہاں فراموش کیا جائے؟ لیکن ایک چیز کا ہمیشہ قلق رہے گا اور وہ آپ سے کہ کم از کم آپ بروقت اطلاع کرتے تو تعزیت و افسوس کے لیے حاضر ہونا سعادت سمجھتے، پھر بھی تاخیر سے ہی سہی آپ نے بہت اچھا کیا کہ اطلاع کر دی ورنہ اس چل چلاؤ کی دنیا میں اتنی بھی فرصت کہاں؟ فوری طور پر جواب دینا ضروری تھا۔لہٰذا ابھی ابھی جیسے ہی آپ کا خط ملا فوراً جواب ارسال کر رہا ہوں۔خبر چوں کہ نہایت افسوس ناک ہے اس بنا پر اس وقت جو بھی ذہن میں آیا لکھ دیا اگر کہیں سہو ہو گیا ہو تو معذرت کا خواہاں ہوں۔ایک بار دعا ہے کہ اللہ عزوجل آپ پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور ان کو اعلیٰ مراتب سے سرفراز فرماتے ہوئے دامانِ وارث پاکؒ میں جگہ عطا فرمائے۔آمین بجاہ سیّد المرسلین صلوات وآلہ ازواجہ واصحابہ وصلی

احقر العباد!

نگری بلھے شاہؒ ۴ صفر المظفر
ریاض احمد چشتی عفی عنہ

☆☆

علی ارشد

(اقصیٰ ٹاؤن، فیصل آباد)

محترم میاں غلام فرید وارثی صاحب

السلام علیکم! مجھے اپنے بزرگ دوست میاں عطاء اللہ ساگر وارثی کی وفات کا پڑھ کر بڑا دکھ اور گہرا صدمہ پہنچا ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

میرا ان سے قلمی رابطہ اور قلبی تعلق تھا، ایک بار انہوں نے مجھے میزبانی کا شرف بھی بخشا۔

Scanned with CamScanner

اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے بھر دے اور جنت میں ان کے درجات بلند فرمائے، آمین! مرحوم بے شمار خوبیوں کے مالک تھے، ہنس مکھ، ملن سار، بے تکلف، تصنع اور بناوٹ سے دور، محقق اور علمی کاموں سے شغف رکھنے والے بڑے ہی شاندار آدمی تھے، انتقال کی اچانک خبر نے مجھے اداس کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مخلص علی ارشد

پیر 24 اپریل، 2000ء

☆☆

پروفیسر شیخ ظفر اقبال احمد

(مہتاب سٹریٹ، وارڈ نمبر 11، ننکانہ صاحب، شیخوپورہ)

برادرم میاں غلام فرید صاحب!

السلام علیکم۔ مَیں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے میاں عطاء اللہ کی وفات حسرت آیات کی خبر سے مطلع فرمایا۔

مرحوم جیسے احباب سے اب دنیا خالی ہوتی جا رہی ہے۔ بس سمجھیے کہ قحط الرجال ہے۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں اعلیٰ ترین مقامات سے سرفراز کرے۔ آمین!

ایں دعا ہر مکن و جملہ جہاں آمین باد

مزید یہ کہ ان کے پسماندگان خصوصاً عزیزی غلام فرید طولعمرہ کو صبر و سکون اور روحانی ترقیوں سے نوازے۔

والسلام

پروفیسر شیخ ظفر اقبال احمد

بتاریخ 9 مئی 2000ء

Scanned with CamScanner

☆☆

''سالک ومجذوب ساگرؒ وارثی''

(محمد یامین وارثی۔شاعر)

میاں عطاء اللہ ساگر وارثی صاحب جنھیں مرحوم لکھتے ہوئے میری انگلیوں میں قلم لرز رہا ہے اور کلیجہ منہ کو آ رہا ہے۔یقین ہی نہیں آتا کہ وہ ہم سے بچھڑ گئے ہیں۔لیکن حقیقت یہی ہے کہ وہ ہم سے بچھڑ گئے ہیں۔

قحط الرّ جال کے اس دور میں ان جیسے مشفق ومہربان کا دم غنیمت تھا۔افسوس کہ فرشتہ اجل نے اس فرشتہ صفت انسان کو ہم سے چھین لیا اور ان کے غم میں آٹھ آٹھ آنسو بہانے کے لیے ہمیں رہنے دیا۔

میاں عطاء اللہ ساگر صاحب سے پہلا غائبانہ تعارف چھبیس ، ستائیس برس پہلے ان کی تصنیف [خیرالوارثین] جو سرکارِ وارث پاکؒ کی سوانح حیات پر تھی ، کے توسط سے ہوا۔یہ وہ زمانہ تھا کہ جب وارثِ پاکؒ کی محبت میرے قلب وجاں میں نمو پا رہی تھی۔اس موقع پر ان کی متذکرہ کتاب نے اس آتشِ شوق کو مزید ہوا دی۔جس نے میرے سینے میں بھڑکنا شروع کیا تھا۔بہر حال اس کتاب نے نہ صرف ان سے تعارف کا مرحلہ طے کرایا بل کہ خود ان کی محبت کو بھی میرے سینے میں جاگزیں کر دیا۔اور وقت کے ساتھ ساتھ اس غائبانہ محبت وعقیدت میں اضافہ ہوتا رہا۔بعدازاں ایک مرتبہ لاہور پہنچنے پر مَیں ان کے دولت کدے پر حاضر ہوا۔اور ان سے ملا تو مجھ پر انکشاف ہوا کہ وہ واقعی ایسے ہیں کہ ان سے محبت کی جائے۔اس زمانے سے آج تک مَیں ان کی محبتوں کا اسیر ہوں۔ان کی محبتوں کے حصار میں ہوں۔میری ان سے وصال سے کچھ عرصہ قبل تک خط وکتابت بھی رہی۔اور بالمشافہ ملاقاتیں بھی اور ہر ملاقات کے بعد ایک نیا نقش عظمت ان کے حوالے سے میرے سینے پر مرتسم ہوتا رہا۔میرے ذاتی مشاہدے کی رو سے میرے نزدیک وہ بیک وقت ''سالک'' بھی تھے اور ''مجذوب'' بھی انھوں نے اپنی دنیاوی اور خاص طور پر خانگی زندگی کے ہم قدم روحانی دنیا میں جس کامیابی کے ساتھ پیش قدمی کی وہ اپنی مثال آپ ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے بیک وقت سالک ومجذوب ہونے کی دلیل ہے۔وہ ہمہ وقت اہل اللہ کی محبت

Scanned with CamScanner

میں گرفتار و سرشار رہے اور اس محبت کا عملی ثبوت بھی فراہم کرتے رہے۔ اپنے سلسلے کے سرخیل سرکار وارث پاک اعظم اللہ ذکرہ کی محبت کی گواہی کے طور پر ان کی کتاب [خیرالوارثین] ہماری نگاہوں کی تب وتاب میں اضافے کا باعث ہے۔ اسی طرح سلسلہ وارثیہ کے کم و بیش سو شعراء کے ایمان افروز تذکرے اور انتخابِ کلام پر مبنی ان کی کتاب [تذکرہ شعرائے وارثیہ] ان کا ایک عظیم کارنامہ ہے۔ جو ان کے حوالے سے تادیر یادرکھا جائے گا۔ اس طرح ان کی ایک اور ضخیم کتاب [مشائخ ہوشیار پور] جو ضلع ہوشیار پور کے سرکردہ و معروف صاحب کشف و کرامت بزرگوں کے تذکرے سے ضیاء بار ہے۔ ان کی اولوالعزمی اور عالی ہمتی کی دلیل ہے۔ یہی نہیں بل کہ کتابی دنیا میں ان کی جدّتِ طبع نے جو نت نئے گل کھلائے ہیں۔ اس مختصر تحریر میں ان کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ان سے مل کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا۔ کہ انھوں نے اتنی ڈھیر ساری کتابیں تحریر کی ہوں گی۔ اس لئے کہ وہ بہت کم گو، انتہائی منکسر المزاج، متواضع، بے ریا، غرور تکبر اور نمود ونمایش سے یکسر پاک اور محبتوں کو دونوں ہاتھوں سے لٹانے والے انسان تھے۔ تہذیب، شائستگی، مروت، اخلاق اور انہی جیسے دیگر اعلیٰ اور غیر معمولی اوصاف ان میں بدرجہ اتم موجود تھے۔ وہ اپنی سادہ پوشی کے باوجود سرکار وارث پاک کے تربیت و فیض یافتہ فقراء کی مثل تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مختلف سلاسل کے بزرگوں اور بہ طور خاص وارثی سلسلے کے جید فقراء کے دستِ راست اور محبوب و منظورِ نظر تھے۔ جن میں قبلہ و کعبہ الحاج فقیر حضرت حیرتؔ شاہ صاحب وارثیؒ، حضرت فقیر عنبرؔ شاہ صاحب وارثیؒ حضرت فقیر عزت شاہ صاحب وارثیؒ اور انہی جیسے ان گنت بزرگ شامل ہیں۔ جن کی شفقت و محبت ہمیشہ ان کے شاملِ حال رہی۔ اور ان بزرگوں کو محبت میں سرتاپا محو و مستغرق ہو کر خود بھی سراپا محبت بنے رہے۔ اور امر ہو گئے۔ بہ قول حضرتِ سیمابؔ:-

میں بعد مرگ بھی بزمِ وفا میں زندہ ہوں
تلاش کر مری محفل مرا مزار نہ پوچھ

امتدادِ زمانہ ان جیسے لوگوں کی محبت کو ہمارے سینوں سے کبھی کھرچ نہیں سکے گا۔ ان کی محبت اور ان کا کام بزرگوں سے ان کی مستحکم و مضبوط محبت ہمارے نزدیک نہ صرف لایق تحسین بل کہ لایق تقلید بھی ہے۔ اپنے پیچھے اپنے گھر ہی میں وہ محبتوں کے کبھی نہ بجھنے والے ایسے دیے جلا

گئے ہیں۔ جو ان کے بعد ان کے ایک ایک عمل کو اپنا مقصدِ زندگی سمجھ کر ان کے محبتوں والے مشن کو گردش وقت سے بے نیاز آگے بڑھانے میں مصروف ہیں۔ ان کے لائق فرزندگان ان کے چھوڑے ہوئے ورثہ محبت کی پاسداری میں ہر لمحہ مصروف ومشغول ہیں۔ خاص طور پر میاں غلام فرید وارثی صاحب اپنے والد گرامی کی تقلید میں ہمہ تن مصروف کار ہیں۔ میں ان کے تمام فرزندوں سے ذاتی طور پر واقف اور ان سب کی سعادت مندی وفرمانبرادری اور محبتوں اور مروتوں کا بھی دل سے قایل ہوں۔ خداوند قدوس بہ طفیل پنج تن پاک ان سب کو صراط مستقیم پر گامزن رکھے۔ اور میاں غلام فرید وارثی صاحب کو قلم کی حرمت کا مزید پاسدار بنائے۔ اور اپنے والد محترم کے چھوڑے ہوئے علمی و ادبی کاموں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی سعادت مرحمت فرمائے۔ میرا رُواں رُواں حضرت ساگرؒ وارثی کی مغفرت اور درجات میں بلندی کے لیے مستقل دعا گو ہے۔

ع "پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ"

خلوص کیش :- محمد یامین وارثی

چیئرمین حضرت محمد ابراہیم حیدر شاہ وارثی ٹرسٹ پاکستان کراچی

☆☆

ماہنامہ الملنگیہ اوکاڑہ

سلسلہ وارثیہ کی معروف علمی شخصیت میاں عطاء اللہ ساگر وارثی سمن آباد لاہور میں قضائے الٰہی سے بتاریخ 7 فروری 2000ء کو اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا علیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے مرحوم میاں عطاء اللہ ساگر وارثی صاحب کی سلسلہ ملنگیہ سے بڑی عقیدت ومحبت تھی۔ ان کے تاثرات ماہنامہ الملنگیہ میں شایع ہو چکے ہیں۔ نیز ان کی تصانیف [محبوب الوارثین] اور [شعرائے وارثیہ] پر تبصرہ الملنگیہ میں شایع ہو چکا ہے۔ مکرمی صاحب زادہ خواجہ اظہار الحق مسعود شاہ ملنگی صاحب سے بہ ذریعہ خط وکتابت رابطہ رکھتے اور صاحب زادہ صاحب کی دینی، روحانی خدمات کو

بڑا سراہتے تھے۔ ادارہ ماہنامہ ''الملنگیہ'' مرحوم کے پسماندگان کے غم میں برابر شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ بزرگانِ دین، اولیائے کرام کے طفیل گلشن وارثیہ کے اس پھول کو جنت الفردوس کی بہاروں میں مرشد کریم اور سرکار وارث پاک کا خصوصی قرب عطا فرمائے۔ آمین

ایسے گئے کہ زندگی کی شام ہو گئی
لاؤں کہاں سے ڈھونڈ کے گزری سحر کو مَیں

بہ قول بیدم شاہ وارثیؒ
مجھے خاک میں ملا کر میری خاک بھی اڑا دے
تیرے نام پر مٹا ہوں مجھے کیا غرض نشاں سے
اسی خاکِ آستاں میں کسی دن فنا بھی ہوگا
کہ بنا ہوا ہے بیدمؔ اسی خاک آستاں سے

[ماہنامہ الملنگیہ اوکاڑہ اپریل 2000ء]

☆☆

ادریس احمد صدیقی وارثی
(خادم خاص آستانہ فقیر حیرت شاہ وارثیؒ)

برخودار سلامت رہو

بعد دعا کے معلوم ہو کہ مَیں اور جملہ عزیزان بھائی غلامان وارث خیریت سے ہیں۔ اللہ پاک رحمت عالم سرکار دو عالم کے صدقہ میں پیارے بھائی کو اپنا قرب عطا کرے اور ان کو قبر شریف میں جنت کی ٹھنڈی ہوا فرمائے، ابھی مَیں کل ہی دربار شریف سے گھر آیا تھا تو آپ کی چچی نے آپ کا محبت نامہ جو کہ آپ نے میرے خط کے جواب میں تحریر کیا وہ غم سے بھرا ہوا 22 فروری کا ملا معلوم تو پہلے ہی ہو گیا تھا مگر یقین نہیں 6 مارچ کو گھر آیا تو پہلے آپ کا خط ملا پڑھنے کو مَیں ابھی گھر سے نکلنے ہی والا تھا جو 10 بجکر 50 منٹ پر دوسرا خط ملا ابھی ڈاکیہ نے دیا۔ یہ آپ کا 3 مارچ کا تحریر ہے۔ آپ نے تحریر کیا ہے کہ بھائی صاحب مرحوم کا چہلم ختم شریف 12 مارچ اتوار کو ہوگا برخوردار مَیں ان شاء اللہ جمعرات کو ان کے لیے دعا کرواؤں گا۔ بھائی بہت

پیارے محبت کرنے والے امین تھے۔ آپ کی بہت بڑی خواہش تھی کہ بابا حضور کا مزار مبارک اپنے سامنے بن جائے۔ اس دن بھی اس بات پر کمانے کے بعد اور اس سے پہلے بھی بات ہوئی اور اگر بھائی زندہ رہتے، وہ کراچی آنے والے تھے وہ بھی اس وقت آپ کے یہاں پر تھے۔ میرے ساتھ ہی نکلے تھے مَیں ان شاء اللہ بہت جلد ملاقات کر دونگا۔ اللہ پاک آپ کو اور جملہ عزیزان کو صبر عطا فرمائے، آمین!

بھابی صاحبہ کی خدمت میں سلام عرض کر دینا اور یہ ہی اللہ کی مرضی ہے،

آپ کا اپنا

ادریس احمد صدیقی وارثی مرادآبادی

آستانہ فقیر حیرت شاہ وارثی کراچی

07.03.2000

☆☆

حضرت میاں عطاء اللہ ساگر وارثی رحمۃ اللہ علیہ

(محمد اکرم قلندری نعت خواں)

آپ سلسلہ وارثیہ کے معروف شاعر، نامور ادیب اور صوفی فقیر میاں حیرت شاہ وارثیؒ کے فیض یافتہ مرید تھے۔ آپ کا گھرانہ شروع سے ہی درویشانہ اور روحانیت سے بھرپور تھا، یہی وجہ تھی بزرگوں کی آپ پر بڑی خصوصی شفقت رہی۔ اپنے پیشوا کی خدمت میں رہ کر شب و روز ریاضت و مجاہدے کیے اور خدمت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ دراصل مرید ہونے کا حق ادا کر دیا اور اپنی ہستی کو مرشد کے عشق میں فنا کر کے فنافی الشیخ کا مقام پایا۔ اپنے شیخ کی پیروی میں علمی خدمات انجام دیتے ہوئے وارثی سلسلہ کی ترویج کے لیے متعدد کتابیں بھی تحریر کیں۔ جنہیں اہلِ علم اور اہلِ نظر نے بہت سراہا اور یہ علمی ادبی اور مذہبی حلقوں میں بہت مقبول ہوئیں۔ ان کے عظیم کارنامہ کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

ساگر وارثی صاحب سے راقم کی ملاقات معروف نعت گو شاعر رانا محمد مزمل خاں سفری کے ذریعے ہوئی، یہ 14 نومبر 1993ء کی ایک سہانی شام تھی جب راقم اور مزمل سفری صاحب سالانہ عرس کے لیے رہائش گاہ، اسلام آباد کالونی، سمن آباد پہنچے۔ کافی رونق تھی راقم نے اپنی معروف نعت ''گزر ہو جائے میرا بھی اگر طیبہ کی گلیوں میں'' پیش کی جسے سن کر آپ بہت خوش ہوئے اور

Scanned with CamScanner

محفل کے اختتام پر فرمانے لگے" قلندری صاحب! آپ نے بہت وجد آفریں اور معیاری کلام پڑھا۔ مجھے ایسے کلام اور ایسی پُردرد آوازیں بہت پسند ہیں۔ آپ محفل میں ضرور آیا کریں، میں پڑھے لکھے اور سمجھ بوجھ رکھنے والے نعت خوانوں کو پسند کرتا ہوں"۔ پھر فرمانے لگے اگر قوالی کا ذوق ہے تو ضرور سن کر جائیں۔ محفل سماع کا سہانا، روحانی اور پُرکیف سماں آج تک میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ میاں ساگر صاحب کو سماع سے بہت رغبت تھی اور ہمیشہ میعاری کلام ہی پسند فرمایا۔ اسی سالانہ محفل میں قبلہ حضرت صوفی الیاس چشتی صابری بھی ضرور تشریف لاتے۔ یہاں ہر سال ان سے ملاقات ہوتی بل کہ سلسلہ وارثیہ کے احرام پوش فقیر بیٹھے بہت اچھے لگتے۔ زرد احرام میں ملبوس سفید اور سرخ چہرے والی ہستی فقیر قاضی عزت شاہ وارثی کو جو دیکھتا وہ دیکھتا ہی رہ جاتا۔ ساگر صاحب کی بہ دولت کئی ایک درویشوں کی زیارت نصیب ہوئی۔ ساگر وارثی صاحب کا اخلاق بہت اچھا تھا۔ طبیعت میں کچھ جلال مگر جمالی رنگ زیادہ نمایاں تھا۔ وہ ایک انا پرست اور خوددار شخصیت تھے۔ جس طرح میاں ساگر وارثی اپنی زندگی سلسلہ وارثیہ کی ترویج اور فروغ کے لیے وقف کیے ہوئے تھے، ان کے صاحبزادے میاں حاجی خالد وارثی، میاں شہزاد ساگر وارثی اور میاں غلام فرید وارثی بھی اپنے والد گرامی کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے سلسلہ وارثی کی شمع مزید روشن کرنے کی محنت کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ خدا ان کے جذبہ شوق کو ہمیشہ زندہ رکھے اور انھیں ہر میدان میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین!

محمد اکرم قلندری

☆☆

خواجہ صادق حسن۔ اسلام آباد

انتہائی قابلِ احترام محترمہ بھابھی صاحبہ

اسلام وعلیکم۔ مجھے یہ سن کر انتہائی دکھ و رنج ہوا ہے۔ کہ میرے حاجی اور روحانی بھائی عطاء اللہ ساگر صاحب کا اچانک انتقال ہو گیا ہے۔ مجھے بڑا دکھ اور صدمہ ہوا ہے۔ مجھے دوران حج مکہ و مدینہ پاک میں ان سے بڑی محبت رہی۔ بڑے عظیم انسان تھے۔ مَیں نے ان سے بہت کچھ سیکھا۔ یہ ان کی شفقت تھی۔ کہ وہ میرے پاس اسلام آباد تک تشریف لاتے رہے۔ حضرت عزت شاہ

...صاحب کے ہاں بھی سالانہ عرس پاک پر ان سے ملاقات رہی۔ حضور سرکار وارث پاک کی ان پر ...ص عنایت اور شفقت رہی۔ بس انہوں نے اچانک ہی سفر آخرت اختیار کر لیا۔ ابھی ان کی ...عمر بہت اچھی تھی۔ اور اس صدمہ کیلئے ہم تیار نہ تھے۔ مولا کریم اپنے حبیب پاک اور سرکار ...وارث پاکؒ کے صدقہ مرحوم بھائی کو جنت الفردوس میں جگہ عطا کریں۔ اور آپ سب کو صبر جمیل ...عطا ہو۔ آمین ثم آمین ایمن بھائی صاحب کی رحلت پر بہت رنجیدہ ہوں۔ انہوں نے تصنیف و ...تالیف کا اتنا کام کیا۔ کہ یہی کچھ ان کی نجات کا باعث ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کروٹ کروٹ ان پر رحمت ...نازل کرے، آمین ہماری محبت اور عقیدت ان کے ساتھ ہے۔ آپ ہمت اور صبر سے کام لیں۔ آپ کے لیے یہ بہت صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اور سرکار پاکؒ آپ کے حامی و ناصر ہوں آمین ثم آمین!

تابعدار آپ کا بھائی

خواجہ صادق حسن۔ اسلام آباد

☆☆☆

سلسلہ وارثی کی عظیم ہستی
(سیّد محبوب الحسن چشتی وارثی۔ بانی انٹرنیشنل نعت کونسل)

جناب الحاج میاں عطاء اللہ ساگر وارثیؒ کی وفات کا سن کر دلی طور پر افسوس ہوا صرف ایک دن پہلے ہی تو آپ سے اباجی حضور فقیر سیّد حامد حسین گیلانی وارثیؒ کے جنازے میں ملاقات ہوئی۔ آپ کی ہدایات کے مطابق قبلہ والد صاحب کو غسل دیا گیا۔ تدفین کے بعد شام کے وقت میاں ساگر وارثی صاحب لاہور کو تشریف لے گئے۔ صبح سویرے آپ کے انتقال کی خبر سن کر یقین نہیں آرہا تھا۔ گو وہ تو اپنے خالق حقیقی سے ملنے کے لیے بے تاب تھے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ فوراً ہی آپ کے وصال سے لطف اندوز ہوئے۔ اناللہ وانا علیہ راجعون۔ اللہ اپنے حضور کے صدقے اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان سب کو حضور قبلہ وارثی صاحب کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

سیّد محبوب الحسن چشتی وارثی (بانی انٹرنیشنل نعت کونسل)

پاک بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور، 10 مارچ 2000ء

Scanned with CamScanner

عکسی خطوط
بنام ساگر وارثی

Scanned with CamScanner

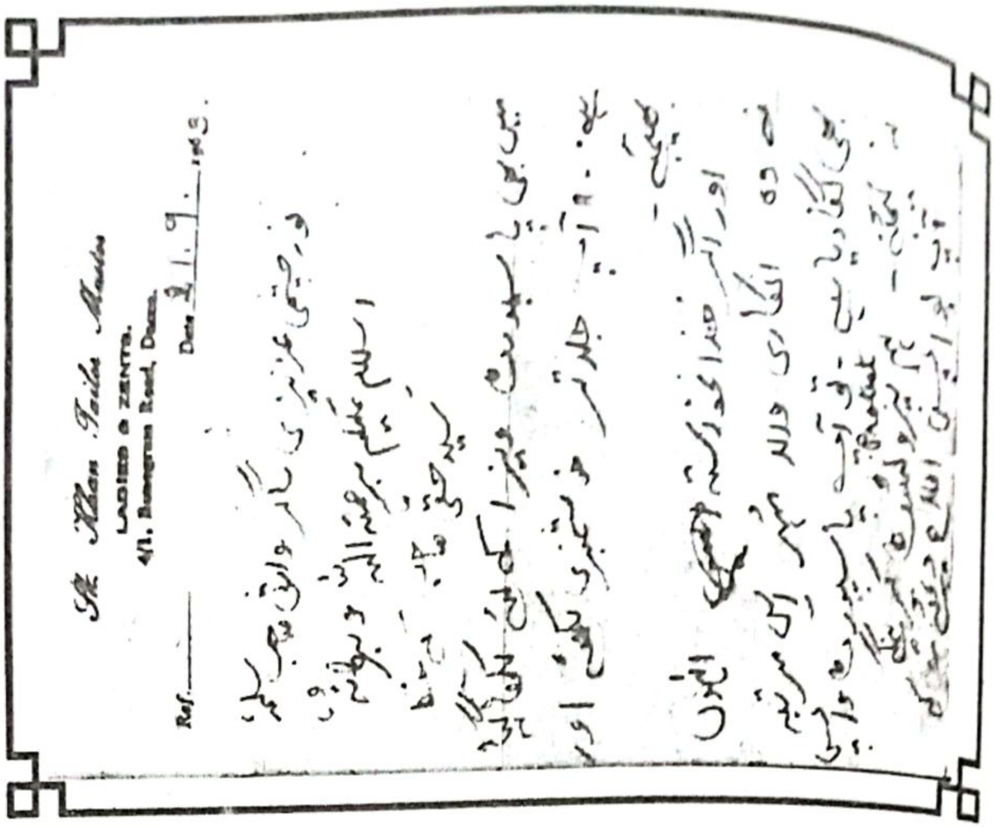
Sh. Khan Tailor Master
LADIES & GENTS.
4/1, Banagram Road, Dacca.
Ref.________ Date 1.9. 195

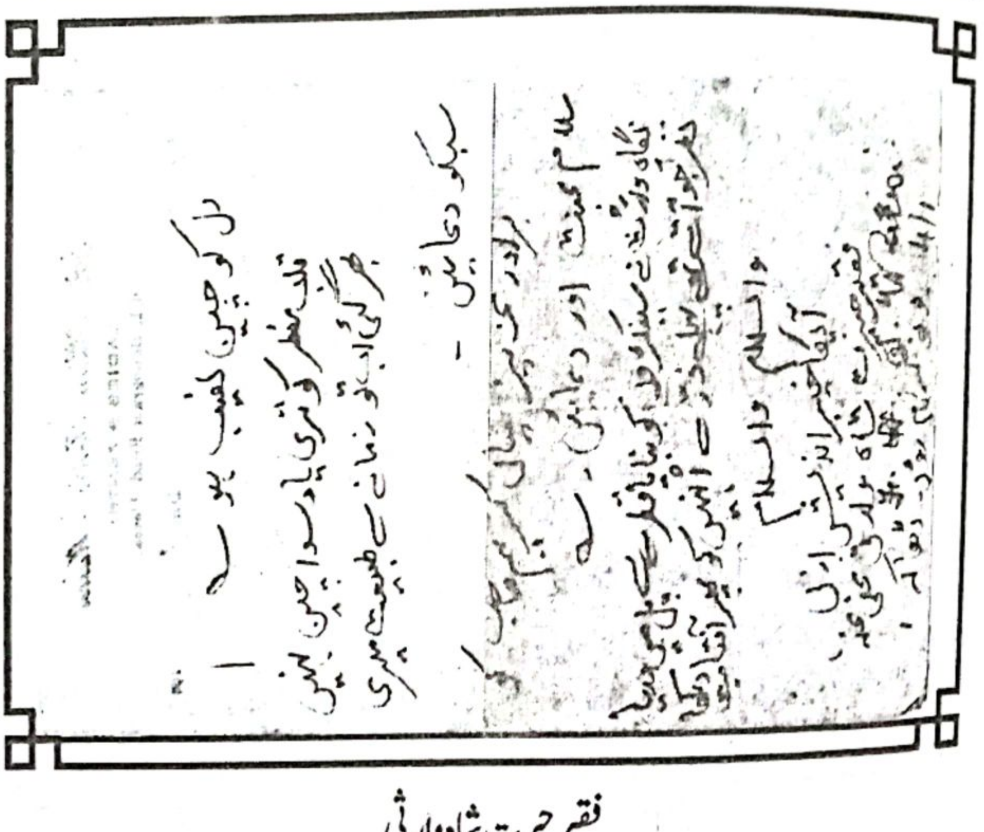

فقیر حیرت شاہ وارثی

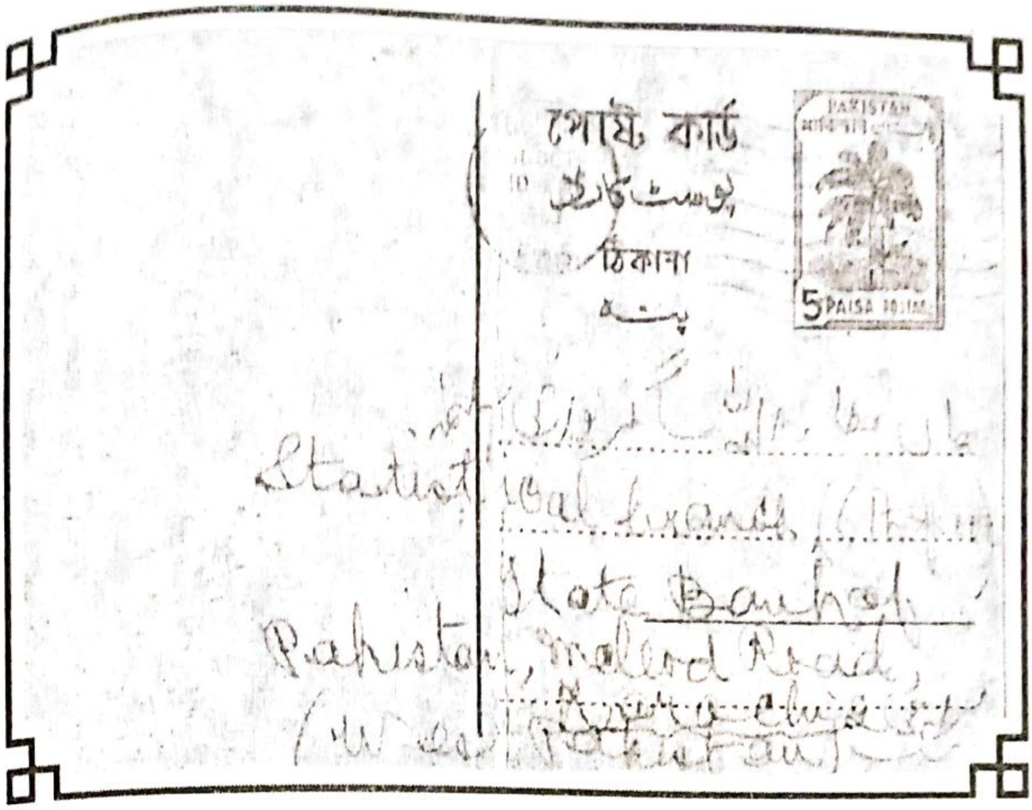

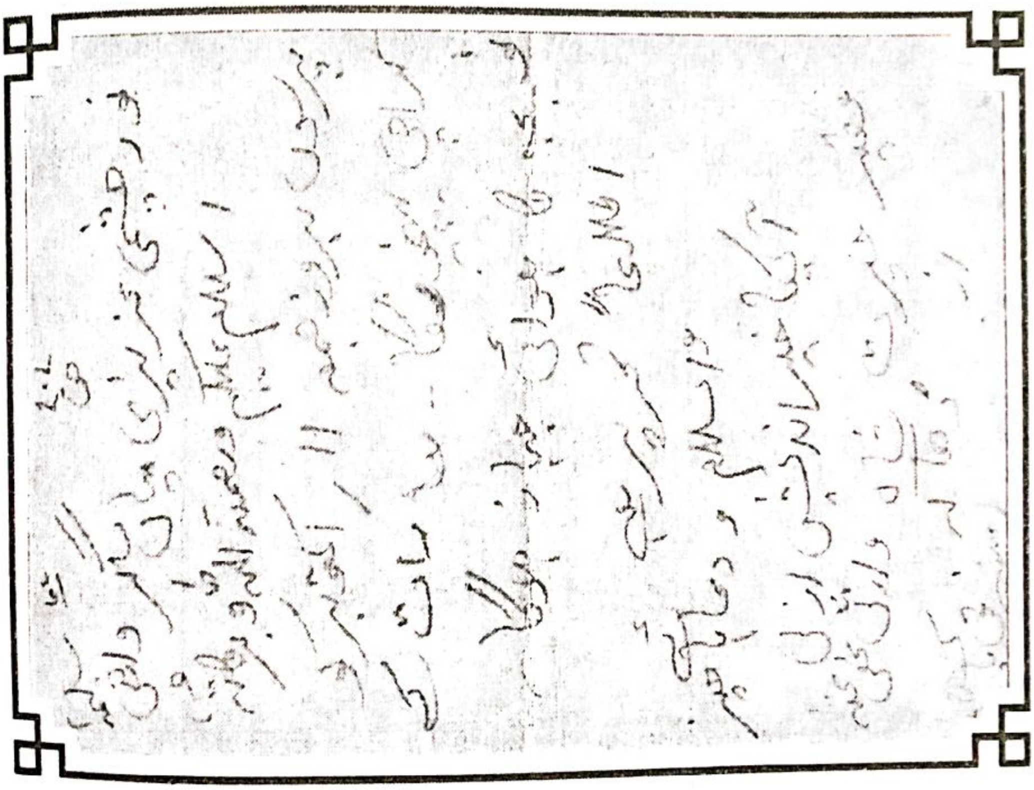

فقیر حیرت شاہ وارثی

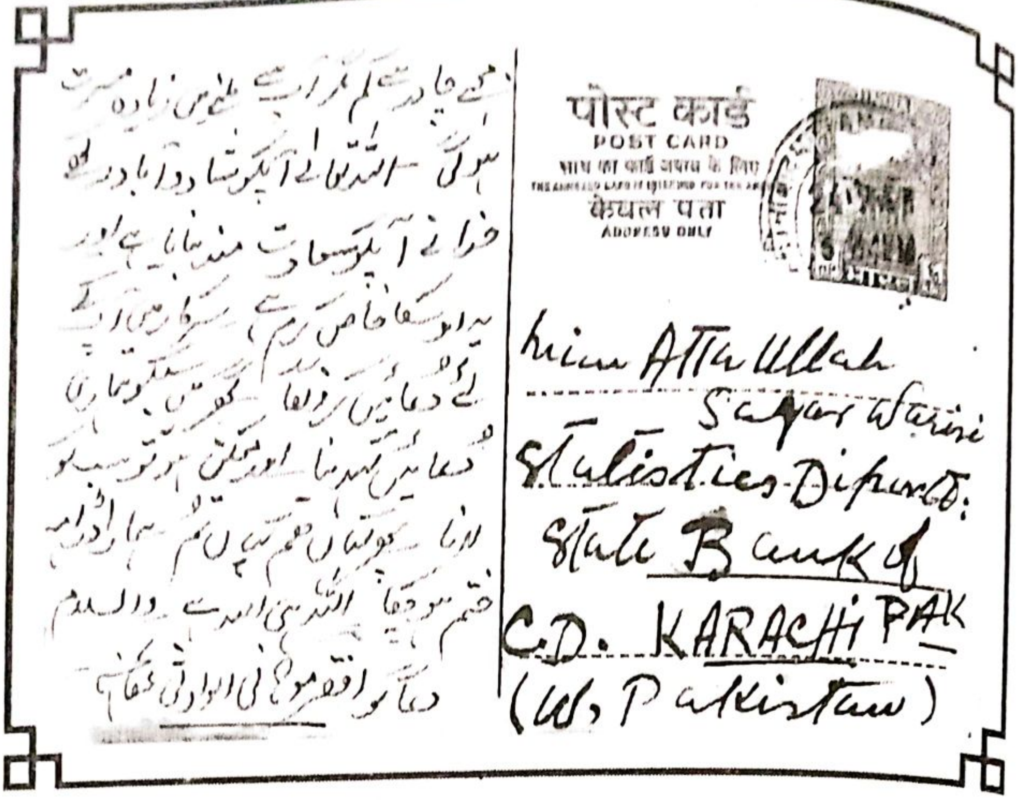

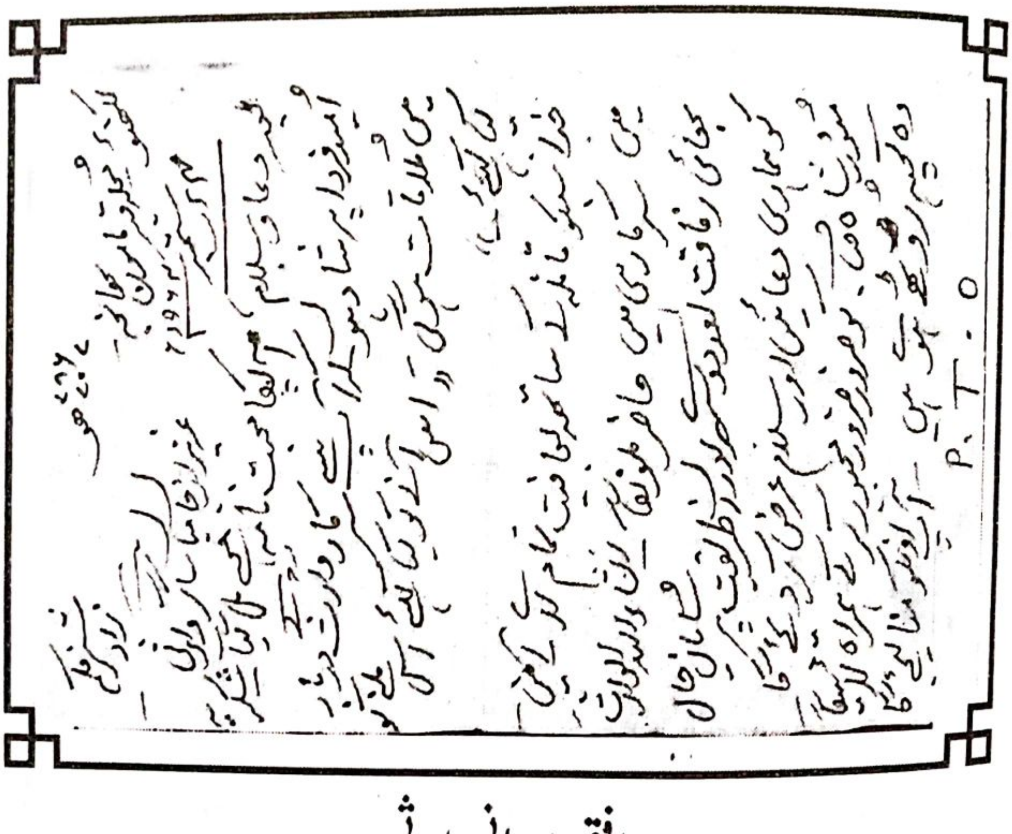

افقر موہانی وارثی

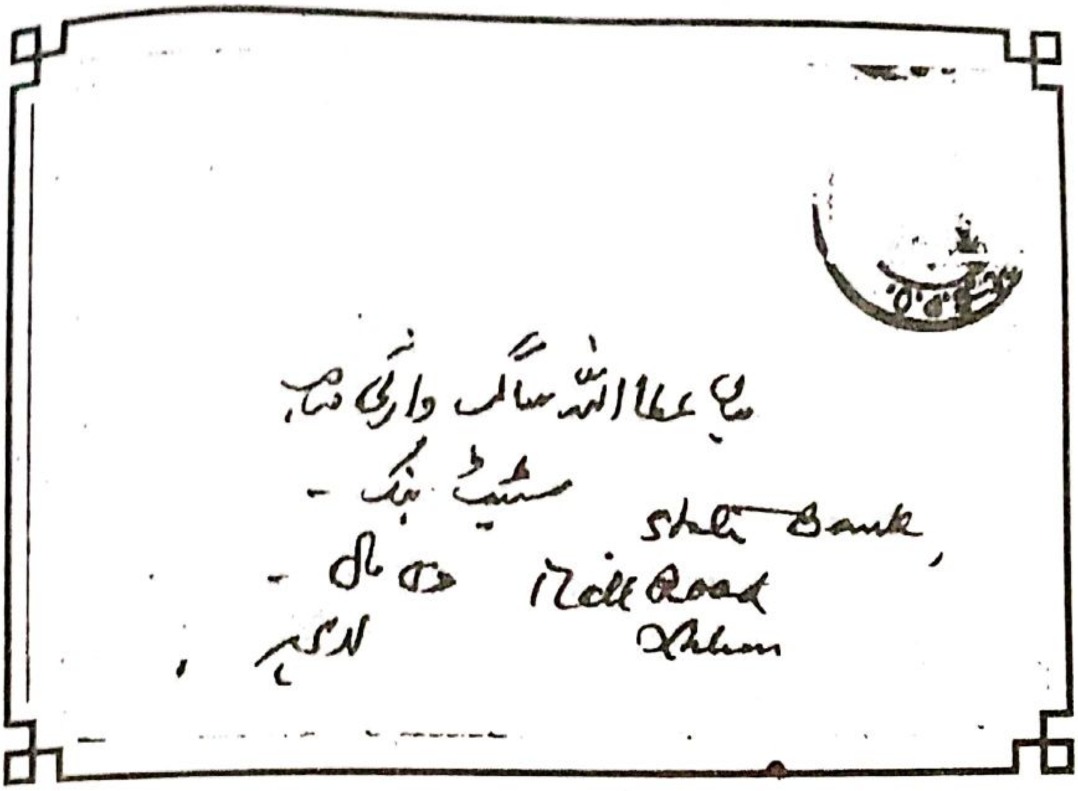

میاں عطا اللہ سالک وارثی صاحب
سٹیٹ بنک -
State Bank,
مال روڈ -
Mall Road
لاہور
Lahore

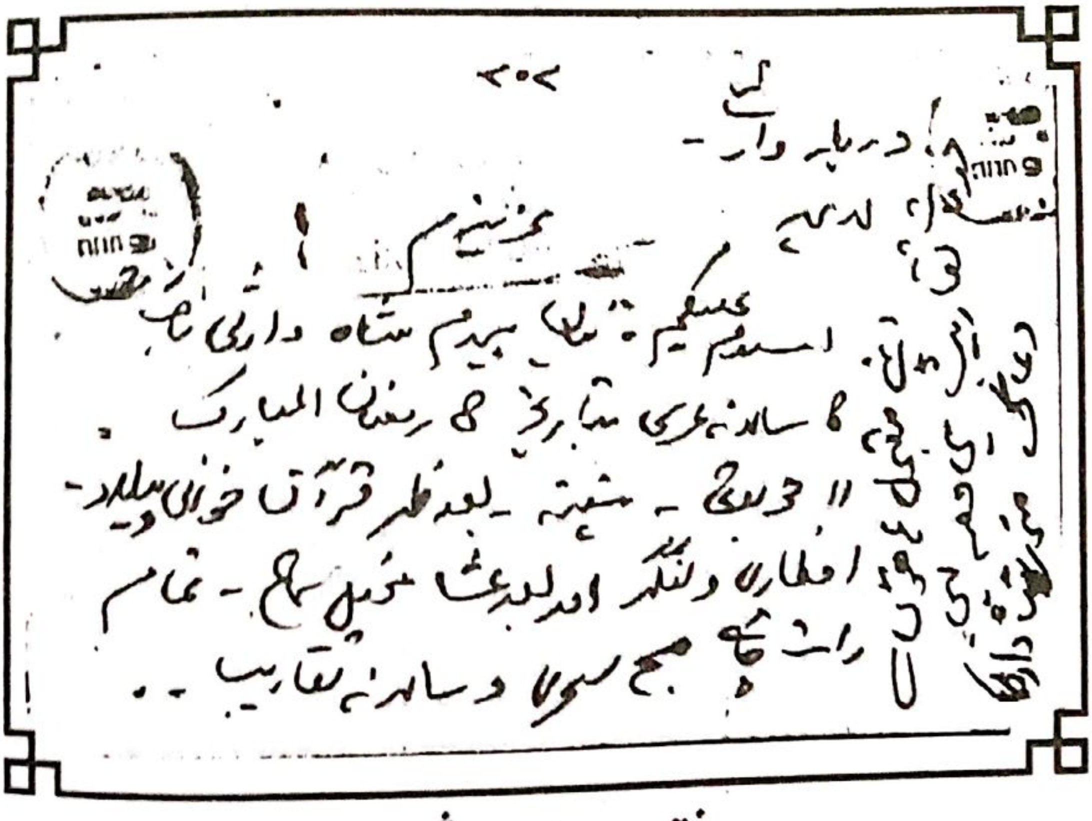

السلام علیکم ... بیدم شاہ وارثی صاحب
کا سالانہ عرس بتاریخ 8 رمضان المبارک
... بجے - شب بعد ظہر قرآن خوانی میلاد -
افطاری و لنگر اور بعد عشاء محفل سماع - تمام
رات ... صبح سویرا و سالانہ تقاریب ..

فقیر منور شاہ وارثی

Nayab Shah Warsi

नायाब शाह वारसी

नायाब मंज़िल
देवाँ शरीफ़
बाराबंकी (उ. प्र.)
कोड : ~~05243~~ 05248
फ़ोन : 45195

Nayab Manzil
Dewa Sharif
Barabanki, (U.P.)
Code : 05243
Phone : 45195

My dear SAGAR WARSI
Assalaam alaikum

Will you please send me a book named "SORAI-WARSI" in which my photo and life history is given along with other fukrai warsi. The same book is required.

Hope you will send the book soon by Post or through some responsible person.

Here is OK. Very keen to see you. Please try to come Ajmer Sharif [illegible] in the Urs of Khwaja Gareeb Nawaz R.A.

Thanking you in anticipation,

Yours sincerely,

Nayab Shah Warsi
19/4/200[illegible]

فقیر پنڈت نایاب شاہ وارثی

Scanned with CamScanner

Nayab Shah Warsi
नायाब शाह वारसी

नायाब वारसी देवा शरीफ बाराबंकी (उ. प्र.) कोड : 05242 फोन : 45196	YA WARIS Pak	Nayab Warsi Dewa Sharif Barabanki (U.P.) Code : 05242 Phone : 45196

Dear Dear Sagar Bhai Salaamalaikum

Received your Books through "Amanat" puffed up with joy. Try to come India to show me your lovely face at Ajmer Sharif or Dewa Sharif. Please now and then, give your welfare through letter. I prayed to Waris pak for your long life and prosperity. Very keen to see you. My love to all family members. I am sending four Chadars of Waris pak as Tabarruk and six bottles of Ittar to you.

Rest when we meet

Yours Sincerely

Nayab Shah Warsi.

فقیر پنڈت نایاب شاہ وارثی

سگ آستانہ وارث پاک

فقیر عنبر علی شاہ وارثی اجمیری

تاریخ ۲۴ جولائی ۱۹۶۹ء

برادرم ساگر وارثی بعد تحیت یا شیدا کو نفس رہو دعائیہ کو

میں بخیریت ہوں آپ سے رخصت ہو کر رات آگیا ہوں سرکار کے کرم سے اچھا ہوں
آپ بھی بخیریت ہوں گے سرکار کا کرم بنائے رکھیں امید ہے منینے اگر رہنا تمام شروع
کر دیا ہے آپ خط وقت پہ رکھئیے اور متصل لکھ کر تحریر کرتے رہئیے۔
میں مسودہ تیار کر کاتب کو روانہ کر رہا ہوں [illegible] دیا ہے پر دردِ اطمینان و [illegible]
میں یہ سرکار کے حضور سے یہ کام شروع کیا ہے [illegible] ساز ہیں لیکن [illegible]
سنو سنو انکی حسبِ قابل قدر ہے لیکن! جبکہ آپ کے مطلب میں ثابت۔
قدم [illegible] سلسلہ کی تبلیغ و اشاعت فرمانے ہیں کا منشاء کو سنترال [illegible]
میرے خیال میں اس وقت اہم ضرورت اس کی ہے کہ ذاتیات اور اغراض سے غیر
متعلق ہو کر سلسلہ کا وقار اور استحکام قائم کیا جائے اور اس میں آپ لوگ سب برابر
[illegible] ملک کا کام کریں سلسلہ میں جو بدظنیاں اور بدعنوانیاں ہو رہی ہیں
الغرض شدت کے ساتھ ان کا تعاون انکی اصلاح ہو سکے اسی وقت ہو سکتی ہے
جبکہ ہم سب بھائی متحد ہو جائیں یہ سب باتیں آپ بڑے لوگوں کی ہیں
اگر آپ کتابت وہاں کرا سکیں تو مسودات کو وہاں روانہ کر دوں ورنہ آپ کاغذ
روانہ کر دیں آپ جب کاغذات روانہ کریں تو میں جلد سے جلد طباعت شروع
کردوں باقی تمام پرسانِ حال کو سلام دعا

[illegible]

فقیر عنبر شاہ وارثی

سگ آستانہ وارث پاک

فقیر عنبر علی شاہ وارثی اجمیری

تاریخ [illegible] ۱۹۶۹ء

برادرم ساگر وارثی بعد تحیت [illegible] خوش رہو دعائیہ

میں بخیریت تمام آپ سے رخصت ہو کر اجمیر آ گیا ہوں سرکار کے کرم سے اچھا ہوں
آپ بھی بخیریت ہوں گے [illegible] آپ کے [illegible] اگر [illegible] کام شروع
کر دیا ہے آپ [illegible] منتقل [illegible] تحریر کر [illegible]
میں مسودہ تیار کر [illegible] کو روانہ کر [illegible]
میں نے یہ سرکار کے حکم سے [illegible] کام شروع کیا [illegible] [illegible]
[illegible] قابل قدر ہے [illegible] جبکہ آپ [illegible] طلب [illegible] ثابت
[illegible] سلسلہ کی تبلیغ و اشاعت فرمانے [illegible]
میرے خیال میں اس وقت اہم ضرورت [illegible] ذاتیات اور اغراض سے غیر
متعلق ہو کر سلسلہ کا [illegible] استحکام قائم کیا جائے [illegible] آپ [illegible]
[illegible] کریں سلسلہ میں جو [illegible]
[illegible] کے ساتھ [illegible]
جبکہ ہم سب بھائی متحد ہو جائیں [illegible] اسی وقت [illegible]
اگر آپ کتابت وہاں کرا سکیں تو [illegible] یہ سب باتیں آپ [illegible]
روانہ کر دیں [illegible] جب کاغذات روانہ کریں تو میں [illegible]
کر دوں باقی تمام [illegible] کو سلام دعا

[illegible]
فقیر عنبر علی شاہ وارثی اجمیری

فقیر عنبر شاہ وارثی

ڈاکخانہ چنگا بنگیال
تحصیل گوجر خان
ضلع راولپنڈی

فقیر عزت شاہ وارثی

آستانہ عالیہ وارثیہ چھپر شریف

والا نمبر ______ تاریخ ______

محترم و مکرم میاں عطاء اللہ ثاقب ساگر وارثی

السلام علیکم۔ [illegible]

[illegible]

بقول سعدی علیہ الرحمۃ

مرا پیر دانائے فرخ شہاب — دو اندرز فرمود بر روئے آب
یکے آنکہ بر خویش خود بین مباش — دگر آنکہ بر غیر بدبین مباش

[illegible]

سعدی دل عشاق از محبت آبست [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

والسلام

فقیر عزت شاہ وارثی

فقیر عزت شاہ وارثی

ہوالوارث الکریم

SHAHJAHANPUR.

Ref. No. Dated 11. 6. 88

برادر طریقت ساگر

تسلیمات محبت و خلوص

امید کہ مزاج بخیر ہونگے

آج ایک طویل عرصہ کے بعد حاضرِ خدمت اس امید کے ساتھ ہو رہا ہوں کہ فراموش نہ کیا ہوگا۔ ابھی چند گھنٹے قبل مرے آپ عزیز کے سلسلے میں معلوم ہوا کہ وہ صبح سات بجے آپ کے دیار کیلئے روانہ ہو رہے ہیں بے اختیار چند بھولے ہوئے ناموں کی یاد آگئی اس وعدہ کے ساتھ حاضر ہو رہا ہوں اگر آپ نے چاہا تو اب آئندہ یہ سلسلہ بند نہ ہوگا

جن صاحب کے ہاتھوں یہ تحریر روانہ کر رہا ہوں وہ صرف دو تین ہفتہ قیام کرینگے یہ اپنے پروگرام سے آپ کو بذریعہ خط مطلع کر دینگے میں صرف ان کا حدود اربعہ آپ تحریر کر رہا ہوں تاکہ اگر آپ ملاقی کرنا چاہیں تو پلیٹ فارم پر زحمت نہ ہو ویسے میں نے کافی عرصہ قبل آپ سے کہا تھا کہ بھائی اگر خود تشریف نہیں لا رہے ہو تو اپنی ایک ہی تصویر روانہ کر دو لیکن میری عرض قبول نہیں ہوئی امید ہے کہ میری اس عرض پر غور اب ضرور فرمائیں گے۔ خیر —— ہاں تو یہ ہیں ظفر شمسی صاحب امید ہے کہ آپ نے اپنے خواجہ ناظم الدین مرحوم ضرور یاد ہونگے صرف چند اخ نہ چھوٹے ظفر صاحب کا ہے باقی اور کوئی کمی نہ پائیگا امید ہے کہ میرا مقصد آپ پر واضح ہو گیا ہوگا؟

بھائی حسب وعدہ آنجناب کے سرکار عالم پناہ سے متعلق مجموعہ کتب روانہ کرنے کا تحریر فرمایا تھا۔ دیوہ شریف میں ملک بشیر شاہ وارثی نے بھی تذکرہ کیا تھا لیکن وہ اسٹیشن پر آپ نظر رہے خیر آگر صاحب —— ظفر میاں سے ملاقات کرینگا

ادھر کچھ نامساعد حالات کے سبب اخبار بند تھا انشاءاللہ تعالیٰ ماہ اگست سے پھر شروع کرنے جا رہا ہوں۔

لکھا دعا کرو وقت کم ہے باقی آپ کی تحریر کے بعد ——

جواب کا منتظر رہوں گا — شکریہ

خاکسار اسد وارثی

خان اسد وارثی
محلہ بنجاریان
پیلی بھیت یوپی

خان اسد وارثی

حق

چوہدری غلام رسول افضل وارثی

سینیٹری انسپکٹر [illegible] گوجرانوالہ

786

برادر مکرم و محترم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ موصول ہوا۔ میں 18/10/81 سے درد گردہ میں
مبتلا ہوں۔ کل سے دفتر آنا شروع کیا ہے۔ لیکن
طبیعت تاحال پوری طرح بحال نہیں ہوئی۔ کوشش
کروں گا کہ حاضری کی سعادت سے محروم نہ رہوں لیکن فی الحال
وثوق سے کچھ نہیں کہہ سکتا کہ [illegible] طبیعت کیسی رہتی ہے۔
اگر حاضر نہ ہو سکا تو میرے لئے عرس شریف میں میرے لئے
خصوصی دعا مانگیں۔ [illegible] کی جانب سے سب کو سلام۔ بچوں کو پیار

فقط والسلام
دعاگو و محتاج دعا
غلام رسول وارثی
10/11/81

چوہدری غلام رسول افضل وارثی

چورہ شریف ۲۴

محترم! السلام علیکم،

خواجہ صاحب تشریف لائے۔ آپکی سابقہ گفتگو سرکار میں پیش کر دی گئی ہے۔ اقبال جیبی والی کی طرف سے ایک چادر بھی پیش کر دیا گیا۔ ملاحظہ فرما لیں۔

پیر سید علی احمد صاحب کو جب کچھ مدد درکار ہوتی ہے۔ اس وقت وہ موجود نہیں ہیں۔ اسلئے کتاب کے متعلق [illegible] میں کی اطلاع کوئی صورت نہیں۔ یہ کام پیر صاحب کی موجودگی میں ہی ہو سکتا ہے۔ باقی کل خیریت ہے۔

والسلام

[illegible]

منشی درگاہ عالیہ چورہ شریف

ضلع کیمبلپور۔

[illegible]

[illegible]

خان اسد وارثی

Scanned with CamScanner

از:- مکان نمبر ۱۳۹ سینٹرل بینک کے سامنے
جوڑا پالو رنگ آباد اٹاوہ (یو۔پی)
(انڈیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هُوَ الوارث

آل انڈیا بزمِ بیدم رجسٹرڈ نمبر ......
دیوی شریف ضلع بارہ بنکی

دفتر: خانقاہ حافظ پیاری
دیوی شریف بارہ بنکی

برخوردار میاں ساگر وارثی صاحب سلمہٗ دعا!

امید ہے کہ آپ مع متعلقین سرکار کے کرم کر دعا نیت سے ہونگے۔ خدا آپکو خوش رکھے
۱۹۶۳ء سے اب تک اتنے زمانہ کے بعد نہ جانے کیوں ایک گوشہ نشین فقیر پہ کرم نوازی،
کہ یاد آگیا،، اور مصروفیات میلہ کاتک کے دوران زائرین عرس مسلسل آپ کے دو
خطوط دستیاب ہوئے، اس یاد آوری کا شکریہ! جواباً عرض حال یہ ہے،،
آپ کی پیشکش سے مجھے ایک کاپی خیر الوارثین بذریعہ برادرم رضی احمد صاحب منیجر آستانہ شریف
ملگئی تھی۔ دیکھا تو اسمیں بہت سی خامیاں نظر آئیں، بہرنوع کچھ نہ کرنے سے،
کچھ کر گذرنا بہتر ہوتا ہے۔ آپکی محنت قابل ستائش ہے میں آپکی محبت کی قدر کرتا ہوں
حرکت میں برکت ہے! کتاب لکھئے میں انشاءاللہ الوارث جلد آؤنگا۔ اور دیکھونگا
حالانکہ ضعیفی سے برا حال ہے، چراغ سحر ہوں،، علیل رہتا ہوں!
جناب اختر میر صاحب ایڈوکیٹ ۸۲ نیو انارکلی لاہور کا کرم نامہ ۱۷/۸ کو مدت بعد ملا ہے۔ وہ بھی اپنی کسی کتاب یا صحیفہ کے سلسلے میں میرا قلمی انٹرویو اور تعاون چاہتے
ہیں!۔ کیا عرض کروں!
دوسرے اب بزمِ فراق سے حالت ضعف کی اٹھتا ہے درد بھی تو عصا لیکے آہ کا
یہ پرآشوب دور ہے اور چودھویں صدی کا اختتام ہے، سچ ہے کہ فقیر مفقود اور فقیری
کمیاب ہو رہی ہے۔ آجکل عام طور پہ لوگ فقیر کا روپ بنا کر تصوف کا مضحکہ اور فقر
کی ڈھول اڑا رہے ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ ہر جگہ حقائق کا خون ہو رہا ہے۔ اور صداقت
کی بساط پر فریب کا ہر ہاتھ اپنی نئی چال چل رہا ہے۔ اللہ ایمان کو بخیر رکھے۔ آمین

سرپرست
۱۔ [illegible]
۲۔ کنور مسعود علیخاں لکھنؤ
۳۔ حضرت بیدار شاہ وارثی
۴۔ پیر حضرت [illegible] شاہ وارثی
۴۔ رضی مشتاق صدر
۵۔ کمال شاہ وارثی نائب صدر
۶۔ [illegible] سکریٹری
۷۔ [illegible] سکریٹری
۸۔ [illegible] نائب سکریٹری
۹۔ نیاز وارث وارثی خزانچی
۱۰۔ [illegible]
۱۱۔ [illegible]
ممبران:
۱۔ [illegible] شاہ وارثی
۲۔ راہی فیض آبادی
۳۔ [illegible] بارہ بنکوی
۴۔ کلیم وارثی [illegible]
۵۔ [illegible] احمد لکھنوی
۶۔ [illegible]
۷۔ اسرار وارثی دیوی شریف
۸۔ [illegible]
۹۔ جمال وارث دیوی شریف
۱۰۔ حفیظ سلمانی لکھنوی

فقیر بیدار شاہ وارثی (پہلا صفحہ)

Scanned with CamScanner

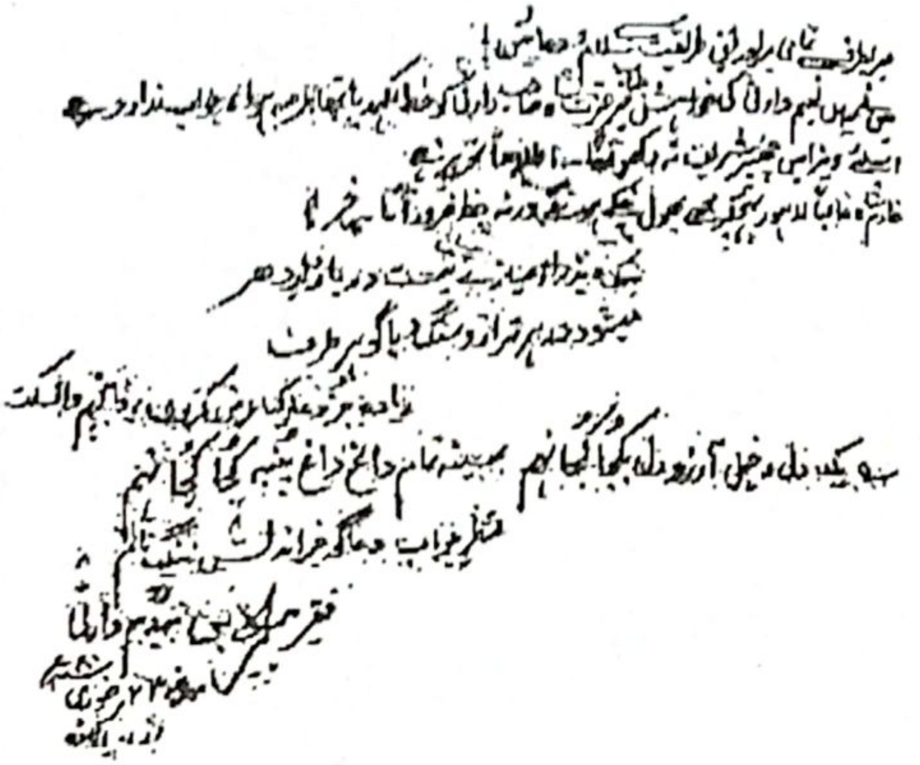

فقیر بیدار شاہ وارثی (دوسرا صفحہ)

۷۸۶

حیدرآباد سندھ
۹۲
23 فروری 1994ء

برادرم میاں ساگر وارثی خوش رہو

بعد دعا معلوم ہو کہ میں یہاں پر خیریت سے ہوں اور آپ کی
خیریت اللہ تعالیٰ کے کرم اور سرکار پاک کی دعاؤں کی
سے نیک مطلوب چاہتا ہوں دیگر احوال یہ ہے کہ آپ کا
تحریر کردہ خط موصول ہوا آپ نے دریافت فرمایا تھا کہ یہاں
آستانہ وارثیہ کتنے ہیں تو بھائی آستانہ وارثیہ تو صرف
یہاں ایک ہیں جو کہ سالی روڈ پر واحد شاہ کا ہے ویسے
احرام پوش تو یہاں بہت ہیں مگر آستانے نہیں ہیں
آپ کی میں نے کتاب خیر الوارثین پڑھی اس کو پڑھ کر
میرے کو بہت خوشی ہوئی دل کو بہت ہی بے حد خوشی ہوئی
یہ بھائی ایک بہت اچھا قدم ہے جو آپ نے وارثیہ سلسلے
کی خدمت کے لیئے اٹھایا ہے سرکار عالم پناہ سے دعا ہے کہ
اس میں آپ کی اللہ تعالیٰ مدد فرمائے آمین۔
ایک گذارش یہ ہے کہ سرکار عالم پناہ کی گروپ سبھی بھیج دیں یا
نگیٹو جو کتاب خیر الوارثین موجود ہے اور ایک دوسری
حضرت بیدم شاہ کی بھیج دیں دونوں کا جو حدیہ ہوگا ہم آپ کو
بھیج دیں گے۔

PTO

آفتاب علی شاہ وارثی

ہم آپ کی خدمت میں حضرت واحد علی شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ
کی مختصر سوانحات عرض کر رہے ہیں

حضرت قبلہ واحد علی شاہ وارثی یوپی کے ضلع کھیری لکھیم پور میں
پیدا ہوئے اور دینی تعلیم وہیں سے حاصل کی تھی کاروباری
سلسلے میں آپ کانپور تشریف لے گئے اور وہیں پیر حضرت
صادق شاہ عرف حضرت چاندی شاہ صاحب سے داخل سلسلہ
ہوئے اور حضرت صادق شاہ وارثی شاہ صاحب کے
وصال کے بعد حضرت حاجی رحیم شاہ وارثی کانپوری نے
آپ کو احرام عطا فرمایا اور وہیں کئی لوگ آپ سے
داخل سلسلہ ہوئے ۱۹۶۹ء مئی میں آپ پاکستان تشریف
لے آئے اور حیدرآباد میں حالی روڈ پر مستقل قیام فرمایا
اور پھر یہاں پر آپ نے بہت سے لوگوں کو سلسلہ وارثیہ
داخل فرمایا کئی اعتقادی تھی اور احرام پوش بنائے جو کہ
کراچی اور حیدرآباد میں قیام پذیر ہیں 1393
۱۹۷۳ء
23 اگست ۲۳ رجب بمطابق ۲۳ رجب تیرہ سو ترانوے کو
وصال فرمایا۔

باقی آپ جو چاہئیں میں مناسب سمجھیں
میں سالم ہوں آپ سب لوگوں فقط دعا گو
اور بھائیوں کو السلام علیکم   خادم الفقراء آفتاب علی شاہ وارثی
حیدرآباد

آفتاب علی شاہ وارثی

بروز بدھ - ۲۶ - ۵ - ۱۹۸۲ء بخدمت جناب پیر صاحب حضرت مولانا صاحب الحرمین - وبرکاتہم
والشان - لاہور ٹرسٹ

بندہ میری قسمت میں یہی ہے کہ میں آپ کے در کا چھوٹا سا بندہ رہ گیا ہوں سگ دربار نہ
میرے پیارے بھیا سائیں صاحب۔ مرشدی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہمیشہ خوش و خرم رہیں - اور آپ کی سب خیر و سلامتی مالک کل سے نیک تمنا سے مطلوب ہیں
۲۵۰/- اشرف صاحب مرحوم کے صاحبزادے ملے -
دیگر عرض یہ ہے کہ میری کتب جناب ... بڑے کرم کی شفقت فرمائیں
کیلئے لیا - شکریہ ہوا - وہ کتب مرحمت فرما دیں گے - بڑے کرم کی
جلد دلوا دیں نوازش ہوگی - اس وقت ہمارا سٹیشن اکیڈمی کھلی ہے
بڑا کام ہو جائے گا - دوسرے جبال الدین کے بڑا لنگر کیلئے آئے گا
نہایت شفقت فرمایا - برائے کرم پہلی فرصت میں ہمارے یہ دونوں کام
انجام کر دیں - مہربانی و کرم ہوگا۔ سبھی آپ کو دعا کہتے ہیں اور بچے بھی
جانب سے گھر کے جملہ عزیز و اقارب کو درجہ بدرجہ سلام و دعا فرمائیے
اور مجھے جلد خبر کریں منتظر والسلام

دعاگو
سگ دربار وارثِ عالم نواز
ناچیز بندہ - ایاز وارث شاہ وارثی

فقیر ایاز وارث وارثی

10-6-82 [illegible] مکانات نمبر 8/12 ... حضرت الحاج

دیگر حالات - والسلام - [illegible]

ہر دم تیری نسبت میں سجدے ہیں اُس کے در کے پیر چھوٹا ہے نہ چھوٹے گا مانگ دیر جانانہ

بیدم جیسا ... ساگر صاحب ... الدوام) [illegible]

میرے پیارے بھائی

ہمیشہ ... بخیریت ہیں - اور آپ سب کی خیر و سلامتی مالک کل سے ہمیشہ

نیک مطلوب ہیں - دیگر احوال یہ ہے کہ میں ایک ... بذریعہ ایک خط اور

ارسال کر دیا - جس کے جواب سے ہنوز تا ایندم محروم ہوں - اور فکر مند ہوں

مجھے آپ سے ضروری کام ہے آپ جلد سے جلد مجھے آکر ملیں

ہنگامی حالات کا تقاضا یہی ہے - میری آج ... جمعرات کی ڈیوٹی ہے

... سوموار و منگل رات کی ڈیوٹی ہے - میں

... آپ جلد

دن ... ملوں گا - ... دعا لکھنا ...

آکر مجھے ملیں - یقین ہے مہربانی ہوگی -

اور ہم سب کی جانب سے گھر کے جملہ عزیزوں کو درجہ بدرجہ سلام و

دعا دیں - زیادہ فقط والسلام

دعا گو

سگ دربار وارث عالم پناہ

ناچیز ... ایاز وارث شاہ وارثی

فقیر ایاز وارث وارثی

Prof. Faiyaz Ahmed Khan "Kavish"
Head of the Department of Urdu

S. A. L. GOVERNMENT COLLEGE
MIRPUR KHAS, (SIND

Res:
Maktaba-e-Warisia,
~~Lal Chowk~~ Azad Town
MIRPUR KHAS
(SINDH)

Date 26. 8. 98

برادرِ طریقت زید مجدہٗ

سلام مسنون

مزاج شریف!

عرصہ دراز ہوا کہ آپ کی خیروعافیت معلوم نہ کر سکا۔ امید ہے کہ آپ بمع جملہ متعلقین بخیروعافیت ہوں گے! آجکل کیا کیا دینی، مسلکی اور علمی کام ہو رہا ہے؟ مطلع فرمائیے تاکہ طمانیتِ قلب حاصل ہو۔

آپ کی کتاب "دیوان الوارثین" مکمل مطالعہ میں رہی ماشاءاللہ خوب لکھی ہے اور خوب چھاپی ہے۔ اب کوئی کچھ بھی کہتا ہے آپ کو جو کام کرنا تھا سو کر دیا اور خامیاں کہاں نہیں ہوتیں آخر چاند میں بھی داغ ہے۔

میری کتاب "نبی امی کی فصاحت و بلاغت" کی کتابت عرصہ دراز سے ملک سعید احمد صاحب مہتمم ادارہ منظور الاسلام مجاہد آباد مغلپورہ لاہور کے پاس چھپنے کے لیے پڑی ہوئی ہے وعدے وعدے کرتے ہوئے انہیں کئی سال بیت گئے معلوم نہیں ان کا کیا مقصد ہے۔

پروفیسر فیاض احمد کاوش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی و محترمی جناب میاں ولی اللہ صاحب ساکنہ وڑائچ [illegible] — السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ — دعا ہے

اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کے گھرانہ کو دینی و دنیوی آفات بلاؤں دشمن حاسد منافق کے شر سے [illegible] سے

محفوظ فرمائے اور اپنی پناہ و امان میں رکھے [illegible] کا نقش قدم ہر وقت آپ کے دل میں [illegible]

دینی و دنیوی عزت و وقار بلند ہو — [illegible] کسی کا محتاج نہ کرے — آپ کے گھرانہ میں

برکت اتفاق اتحاد پیار و محبت قائم رہے — رزق روزی اپنے غیبی خزانہ سے دے کر خوشحال فرمائے

[illegible] سال گزرا [illegible] آپ نے [illegible] حضرت شاہ وڑائچ [illegible] بابا جی [illegible] وڑائچ معروف

کی تاریخ کی کتاب طلب فرمائی تھی — آپ کا فرمان سر آنکھوں پر — فوراً آپ کو کتاب بنا کر [illegible] تیار ہونے کے بعد

[illegible] کروں گا — آپ نے فرمایا تھا — کہ [illegible] کتاب تحریر کر رہے ہیں [illegible] کتاب زیر تحریر ہے

تو خواہش [illegible] حضرت شاہ وڑائچ کا کسی قدر

تذکرہ [illegible] سجادہ نشین [illegible] مرحوم سے محبت پیار [illegible] حالات [illegible] آپ کی خدمت میں [illegible]

کروں تاکہ آپ اپنی تحریر ہونے والی کتاب میں اپنی قلم سے [illegible] کریں — اپنی جواب آنے کے بعد

مکمل [illegible] کروں گا —

آپ اور آپ کی اولاد کے لیے دعا ہے

اللہ تعالیٰ آپ سب کو صبر و رضا پر شاکر [illegible] دشمن حاسد منافق لوگوں کو زیر کرے

آپ کی آل اولاد کو تابعدار آپ کے ہم خیال رکھے دینی دنیوی ترقی علم عزت وقار عطا فرمائے

اولیاء اللہ سے محبت پیار عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمائے

بد عقیدہ لوگوں سے محفوظ رکھے — آمین ثم آمین

دعاگو

فقیر پیر عبدالقادر فریدی چشتی

کوٹ غلام محمد خان

قصور

۱۰ مارچ ۲۰۰۰ جمعہ

فقیر پیر عبدالقادر فریدی چشتی

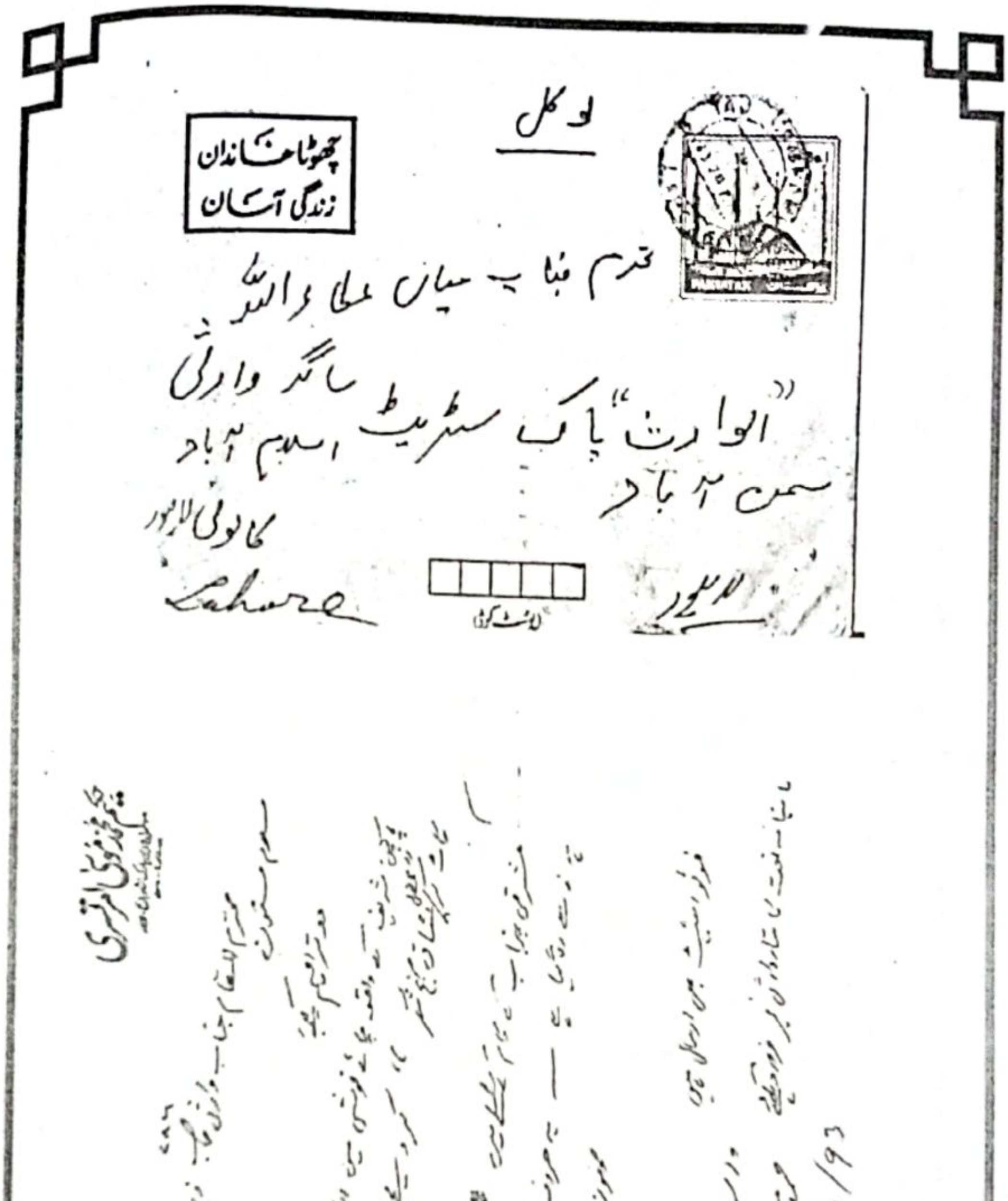

حکیم محمد موسیٰ امرتسری

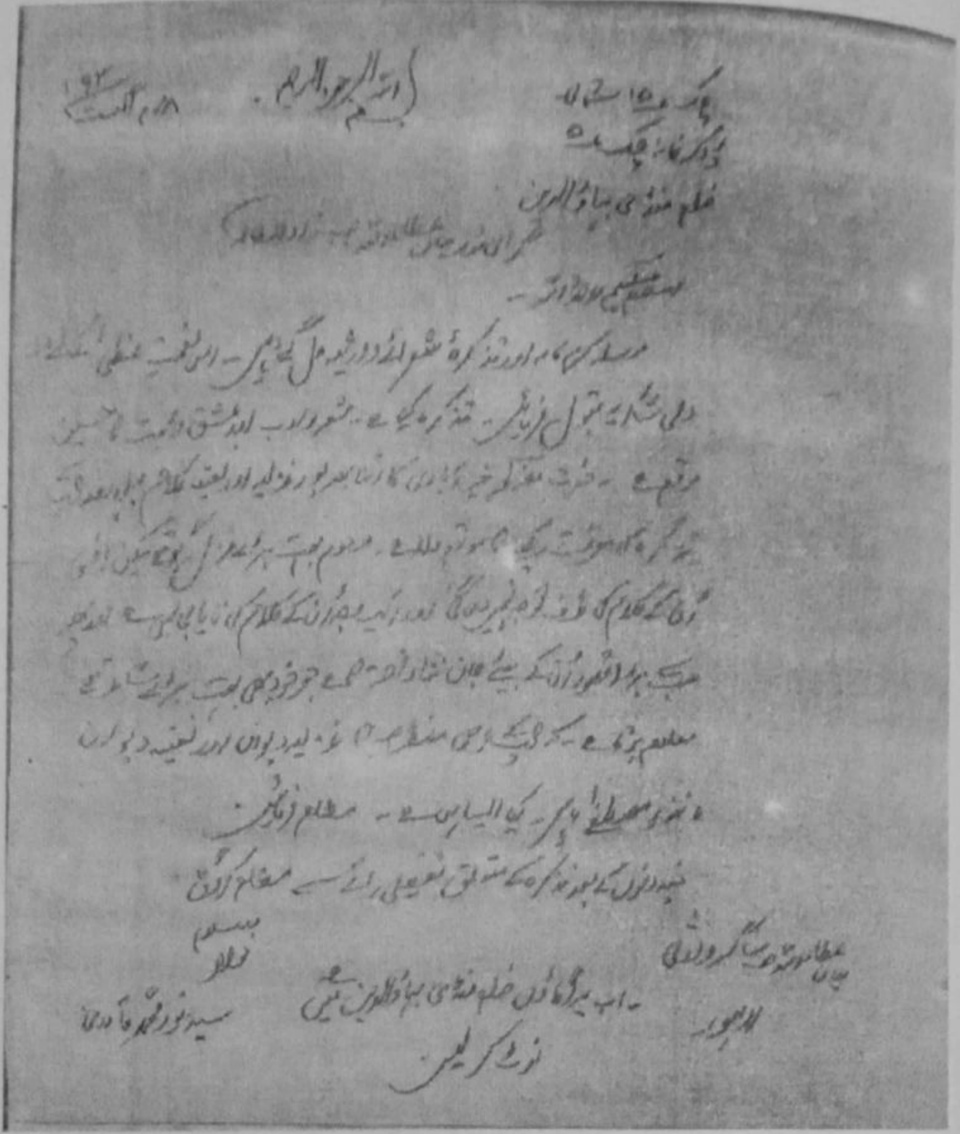

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ [illegible] اگست [illegible]

چک نمبر ۱۵ [illegible]
ڈاکخانہ چک [illegible]
ضلع منڈی بہاؤالدین

مکرم [illegible]

السلام علیکم [illegible]

[illegible] ۔ مل گئے ہیں ۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ۔ معلوم [illegible]
[illegible] معلوم [illegible]

[illegible]
لاہور

[illegible]
سید نور محمد قادری

۔ آپ میرا [illegible] ضلع منڈی بہاؤالدین [illegible]
نوٹ کر لیں

سید نور محمد قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۰ دسمبر ۱۹۹۰

محترم جناب ساگر عارفی

سلام مسنون۔ آس اے کہ خیریت نال ہووو گے۔

تذکرہ تے دیباچہ تے پڑھ لیا اے۔ ہر اصل کم تاں ویکھنا اے۔ آس اے کہ
اک دو دن وچ ایہہ کم وی نبیڑ چھڈاں گا۔ انشاءاللہ!
دیباچہ توں گل دو بیاں تریاں تھاں پڑھن توں پتہ چلیا اے کہ
تسیں "خیر الوارثین" تے تذکرہ شائع کر چکے ہو تے دوویں ترتیب
دتا۔ تے عجیب ایہہ دوویں کتاباں چھپ وی چکیاں نیں۔
ایہہ دوویں کتاباں ان علی رہیاں کہ نہیں تے مجھ نوں پتا ہون تے
ایہناں دی اک اک کاپی جناب شیخ اقبال نوں دے دینا۔ میں اوہناں توں
پچھ کے پڑھ لیناں آواں گا۔

اک ہور گل وی جاننا چاہنداں ہاں کہ تسیں دیونی شریف لکھیا اے۔

میری جاچے ایہہ اردو دا لفظ اے کہ خیر الوری حنیفہ تقطیع
لکھیا جاندا اے۔ پر دیوہ پرانا الاصل لفظ نہیں۔ ایس واسطے ایس نوں
دیوہ ہی لکھن دی لوڑ اے۔ دیونی نہیں۔ ایہو ایہہ جیب اے کہ دیوہ
پنجابی زبانیں الاصل لفظ اے۔ تے ایہدے معنے تبلے دتے جاندے نیں:

- مشتق بہ خدا۔ قسمت۔ تقدیر۔ ثمرۂ اعمال۔ امر تعالیٰ

ص ۲۷۰۔ پنجابی اردو لغت۔ محمد دین۔ راجہ راجیسور راؤ اصغر۔

حیدرآباد۔ دکن۔ ۱۹۳۸ء

میری جاچے ایہہ لفظ اولاد فارسی الاصل نہیں۔ سیہڑ کھوہنی کوں لیا؟

والسلام
سبط الحسن ضیغم

دعا گو شریف کنجاہی
(اعوان منزل) ملتان روڈ لاہور

سید سبط حسن ضیغم

ادارۂ معارفِ نوشاہیہ

۲۸/۱۱/۹۲

سید عارف نوشاہی

محترم و مکرم جناب میاں عطاء اللہ ساگر صاحب زید مجدہٗ

سلام مسنون

آپ کا ۸ نومبر کا خط تہران میں ملا۔ میں ۳۱ جولائی کو اسلام آباد سے تہران آ گیا تھا اور ابھی تک یہیں ہوں۔ آپ کی عنایت کردہ کتاب مشائخ ہوشیارپور اسلام آباد میں ہی چھوڑ آیا ہوں اور اس وقت اس پر تبصرہ کرنا ممکن نہیں۔ آپ دانش میں تبصرے کے لیے ایک نسخہ براہ راست مدیر دانش کو بھیج سکتے ہیں اور انہیں یاد دلائیں کہ دانش آپ کو باقاعدگی سے نہیں ملتا۔ احقر کا اب دانش سے تعلق نہیں رہا۔

کیا آپ نے "ہندی زبان کے مسلمان صوفی شعرا" کے نوشاہی مشائخ کا تذکرہ بھی دیکھا اور ٹ مل گیا ہے۔ شریف التواریخ سے مدد لیں۔

امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔

عارف نوشاہی

۶۹ ـ ماڈل ٹاؤن، ہمک، سہالہ روڈ، اسلام آباد، ٹیلی فون ۸۴۷۱۲۲۴ (۰۵۱)
69 - Model Town, Humak, Sihala Road, Islamabad, Pakistan. Ph. (051)8471224

سید عارف نوشاہی

Scanned with CamScanner

فون رہائش ۰۰ ۳۲۰۹۶۹۹، ۳۲۰۲۶ ، ۶۰۰۹۲۰۶۹

مُظفر وارثی

۲۵ ستلج بلاک علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور ۵۴۵۷۰

"حرفِ اول"

سرزمینِ دیوہ شریف (ضلع بارہ بنکی انڈیا) سے طلوع ہونے والا آفتابِ محبت،
جسے دنیا حاجی وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی سے جانتی ہے اور جن کے ہندوستان میں بے شمار
ارادت مند موجود ہیں۔ آپکی تعلیمات کو بار کر جانیوالی ذات نے مجھ کو بھی اپنی روحانیت میں باندھ رکھا
اولیاء و اصفیاء کے تمام سلسلوں میں یہ ایک منفرد سلسلہ ہے۔ حاجی صاحب حج قبلہ کی
ساری عمر عزیز سفر میں گزری، بے شمار حج کئے اسی لئے "حاجی صاحب" عرفیت ہوگئی
خلق خدا سے محبت آپکا منشورِ حیات تھا اور ہر کسی سے فرماتے "محبت کرو محبت"

بزرگانِ دین کی اکثریت شعر کہتی تھی لیکن آپ شعر نہ کہتے تھے تاہم یہ عجیب
اتفاق ہے کہ آپ کے مریدوں میں شاعروں کی تعداد بہت بڑی رہی۔ ساگر وارثی مرتب
فاضل محمد رمضان رنگیلا نے ان کو محفوظ کرنے کے لئے "تذکرہ شعرائے وارثیہ" ترتیب دیا ہے
اور انکی یہ کوشش یقیناً لائق تحسین ہے

دستخط
6/11/92

مظفر وارثی

قطعات تاریخ رحلت

"پاک فطرت الحاج میاں عطاء اللہ ساگر وارثی"

------------۲۰۰۰ء------------

دارِ فناء سے چل دیئے بقاء
حضرت عطاء اللہ محب کبریا
ساویز و صالح وہ فخرِ ازکیاء
دل لُطفِ وارثؒ سے تھا اُن کا پُر ضیاء
شوال کی تھی ساتویں دن پیر کا
وہ مسکرا کر پی گئے جام قضاء
مرقد رہے اُن کی سدا عنبر فشاں
اُن کو ملے جنت میں قُربِ مصطفےٰ
سالِ وصال اُن کا کہو فیض الامینؔ
"حاجی عطاء اللہ چراغِ اولیاء"

-------- ۱۴۲۰ھ --------

صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی (ایم۔اے)
موہناں شریف ضلع گجرات

تاریخ مادہ

''اہلِ طریقت میاں عطاء اللہ ساگر وارثی''

------------۲۰۰۰ء------------

قطعہ

صاحبِ فکر و نظر او صاحب لطف و عطا
وارثِ بیدم و حیرت واقفِ سرِ نہاں
بر وصالش اے متینؔ آمد ندا ، ہاتف بگو
''ماہِ عالم ، فردِ واحد ، عظمتِ'' صحب جہاں

-----------۲۰۰۰ء-----------

(متینؔ کاشمیری)

☆

کتنے عظیم انساں تھے ساگر وارثی ۔۔۔ مرشد کے در پہ قرباں تھے ساگر وارثی
کر دی تھی وقت زندگی خدمت کے واسطے ۔۔۔ ہر درد و دکھ کا درماں تھے ساگر وارثی
دن رات پیر بھائیوں کے خادم بنے رہے ۔۔۔ سب وارثیوں کے قدرداں تھے ساگر وارثی
مرشد کا نام سنتے ہی جھک جاتی تھی نظر ۔۔۔ وارث پاک جن پہ مہرباں تھے ساگر وارثی
کرتے تھے بات بات میں مرشد کا تذکرہ ۔۔۔ وارث علی کے ترجماں تھے ساگر وارثی
کتنے ادب سے سنتے تھے وہ نعت اور سماع ۔۔۔ صحیح العقیدہ مسلماں تھے ساگر وارثی
سجتی تھیں آستانے پہ دن رات محفلیں ۔۔۔ اُن محفلوں کے میزباں تھے ساگر وارثی
جاتا تھا جب بھی قافلہ اجمیر پاک کو ۔۔۔ اس کے بھی میر کارواں تھے ساگر وارثی
دُکھیوں کے غم گسار وہ یاروں کے یار تھے ۔۔۔ دُکھیا دلوں کے رازداں تھے ساگر وارثی
بھائیوں کے دکھ کو اپنا ہی دُکھ جانتے تھے جو ۔۔۔ وہ غم گسارِ دوستاں تھے ساگر وارثی

ے ہوئے ادیب اور شاعر تھے باکمال — شعر و ادب کے پاسباں تھے ساگر وارثی

یسے بیاں ہوں ان میں تھے اوصاف بے شمار — مشکل میں سب کے نگہباں تھے ساگر وارثی

بر جمیل ہو عطا پسماندگان کو — جن کا سکونِ بیکراں تھے ساگر وارثی

ب کی دعا ہے جنت الفردوس ہو مقام — وہ بلبلِ باغ جناں تھے ساگر وارثی

اُن کے ہجر میں آج ہے ہر آنکھ اشک بار

ہم سب کے سفرؔی دل و جاں تھے ساگر وارثی

(رانا محمد مزمل سفرؔی)

☆

میاں عطاء اللہ ساگر ہے سُونا نگر تیرے بغیر

چھا گئی تاریکیاں دیکھا جدھر تیرے بغیر

آج تجھ بن دیکھ ساری انجمن خاموش ہے

کس قدر غمناک ہیں دیوار و در تیرے بغیر

کر دیا گل موت کے بے رحم ہاتھوں نے چراغ

محفلیں ویران ہیں سب نوحہ گر تیرے بغیر

دیکھ آکے رنگ محفل پھیکا پھیکا ہے اداس

تو نہیں تو یاروں کی حالت دگر تیرے بغیر

نعت سن کر جھوم اُٹھتا تھا تیرا دل شوق سے

کون دے گا داد اب تجھ سی مگر تیرے بغیر

پیار سے کرتا تھا میٹھی میٹھی سب سے گفت گو

اب نہ لذت ہو گی حاصل تا عمر تیرے بغیر

آنکھ سے تھمتے نہیں آنسو تمہاری یاد میں

دل کو بھی آتا نہیں ہے اب صبر تیرے بغیر

کیا دکھائیں چیر کے دل ہر بشر بے چین ہے
کس قدر مغموم ہیں لخت جگر تیرے بغیر
برستا ہے بیٹیوں کے چہروں سے حزن و ملال
سُونا سُونا لگتا ہے یہ ان کو گھر تیرے بغیر
سو گیا ہے نیند میٹھی تو ، تو جا کے لحد میں
جی سکیں گے ہم نہ ساگر جی مگر تیرے بغیر
رات دن سفریؔ تمہاری یاد میں بے چین ہے
زندگی بے کیف ہے اب کس قدر تیرے بغیر
(رانا محمد مزمل سفریؔ)

☆

یار یاراں دے میاں ساگر وارثی سن کر محفلاں گئے اداس ویکھو
ہے سی لاڈ لڈاونے بچیاں نوں ٹٹی بچیاں دی ایہہ وی آس ویکھو
اونہاں باہجھ جہان اجاڑ لگدا رنگ ساک بے شک ہیں پاس ویکھو
سفریؔ باپ دے غم نے بچیاں دے ، اج کھولے نے ہوش و ہواس ویکھو
(رانا محمد مزمل سفریؔ)

☆

Scanned with CamScanner

میاں عطاء اللہ ساگر وارثی سن گلاں نال محبتاں کرن والے
ٹھنڈی طبع تے نیک مزاج سوہنے اُچی نیں زمانے دی جرن والے
سخی ہتھ دے دل دے گنی ہے سن نیکی وچہ سی کدی نہ ہرن والے
سفری رب جانے کیوں ٹر گئے نے کدوں لگدے سی اجے ایہہ مرن والے
(رانا محمد مزمل سفری)

☆

چالی دن ہوئے ساگر توں جدا ہویاں ہنجو اکھاں چوں ہجر دے مکدے نئیں
یاد باپ دی اکھاں نوں تر رکھدی دریا کدی وی یاد دے سکدے نئیں
چھم چھم وگدے نے تے ایہہ تے وانگ بدلاں، جدوں وگ پیندے پھر رکدے نئیں
سفری باپ دی یاد وچہ سکھیا مَیں نیر اکھیاں چوں بچیاں دے سکدے نئیں
(رانا محمد مزمل سفری)

☆

تھے عظیم انسان ساگر وارثی   اہلِ دل کی جان ساگر وارثی
وارثی مے کے نشے میں چور تھے   ہر گھڑی ، ہر آن ساگر وارثی
ہو گئے رخصت یہاں سے اور بنے   خلد کے مہمان ساگر وارثی
وارثی ہم ہیں مگر ہیں نام کے   تھے ہماری شان ساگر وارثی
مَیں ہوں کیا یامینؔ کیا میری بساط
تھے مری پہچان ساگر وارثی
(یامین وارثی۔ کراچی)

Scanned with CamScanner

ساگر وارثی تے اوہ وارثی سی کیتا جس نال بڑا پیار وارثؒ
وارثؒ بانی نیں وارثی سلسلے دے وسن دیوہ دے وچ سرکار وارثؒ
شان اینہاں دی سب توں ہے اُچی بھانویں جگ تے نیں بے شمار وارثؒ
بھرن جھولیاں تے منگتے آکھدے نیں شالا وسدا رہے دربار وارثؒ

بیدمؔ وارثی، وارثؒ دا خوب شاعر، چرچا جگ اُتے اوہدے نام دا اے
ساگر لاڈلہ حیرتؔ شاہ وارثی دا ایہہ درویش وی اُچے مقام دا اے

لکھیاں ساگر کتاباں تے خوب لکھیاں علم اینہاں چوں بے بہا لبھدا
شرع نال طریقت دی گل لبھدی نالے صبر تے صدق و صفا لبھدا
خیرالوارثین کتاب ایسی پڑھ کے عشق حقیقی دا راہ لبھدا
اہلِ نظر ای ایہہ گل دس دے نیں اللہ والیاں کولوں خدا لبھدا

سادی طبع تے سادہ لباس یار سادہ زندگی سدا گزار دتی
کر دے رئے ایہہ دین دی سدا خدمت اپنی جان اسلام توں وار دتی

بناں اوس دے آوے نہ چین سانوں ساڈی جان سوہنا ساگر وارثی سی
اج وی دلاں اندر اوہدی یاد مہکے دل دا مان سوہنا ساگر وارثی سی
اوہدے جئے وِرلے ویکھے وارثی نیں عالی شان سوہنا ساگر وارثی سی
حضرت وارثؒ دے باغ دا سوہنہ ربدی باغبان سوہنا ساگر وارثی سی

حضرت وارثؒ تے حیرتؒ دے عاشقاں وچ روشن چن وانگوں ایہدا ناں رہ سی
حشر تیک قلندریؔ وارثی تے میرے آقا دی کملی دی چھاں رہ سی

(محمد اکرم قلندریؔ)

بتاریخ 11 نومبر 2016ء

☆

منقبت

اُٹھ گیا چمن سے سایہ آج جن کا ہر گل بے رنگ و بو ہوگیا
سلسلہ وارثیہ کی وہ پہچان تھے ہر سُو کتنے ہی قدر دان تھے
جن کے دم سے تھی محفلوں میں بہار فرطِ محبت میں ہے ہر آنکھ اشک بار
شاہ حیرتؔ بھی جن پہ تھے نازاں نہ ہوگا اب پیدا کوئی ایسا محبِ عاشقاں
اِک انجمن تھے وہ اپنی ذات میں سچائی ہی ہوتی تھی ہر اک بات میں
اہلِ قلم کو بھی ان سے بہت پیار تھا ان کی تحریر میں اِک اعلیٰ ہی نکھار تھا
نظر آج بھی تک رہی ہے ان کی راہیں شرم و حیا کی پیکر وہ نگاہیں
اشکوں کی زباں سے سلام ہووے قبول بھیج رہا ہوں ان کی لحد پہ لفظوں کے پھول
فریدؔ کا بھی وقت نزاع جب آئے قریب الٰہی ایسی موت کرنا اس کو بھی نصیب

(غلام فریدؔ وارثی)

☆☆☆

Scanned with CamScanner

قطعاتِ تاریخ ہائے وفات

''آہ صاحبِ علم مورّخِ سلسلۂ وارثیہ''

------------ 2000ء ------------

''آہ آہ گوہر شناس میاں عطاء اللہ صاحب ساگروارثی''

------------ 2000ء ------------

(1)

بزمِ وارث ہو نہ کیوں کر غم زدہ — چل بسا آج اک زعیمِ عالم ہے

سالِ ترحیل، مہجوؔر برمحل کہہ دو — ''عطاء اللہ ساگروارثی فہیم عالم'' ہے

1420ھ

(2)

تذکرہ در تذکرہ کر کے رقم — بخشی اپنے سلسلہ کو ہے حیات

زندۂ جاوید خود کو کردیا — دے گیا وہ لکھ کر ایسی تصنیفات

حکم ہاتف سے کہو مہجوؔر، تم

''بختِ ساگروارثی'' سالِ وفات

2000ء

ازاثرِ خامہ

سید عارف محمود مہجوؔر گجرات

Scanned with CamScanner

قطعہ تاریخ

آج ہم میں موجود نہیں ہیں جناب ساگرؔ
پیا تھا جنھوں نے عشق و مستی کا جام
لگتا نہیں وہ بچھڑ چکے ہیں ہم سے
مگر اس حقیقت سے ہے منسلک قدرت کا نظام
درویشوں کی نسبت سے ملا تھا یہ رتبہ
یہ نظر تھی شاہ حیرتؔ کی اور وارثؒ کا فیض عام
خادم الفقراء تھے اور کہلائے کاتبِ وارثؒ
اللہ کی عطاء ہوئے، قدرت نے بخشا یہ انعام
غیر کا خیال بھی نہ آنے دیا کبھی دل میں
بلند کیا ذکر اپنے ہی مرشد کا صبح و شام
سر تعظیم کو جھک جائیں گے، محفل میں سب کے
جب بھی زباں پہ آئے گا اس مرد قلندر کا نام
فریدؔ بھی بھیج رہا ہے نذرانہ عقیدت
''اے نگاہِ وارث آفتابِ وارثیہ'' سلام

---------2000ء---------

(غلام فریدؔ وارثی)

☆☆☆

Scanned with CamScanner

مصنف کے بارے میں

15 جولائی 1977ء کو میاں عطاء اللہ ساگر وارثی کے ہاں لاہور میں پیدا ہوئے۔ بی۔کام کرنے کے بعد ٹیکس کے شعبہ سے منسلک ہو گئے۔ بہ حیثیت ٹیکس کنسلٹنٹ ایک ٹیکس فرم میں پریکٹس کر رہے ہیں۔ فقیر عزت شاہ وارثیؒ کے دست حق پر 1990ء میں بیعت سے مشرف ہوئے۔

بچپن سے ہی شاعری اور تحقیقی کام سے رغبت تھی۔ 2001ء سے [رسالہ سوز و گداز] میں نائب مدیر کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ مختلف رسایل اور جرائد میں مضامین چھپ چکے ہیں۔ تین کتابچے بہ طور تعارف فقیر عزت شاہ وارثیؒ، میاں عطاء اللہ ساگر وارثیؒ اور فقیر تنویر شاہ وارثی بھی منظر عام پر آئے۔ موجودہ کام موضع اروپ، ضلع گوجراں والا کی تاریخ کے حوالے سے تحقیق کا کام مکمل کیا۔ کچھ مزید ریسرچ کے کام جاری ہیں، جن میں سلسلہ وارثیہ کی شخصیات کے حوالہ سے ایک ضخیم ریسرچ شامل ہے۔

جن شخصیات سے متاثر ہیں، ان میں فقیر عزت شاہ وارثیؒ، سیّد اویس علی سہروردی صاحب، فقیر مراد شاہ وارثی معروف بہ راشد عزیز وارثی صاحب کا نام نامی شامل ہیں۔

بچپن سے کئی درویشوں کی صحبت میں رہے اور ان کی زیارت سے مستفیض ہوئے۔ فقیر عزت شاہ وارثیؒ (گوجرخاں)، فقیر سرور شاہ وارثیؒ (لاہور)، فقیر ایاز وارث وارثیؒ (والٹن، لاہور)، فقیر خادم شاہ وارثیؒ (گرین ٹاؤن، لاہور)، فقیر بابا حشمت شاہ وارثیؒ (بھارت)، فقیر شفقت شاہ وارثیؒ (فیصل آباد)، فقیر اسرار شاہ وارثیؒ (جڑانوالہ)، فقیر دیدار شاہ وارثیؒ (فیصل آباد)، فقیر حسنین شاہ وارثیؒ (لاہور)، فقیر مطلوب شاہ وارثیؒ (کراچی)، فقیر فضل احمد شاہ وارثیؒ (مزنگ، لاہور)، صوفی نذیر شاہ وارثیؒ (گوجرخاں)، فقیر اعظم شاہ وارثیؒ (گوجراں والا)، فقیر غلام شاہ وارثیؒ (میلسی)، فقیر احمد شاہ وارثی معروف بہ میاں نعیم الدین (راولپنڈی)، فقیر عاشق شاہ وارثی

(لاہور)، فقیر جمال شاہ وارثی (فیصل آباد)، فقیر حبیب شاہ وارثی (جڑانوالا)، صاحب فقیر چراغ شاہ وارثی (سوتر ملز۔لاہور)، فقیر احمد شاہ وارثی (چیچہ شریف)۔فقیر بیدار شاہ وارثی شان وارثیؒ (مانگا منڈی، لاہور)، ارشاد میاں وارثیؒ (کراچی)، رضی میاں (ملتان) وارثیؒ (مینجر ٹرسٹ دیوہ شریف، بھارت)، پیر منیر احمد قصوریؒ (سجادہ نشین دائم الحضوری۔ قصور)، صوفی منظور احمد چشتی صابریؒ (اوکاڑہ)، پیر علاء الدین صدیقی صاحب (نیریاں شریف تڑار کھل)، مقبول محی الدین قادری (سجادہ نشین، آستانہ عالیہ قادریہ ڈیرہ غازی خان)، پیرزادہ میاں علی محمد صابری چشتی قادری صاحب (ساہیوال) منظور حسین فریدی (ساہیوال)، علی اصغر باوا (جھنگ)، پروفیسر افضل حق خالد صاحب (اولاد عبدالنبی شامیؒ)، خلیفہ محمد الیاس صابریؒ (لاہور)، خلیفہ اشرف نظامی صاحب (لاہور)، ارشاد میاں وارثیؒ (صاحبزادہ فقیر حیرت شاہ وارثیؒ)، حاجی ستار وارثیؒ (اوکاڑہ)، امیر بخش امیر صابریؒ (لاہور)، اشرف بیگ وارثیؒ (لاہور)، سید محبوب الحسن گیلانی وارثیؒ (لاہور)، ریاض الحق قریشی چشتی حقانیؒ (لاہور)۔میاں ثاقب محی الدین قادری (سجادہ نشین قادریہ فاضلیہ لاہور)۔نیر میاں (سجادہ نشین ردولی شریف)، میاں محمد قیصر صادق قادری چشتی صابری صاحب (لاہور)، پیر طاہر حسین حنفی القادری (منگانی شریف)، حاجی خلیل الرحمن خالد حجازی القادریؒ (لاہور)، طاہر منظور (ماڈل ٹاؤن۔لاہور)، صوفی محمد اطہر قادری چشتی صابری وارثی (لاہور)

کچھ مشاہیر کے نام بھی قابل ذکر ہیں۔جن میں صاحبزادہ مقصود احمد صابری صاحب (راولپنڈی)، سیّد فیض الامین فاروقی سیالوی صاحب (مونیاں شریف۔گجرات) سیّد عبداللہ قادری صاحب (واہ کینٹ)، رانا مزمل سفری صاحب (لاہور)، صادق قصوری صاحب (برج کلاں۔قصور)، ع م چوہدری صاحب (سوئی وہار)، مظفر وارثی (لاہور)، یامین وارثی صاحب (کراچی)۔میاں مسعود احمد (جہلم)، حسن نواز (تڑالی)، صاحبزادہ مسعود احمد (فیصل آباد)، میاں علی رضا قادری (گوجرانوالہ)، وزیر احمد وارثی (بورے والہ)، عثمان وجاہت (راولپنڈی)، افتخار وارثی (کراچی)

تعلیقات

چڑت سنگھ:

چڑت سنگھ ناوڈ سنگھ کا بڑا صاحب زادہ اور رنجیت سنگھ کا دادا ہے۔ چڑت سنگھ کی شادی گوجراں والا کے امیر سنگھ کی دختر سے ہوئی، جو اپنے وقت کا بہت مضبوط سردار تھا۔

سیّد نگر:

اکبر بادشاہ کے عہد سلطنت میں مسمی چاہڑ قوم جاٹ چٹھہ نے یہ گاؤں اپنے داماد مسمی میگا زمیندار بھولر کی خاطر آباد کیا تھا اور اس کی نسبت اس کا نام بھولرانوالہ رکھا۔ میگا بھولر نے اس گاؤں کی ملکیت مسمی اٹھان زمیندار بھنڈر کے نام ہبہ کر دی اور پھر یہی نام مشہور بھی ہوا۔ اس کے بعد سید لطف شاہ چکلہ دار نے بہ زور حکومت اس پر قبضہ پایا اور آبادی اس کی بڑھائی اور سیّد نگر نام رکھا۔ جب سلطنت مغلیہ کو ضعف آیا تو نور محمد چٹھہ اس جگہ پر حکومت کرنے لگا۔ بعد میں سردار مہاں سنگھ نے اس سے یہ گاؤں چھین کر ویران کر دیا۔ اس گاؤں سے بہت سے لوگ اُٹھ کر گوجراں والا شہر میں آباد ہو گئے۔ چناں چہ اب تک شہر گوجراں والا کا ایک محلہ ان لوگوں کی نسبت سے محلہ سیّد نگری کے نام سے مشہور ہے۔ کچھ مدت بعد یہ گاؤں پھر آباد ہو گیا۔ اس گاؤں کی ملکیت بھنڈروں اور سیّدوں کے پاس تھی۔ اس گاؤں میں ایک خانقاہ شیخ خورم نوشاہی کی اور ایک مزار رحیم اللہ شاہ قریشی کا ہے۔ [مجلہ مہک گوجراں والا نمبر، ص، 68]

حضرت داتا شاہ جمال نوریؒ:

آپ کا تعلق سلسلہ قادریہ سے تھا۔ اس سلسلہ کے کچھ صوفیاء کے مزارات کھیالی دروازہ کے باہر ایک احاطہ میں موجود ہیں۔ ان بزرگوں میں حضرت شاہ جمال نوری کا مزار مرجع خلائق ہے۔ آپ بڑے بلند مقام صوفی اور با کمال بزرگ ایک واسطہ سے حضرت میاں میر لاہوریؒ کے مرید تھے۔ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے خاندان کے مورث اعلیٰ محمد بن قاسم کی فوج کے ساتھ سندھ تشریف لائے۔ کچھ دن اُوچ شریف میں قیام کے بعد ڈیرہ غازی خان میں مستقل

Scanned with CamScanner

سکونت اختیار کر لی اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ آپ نسبتی طور پر حضرت ابوبکر صدیق کی اولاد میں تھے۔

قرآن و حدیث کی تعلیم کے لیے لاہور کا رُخ کیا اور مغلپورہ میں حضرت شاہ اسمٰعیل معروف بہ ''میاں وڈا'' کے درس میں شامل ہو گئے۔ حضرت میاں میرؒ نے آپ کو ہمیشہ بہ نظر شفقت دیکھا اور ذاتی توجہ ان پر فرماتے رہے۔ جب حضرت داتا شاہ جمال نوریؒ نے بیعت کی درخواست کی تو حضرت میاں میرؒ نے آپ کو اپنے خلیفہ حضرت شاہ ابوسعید معصوم کے حوالے فرمایا اور پوری توجہ کی تلقین کی۔ آپ کی کتنی بڑی خوش نصیبی تھی کہ جہاں راہِ طریقت میں آپ کی رہ نمائی حضرت شاہ ابوسعید معصوم فرماتے رہے وہاں حضرت میاں میرؒ بھی اپنی خصوصی توجہ اور نوازشات سے نوازتے رہے اور خرقہ خلافت سے نوازا۔ اس کے ساتھ ہی حضرت میاں میرؒ نے گوجراں والا کی ولایت آپ کے سپرد کی۔

آپ کے دو صاحب زادے تھے۔ دونوں ہی صاحب حال و قال تھے بڑے شاہ عبدالرحیم اپنے والد کے ہی مرید ہوئے اور سلسلہ کو آگے چلایا۔ جب کہ چھوٹے صاحب زادے شاہ عبدالکریم تھے۔ دونوں بھائیوں کے مریدوں کی بہت بڑی تعداد نہ صرف گوجراں والا بل کہ شیخوپورہ، گجرات اور پنجاب کے دیگر اضلاع میں بھی پھیلی ہوئی ہے۔ [مجلہ مہک گوجراں والا نمبر، ص، 352]

جواہر سنگھ:

جواہر سنگھ 1814ء میں سردار منا سنگھ اولکھ کے ہاں پیدا ہوا۔ جب مہاراجہ شیر سنگھ اور کنول پرتاب سنگھ کے مارے جانے کے بعد دلیپ سنگھ مہاراجہ بنا تو اس کی والدہ مہارانی جنداں نے سرپرستی کا اختیار سنبھالتے ہوئے، بیراگی ڈوگرا کو وزیر بنایا، اس کے مرنے کے بعد مہارانی جنداں نے اپنے بڑے بھائی جواہر سنگھ کو 14 مئی 1845ء میں وزیر کا عہدہ دیا۔ کنور پشورا سنگھ کے قتل میں ملوث ہونے کی وجہ سے سکھ فوج اس سے بہت ناراض تھی۔ انھوں نے اسے 21 ستمبر 1845ء کو برچھے سے قتل کر دیا۔

[https://en.wikipedia.org/wiki/jawarsingh]

مفتی غلام سرور لاہوری:

علامہ الحاج حکیم مفتی غلام سرور قریشی سہروردی لاہوری، مفتی غلام محمد عارف باللہ قدس سرہ کے فرزند ارجمند تھے۔آپ اپنے آبائی شہر لاہور محلہ کوٹلی مفتیاں میں 1837ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے عظیم والد بزرگ وار سے حاصل کی اور طب بھی انہی سے پڑھی۔سلسلہ سہروردیہ میں بھی انہی سے بیعت تھے۔پھر حضرت مولانا غلام اللہ فاضل لاہوری کے حلقہ درس میں شامل ہو کر علوم تفسیر وحدیث، فقہ وادب، صرف ونحو، معانی ومنطق، اصول وفروع اور تاریخ ولغت کی تکمیل کی اور اپنے زمانے کے عالم نبیل، فاضلِ جلیل، بے مثال ادیب، بلند پایہ شاعر، بے نظیر تاریخ گو، مستند مورخ، شہرہ آفاق سوانح نگار، ماہر علم لغت اور معلم اخلاق ہوئے۔تمام عمر تصنیف و تالیف میں گزری، زندگی کا کچھ حصہ اوائل حصہ ملازمت میں بھی گزرا۔آپ کو حج بیت اللہ اور زیارت روضہ نبوی کا بے حد اشتیاق رہا۔آپ کی دیرینہ خواہش تھی کہ حجاز مقدس جاؤں تو واپس نہ آؤں۔آخر آپ کی یہ دیرینہ آرزو برآئی اور ماہ جون 1890ء کو اپنے حقیقی برادرزادہ مفتی جلال الدین خلف حضرت مولانا مفتی سیّد محمد کی معیت میں حج کے لیے روانہ ہوگئے۔حج کے بعد ۲۰۔ذی الحجہ کو مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔وہاں ہیضہ کی وفا پھوٹ پڑی، ۲۴ ذی الحجہ بہ مطابق 14 اگست، 1890ء کو اسی وبا میں دارالبقاء کا سفر اختیار کیا۔وفات سے بیشتر دو گھنٹہ فرمایا تھا کہ میری نعش مدینہ منورہ لے جا کر جنت البقیع میں دفن کی جائے۔اس امر کے لیے کوشش بھی کی گئی لیکن موسم کی خرابی اور بیماری ہیضہ کے پھیل جانے کی وجہ سے نعش کا وہاں تک لے جانا مشکل تھا، اس لیے مجبوراً منزل بیر بالاحسانی میں جو مضافات جنگ بدر میں سے ہے سپرد خاک کئے گئے۔

جناب مولانا غلام دستگیر قصوریؒ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔آپ نے چار صاحب زادے مفتی غلام حیدر، مفتی غلام صفدر، مفتی غلام اکبر، مفتی محمد انور اور ایک دختر اقبال بیگم اپنے بعد اولاد یادگار چھوڑی۔مفتی صاحب کی کل اکیس تصانیف ہیں۔

Scanned with CamScanner

۱۔گلدستہ کرامات، ۲۔گنجینہ سروری معروف باسم تاریخی گنج تاریخ، ۳۔گلشن سروری، ۴۔دیوان سروری، ۵۔حدیقتہ الاولیاء، ۶۔مناقب غوثیہ ۷۔مدینتہ الاولیاء ۸۔تحفتہ الابرار، ۹۔احوال الآخرت، ۱۰۔بہارستانِ تاریخ معروف بہ گلزار شاہی، ۱۱۔تحفہ سروری، ۱۲۔اخلاق سروری، ۱۳۔دیوانِ حمد ایزدی، ۱۴۔دیوانِ نعت سرور، ۱۵۔انشائے یادگارِ اصغری، ۱۶۔خزینتہ الاصفیاء، ۱۷۔مخزن حکمت، ۱۸۔لغاتِ سروری، ۱۹۔جامع لغات، ۲۰۔کلیاتِ نعت سرور اور تاریخ مخزن پنجاب شامل ہیں۔[خزینتہ الاصفیاء، ج ،اوّل، مترجم، مفتی محمود عالم ہاشمی، ص 9 تا 40]

راست دھاریئے:

جس طرح اردو لفظ نام نہاد اور انگریزی لفظ So Called کا پنجابی ترجمہ نام دھاریئے کہا جاتا ہے اس طرح راست دھاریئے۔ پنجابی میں سچائی کا جھوٹا روپ بناوٹی روپ دھارنے والوں کو کہا جاتا ہے۔ جس میں ناچ گانے کی محفل میں کوئی نوعمر لڑکا جس کے ابھی داڑھی مونچھ نہ آئی ہو۔ وہ سر پر لمبے لمبے بال لگوا کر عورتوں کا رُوپ دھار کرنا چتا ہے۔

حاجی سیّد وارث علی شاہؒ:

خلیفہ مختشم باللہ کے دورِ حکومت میں ہلاکوخان نے بغداد پر حملہ کر کے بڑی تباہی مچائی۔ ترکِ وطن کا سلسلہ جاری ہوا۔ اس نازک دور میں ایک علمی شخصیت عالم اشرف ابی طالب معہ اہلِ خانہ نیشاپور سے ہندوستان تشریف لائے۔ ضلع بارہ بنکی، بھارت میں قیام فرمایا۔ یہ بزرگ حضرت سیّد وارث علی شاہؒ کے مورث اعلیٰ تھے۔ سیّد اشرف ابی طالب کے پوتے سیّد علاؤ الدین کا شمار شاہ نصیرالدین چراغ دہلوی کے خلفاء میں ہوتا ہے۔ سیّد اشرف ابی طالب کی آٹھویں

Scanned with CamScanner

پشت میں سیّد عبدالاحد گزرے ہیں۔ انہوں نے 1127ھ میں (بھارت) سے ہجرت فرما کر دیوہ شریف (بھارت) میں قیام فرمایا اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ حضرت عبدالاحد کے پرپوتے سیّد سلامت تھے۔اوران کے دو صاحب زادے سیّد خرم علی اور سیّد قربان علی تھے۔سیّد قربان علی کے صاحب زادے حضرت حافظ سیّد علی شاہ وارث ؒ تھے۔ آپ کی پیدایش دیوہ شریف میں یکم رمضان المبارک 1238ھ بہ مطابق 12 مئی 1823ء کو ہوئی۔آپ بطن مادر سے ولی پیدا ہوئے تھے آپ کی کتاب عمر کا دیباچہ عشقِ الٰہی کے عنوان سے شروع ہوا اور خاتمہ کتاب پر فنافی الذات کی مہر لگی ہوئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا نام نامی بھی خداوند عالم کے اسی مقدس و بزرگ نام سے ممتاز ہوا جس میں آپ فنا ہونے والے تھے۔دو سال کی عمر میں شفیق باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ تین سال کی عمر میں آغوش مادر مہربان سے محروم ہو گئے۔ پرورش کی ذمہ داری دادی جان نے لے لی۔ دس سال کی عمر ہوتے ہی دادی محترمہ بھی اس دار فانی سے رخصت ہو گئیں۔ اس وقت ان کے حقیقی بہنوئی حضرت حاجی سیّد خادم علی شاہؒ لکھنو لے آئے اور ظاہری و باطنی تعلیم سے سرفراز فرمایا۔ان کا وصال بھی 14 صفر 1253ھ کو ہوا۔ مزار اقدس کرسچن کالج لکھنو میں مرجع خلایق ہے۔

بعد وصال حضرت حاجی سیّد خادم علی شاہؒ، آپ کی رسم دستار بندی ہوئی اور سلسلہ قادریہ میں سجادہ نشینی سے نوازا گیا۔ کچھ عرصہ لکھنو میں رہنے کے بعد عازم سفر حرمین شریفین ہوئے۔اس وقت آپ کی عمر پندرہ سال تھی۔مختلف ممالک کی سیاحت فرماتے ہوئے چار سال بعد واپسی ہوئی۔ تقریباً تین بار ہندوستان سے پاپیادہ سفر حج کیا، اور ہندوستان کی سیاحت کے علاوہ پاکستان، انگلینڈ، روس، جرمن، ترکی، جاپان، یونان، خراسان، بلخ، بخارا، چین، قسطنطنیہ، دمشق، کربلا معلیٰ، سیتان، تہران، مصر، رے، کوفہ، حضر موت، یروشلم، قندھار، غزنیں، کوہ قاف وغیرہ کی بھی سیاحت کی۔عمر کے آخری پچیس تیس سال کا زمانہ وطن و اطرافِ وطن میں گزرا۔ 1317ھ سے دیوہ شریف، بھارت میں مستقل قیام فرمایا۔

حج کے دوران آپ نے احرام باندھا اور یہ اس قدر پسند آیا کہ ساری زندگی زیب تن رکھا۔تمام عمر تجرد اور ریاضت میں گزری۔زمانہ طفولیت سے ریاضت و مجاہدہ کے پابند تھے قبل

آغاز ابوانی آپ تین دن کا روزہ رکھا کرتے تھے اور ایک عرصہ تک سات دن کا روزہ بھی رکھا اس دوران غذا نہ ہونے کے برابر ہوتی تھی۔ دیگر بزرگانِ متقدین کا بیان ہے کہ ہم نے عرصہ دراز تک آپ کو کسی قسم کے اناج وغیرہ کو تناول فرماتے نہیں دیکھا۔ بعض روایات سے پچاس سال کی عمر تک یا اس سے زیادہ عمر تک آپ ان روزوں کے پابند رہے۔ شکم مبارک ہمیشہ رومال سے کسا ہوا رہتا۔ کبھی پتھر بھی باندھ لیتے تھے۔ گوشت، دودھ، گھی، انڈا، پیاز، لہسن وغیرہ ایک مدت تک آپ نے استعمال نہیں فرمایا۔ تکلفات و آسایش کے سامان سب ترک تھے۔ نہ کبھی چارپائی پر نشت فرمائی، نہ تخت پر بیٹھے۔ شب بھر کلام مجید اور نوافل پڑھنے کے عادی تھے۔ استراحت بھی نہیں فرماتے تھے۔ 36 سال کی عمر سے 40 سال کی عمر تک آپ کو کبھی بہ وقت شب استراحت فرماتے ہوئے یا کسی سے بات کرتے ہوئے بھی نہیں دیکھا گیا۔ تمام شب کھڑے ہو کر نوافل پڑھے۔ اس زمانہ میں پائے مبارک بھی متورم ہو جاتے تھے۔

17 محرم الحرام 1323ھ سے آپ کو بخار آنا شروع ہوا۔ علاج ہوا اسی دوران مثانہ کی تکلیف شروع ہوئی، علاج ہوتا رہا لیکن افاقہ نہ ہوا۔ آخر کار 30 محرام الحرام بہ روز جمعرات دن گزار کر بہ وقت صبح چار بج کر تیرہ منٹ پر واصل حق ہوئے۔ یکم صفر 1323ھ بہ روز جمعہ حافظ عبدالقیوم وارثی (رئیس کرنال) نے نماز جنازہ پڑھائی۔ [محبوب الوارثین، ساگر وارثی ص، 83۔ مشکوۃ حقانیت]

بتی:

(3) حصہ بہری۔ چندہ۔ شراکت [فرہنگِ آصفیہ، جلد اول، ص 498]

دایرہ/ چوپال:

دایرہ (چوپال) کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ دایرہ کو مختلف علاقوں میں مختلف ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ مثلاً چوپال، ڈیرہ، تکیہ، اتاک (سندھی) وغیرہ۔ چوپال سنکرت زبان کے لفظ چتر سے ماخوذ چو کے ساتھ فارسی لفظ پا کے ساتھ بہ طور لاحقہ لگانے سے اردو میں چوپال بہ طور اسم

Scanned with CamScanner

مستعمل ہے۔

چو پال کا آغاز برصغیر پاک وہند کی تاریخ سے ہوا۔ دیہی علاقوں میں ایک کمیونٹی عمارت یا جگہ بنادی جاتی۔ یہ دراصل ایک سادہ سا پلیٹ فارم ہوتا۔ جو عموماً گاؤں کے باوقار اور بااثر بزرگ پنچایت لگاتے اور گاؤں کی تعمیر و ترقی کے حوالے سے اہم فیصلے کرتے۔ دایرہ کا ماحول نہایت خوش گوار ہوتا۔ گھنے درختوں کی چھاؤں میں بنا ہوا یہ احاطہ لوگوں کی خوشی اور غمی میں بھی برابر کا شریک ہے۔ عام دنوں میں مرد حضرات کے لیے دہات میں کمیونٹی کی زندگی کا مرکز سمجھا جاتا۔ خواتین کا اس جگہ بیٹھنے بل کہ اس کے احاطہ سے گزرنا بھی معیوب سمجھا جاتا۔

موجودہ گلوبل کمیونٹی کے دور میں لوگوں کی یہ اقدار بدل چکی ہیں۔ دایرے اور چوپال دہات کی زندگی سے نکل کر شہروں کا رخ کر گئے ہیں۔ دایرہ کی وہ روائتیں بڑے بڑے شہروں میں پروان چڑھنے لگیں۔ ہر طبقہ اور ہر مکتبہ فکر کے لوگوں نے اسے اپنی مرضی کے مطابق ڈھال کر، دبستان، ٹی ہاؤس، علم و ادب کے مراکز، کمیونٹی سنٹر کی شکل میں تبدیل کر دیا۔

کیرتن:

کیرتن سنکرت زبان کا لفظ ہے۔ اس کا مطلب بیان کرنا، ورد کرنا یا بتانا کے ہیں۔ یہ ایک ایسا آہنگ ہے جس کے ذریعہ مذہبی خیالات کو منظوم حالت میں موسیقی کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ اس کے پیش کرنے والے کو کیرتن کارہ یا کرت کار کہتے ہیں۔ سکھ مذہب میں گوردواروں میں گرنتھ صاحب کو بھی خاص انداز میں پڑھنے کو کرتن کہا جاتا ہے۔

[https://en.wikipedia.org/wiki/Kirtan]

اختر حسین:

آپ دوسرے گورنر مغربی پاکستان رہے اور ستمبر 1957ء سے 12 اپریل 1960ء تک تعیناتی رہی۔ ان سے پہلے مشتاق احمد گورمانی کا عہد تھا۔

اختر حسین (یکم مارچ 1902ء تا 15 جولائی 1983ء) پاکستان کے ایک نامور بزرگ سیاستدان اور سرکاری ملازم تھے۔ آپ ستمبر 1957ء کو مغربی پاکستان کے گورنر جنرل بنے اور

جنرل ایوب خان کی صدارت کے دوران اپریل 1960ء تک فائز رہے۔

آپ برہان پور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ایم اے او کالج علی گڑھ سے تعلیم حاصل کی اور پھر الہ آباد یونی ورسٹی سے گریجوایشن کی ڈگری حاصل کی۔ 1924ء میں آپ کا انتخاب انڈین سول سروس میں ہوگیا اور باقی تعلیم و تربیت سینٹ جونز کالج کیمبرج انگلینڈ سے حاصل کی۔ سن 1926ء میں انگلینڈ سے واپسی پر پنجاب میں تعینات کیا گیا۔ پنجاب میں مختلف عہدوں پر مختلف ڈسٹرکٹ میں کام کیا اور 1930ء میں حکومت ہندوستان کا انڈر سیکریٹری متعین کیا گیا۔ 1943ء میں حکومت برطانیہ کی جاب سے OBE (Order of the Brish Empire) کے ایوارڈ سے نوازا گیا۔ 28 اگست 1957ء میں مغربی پاکستان کا گورنر جنرل بنایا گیا۔ آپ کے اقتدار میں پاکستان کے شادی کے قوانین 1958ء میں نافذ ہوئے۔ 1959ء میں پاکستان کے سب سے بڑے اعزاز ''ہلال پاکستان'' سے بھی نوازے گئے۔ 23 مارچ 1960ء میں لاہور کے منٹو پارک میں رکھا تھا۔ 1960ء میں آپ نے گورنر کے عہدہ سے علیحدگی کے بعد آپ کو صدارتی کابینہ میں وزیر کے عہدہ پر تعینات کیا گیا۔ جس میں آپ کے پاس انفارمیشن، تعلیم اور کشمیر کی وزارت کے قلم دان تھے۔ اس کے علاوہ آپ 1962-1983 انجمن ترقی اردو کے تاحیات سربراہ بھی رہے۔

[وفوفیات مشاہیر، پروفیسر محمد اسلم، ص 18]

[https://en.wikipedia.org/wiki/Akhter_Husain]

ایم۔ایل۔اے (MLA):

صوبائی اسمبلی کے ممبران کو ایم ایل اے کہا جاتا ہے۔ ہر ممبر آف پارلیمنٹ (ایم پی اے) کے علاقے میں سات سے نو MLA ہوتے ہیں اور ہر اسمبلی میں زیادہ سے زیادہ 500 ارکان اور کم سے کم 60 ارکان ہونے چاہیں تاہم کچھ صوبوں کو اس سے چھوٹ حاصل ہے کیوں کہ جہاں کی آبادی بہت ہی کم ہے۔ مثلاً

Scanned with CamScanner

MLA-کے 30 ممبر، گوا کے 40 ممبر ہیں۔ MLA کے لیے
پونڈیچری (بھارت کی ایک متحدہ عملداری) کے 30 ممبر، گوا کے 40 ممبر ہیں۔ MLA کے لیے اہلیت کی شرائط وہی ہیں جو کہ MP کے لیے ہیں ان اسمبلیوں کی مدت معیاد 500 تک ہوتی ہے تاہم وزیر اعلیٰ امور گورنر کو اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ جب چاہیں اسے توڑ سکتے ہیں یہ اسمبلیاں علاقائی قانون سازی مثلاً پولیس، زراعت، جیلوں، لوکل گورنمنٹ، صحت عامہ کر سکتی ہیں۔

[https://en.wikipedia.org/wiki/Member_of_the_Legislative_Assembly_(India)]

ڈیرہ دون:

یہ ایک بھارت کے شمالی علاقاجات میں اترارکھنڈ کی ریاست میں واقع ہے جو کہ دہلی سے 236 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ ڈیرہ دون نہایت پُرفضا اور خوش گوار مقام ہے۔ 1814ء تک منصوری اور نینی تال نیپال کی سلطنت میں تھے۔ انگریزوں اور نیپالیوں میں جب لڑائی ہوئی تو انگریزوں کی فتح ہونے پر یہ دونوں مقام سرکار انگریز کے قبضے میں آ گئے۔ منصوری ڈیرہ دون سے 14 میل کے فاصلہ پر ہے۔ [سیر پنجاب، مہاراجہ کرشن پرشاد بہادر، ص، 40]

[https://en.wikipedia.org/wiki/Dehradun]

نوح:

نوح بھارت کے صوبہ ہریانہ (پنجاب) کا ایک شہر ہے، دہلی سے فاصلہ 70 کلومیٹر ہے۔

[https://en.wikipedia.org/wiki/Nuh_(city)]

روہتک:

روہتک بھارت کے صوبہ ہریانہ (پنجاب) کا ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر شہر کہلاتا ہے۔ یہ دہلی سے صرف 70 کلومیٹر اور صوبائی دارالحکومت چنڈی گڑھ سے 250 کلومیٹر پر واقع ہے۔ اس شہر کو کھوکھر سکھوں نے آباد کیا تھا اور روہتاس گڑھ کا نام دیا۔ ایک اور روایت کے مطابق اس کی وجہ تسمیہ یہاں پایا جانے والا ایک درخت روہتکا کہلاتا ہے جو اپنی لکڑی کی وجہ سے مشہور ہے۔

[https://en.wikipedia.org/wiki/Rohtak]

Scanned with CamScanner

حافظ قمر الدین چشتی صابریؒ:

آپ کی ولادت 15 جمادی الاوّل 1324ھ بمطابق 1904ء کوخواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی کے ہاں سیال شریف ضلع سرگودھا میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے دادا خواجہ محمد الدین سیالوی کے زیر سایہ ہوئی۔ مدینہ منورہ میں اندلس کے قاضی شیخ ابوبکر النبانی سے سند حدیث حاصل کی اور مکہ مکرمہ میں مدرسہ صولتیہ کے شیخ الحدیث علامہ عمر و ممدان المکی سے سند حدیث حاصل کی۔ آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں اپنے والد خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی سے بیعت تھے۔ آپ کا وصال 20 جولائی 1981ء کو سیال شریف میں ہوا اور وہیں آپ کا مزار اقدس مرجع خلایق ہے۔ [تاریخ مشائخ چشت، پروفیسر خلیق احمد نظامی]

شیخ غلام رضا محمد علوی:

آپ راولپنڈی میں نزد جامع مسجد روڈ محلہ شاہ چن چراغ میں جامع مسجد منکال میں تشنگان علم و معرفت کی پیاس بجھاتے ہیں۔ آپ قطب مدینہ سیّدی صبری الرشید سے سلسلہ شاذلیہ میں بیعت ہیں۔ آپ اسلاف کی ہمہ جہت عملی تصویر ہیں۔ [از مکالمہ حافظ شفیق تبسم]

حافظ غلام حیدر خادمی:

آپ سیالکوٹ میں ایک عظیم دینی درس گاہ جامعہ نعمانیہ رضویہ شہاب پورہ، سیالکوٹ کے مہتم ہیں اور نقشبندی سلسلہ میں نباض ملت حضرت حکیم خادم علیؒ کے دست حق پر بیعت ہیں اور مجاز بیعت بھی ہیں۔ آپ بے باک حق گو اور اصول پسند لوگوں کے لیے مشعل راہ ہیں۔ [از مکالمہ حافظ شفیق تبسم]

حافظ محمد عالم قادری:

محدث سیالکوٹی علم میں بحر العلوم کا درجہ رکھتے تھے اور سیّد حسنات شاہ صاحب قادری سے فیض یافتہ تھے۔ تادم آخر جامعہ حنفیہ دروازہ سیالکوٹ میں تدریس فرماتے رہے۔ آپ کا مزار پرانوار بھی اسی جامع میں مرجع خلایق ہے۔ [از مکالمہ حافظ شفیق تبسم]

Scanned with CamScanner

حضرت خواجہ اللہ دتہ چشتی صابری ساہی:

آپ کا وصال 5 شعبان بہ مطابق 28 نومبر 1965ء بہ روز پیر ہوا۔ مزار اقدس قلعہ خزانہ ،گوجراں والا میں مرجع خلایق ہے۔

قمر جلالوی:

آپ کا نام سیّد محمد حسین ہے اور قمر تخلص تھا۔ پیدایش 1887ء میں قصبہ جلالی ضلع علی گڑھ ،بھارت میں ہوئی۔ خاندانی سلسلہ آباؤ اجداد مشہور ایرانی شخصیت سیّد نجیب علی ہمدانی سے جاملتا ہے۔ جن کے نام پر آج بھی نجیب علی کا نگلا نامی گاؤں آباد ہے۔ آباؤ اجداد کا پیشہ مدتوں سپہ گری رہا۔ جو خدمات کے صلہ میں بعد کو زمین داری میں تبدیل ہوگیا۔ خود قمر جلالوی کے پاس بھی خاصی زمین تھی لیکن فیاضانہ مزاج و دریا دلی نے انھیں گردشِ روزگار سے آگاہ کیا۔

قصبہ جلالی میں گھر گھر علم و ادب کا چرچا تھا۔ شعر و ادب کی محفلیں اکثر گرم رہا کرتی تھیں۔ آپ کے والد گرامی سیّد غلام سجاد حسین خود بھی صاحب ذوق تھے اور شعر بھی کہتے تھے۔ لیکن مشاعروں میں بہ حیثیت شاعر کبھی شرکت نہ کرتے۔ اسی ماحول میں انھوں نے آنکھ کھولی۔ شاعری وراثت میں ملی۔ ابھی ان کی عمر آٹھ سال کی ہی تھی کہ اشعار موزوں کرنے لگے۔ آواز میں غضب کا درد تھا۔ رفتہ رفتہ مشق سخن کے ساتھ ساتھ ان کی شہرت قصبہ جلالی کی حدود میں سے نکل گئی۔ اسی زمانے میں استاد کا ایک قطعہ بہت مشہور ہوا تھا۔ فرماتے ہیں:

جیسا کہ مجھ کو عشق ہے اس گل بدن کے ساتھ
بلبل کو بھی نہ ہو گا وہ شاید چمن کے ساتھ
جان اب کے بچ گئی تو قمرؔ عہد بھی ہے یہ
اب دل لگائیں گے نہ کبھی سیم تن کے ساتھ

دل چسپ بات یہ کہ ابھی ان کی عمر 24 سال ہی کی تھی کہ جلالی اور علی گڑھ کے اکثر نوجوان شعراء انہیں اپنا کلام دکھانے لگے تھے لیکن وہ خود تشنگی سی محسوس کرتے تھے اور اسی لگن نے انھیں اس وقت کے مشہور استاد اور پختہ کار شاعر حضرت امیر مینائی سے وابستہ کر دیا تھا۔ روایت ہے کہ انھوں نے حضرت امیر مینائی کی شان میں زانوے ادب طے کرتے وقت یہ قطعہ بھی نذر کیا تھا۔

Scanned with CamScanner

ازل سے معتقد حضرت امیرؒ ہوں مَیں
اسی لکیر پہ اب تو قمرؔ فقیر ہوں مَیں
زر قلیل نہیں ہوں کہ دیکھ لے دنیا
جو دفن رہتی ہے دولت کثیر ہوں مَیں

آپ تقسیم ہند کے بعد اپنے اہل وعیال کے ہم راہ پاکستان میں ہجرت کر آئے۔ اکتوبر 1968ء میں 91 سال کی عمر میں کراچی میں وصال ہوا۔ آپ کے وصال کے بعد صاحب زادی کنیز جالاوی نے تین مجموعہ کلام [رشک قمر]،[اوج قمر] اور [تجلیات قمر] کے نام سے چھپوائے۔[غم جاوداں] بھی آپ ہی کا مجموعہ کلام ہے۔ بہت سا کلام مختلف گلوکاروں نے بھی گایا۔[سخنور، تذکرہ شعرائے پاکستان، سلطانہ مہر ص328]

خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہؒ:

آپ کی ولادت 5 جنوری 1895ء کو بٹل شریف ضلع مانسہرہ میں ہوئی۔ حصول معاش کے سلسلے میں اپنے والدین سے اجازت لے کر کوئٹہ تشریف لے گئے، جہاں مختلف ہنر سیکھے اور پھر آرمی میں سروس شروع کردی۔ اس طرح آپ اپنی زندگی کے روز شب گزارنے لگے۔ چمن کوئٹہ میں قیام کے دوران آپ پیر سیّد علی شاہ الگیلانی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی درخواست کی۔ پیر صاحب نے فرمایا آپ کا فیض ہمارے پاس نہیں، آپ کو مطلوب اور فیض رساں جلد مل جائے گا۔ اسی بے قراری کے عالم میں تھے کہ آپ کو حضور نبی پاک زیارت نصیب ہوئی۔ سرکار نے صوفی محمد حسن کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ نقیب اللہ ان کے پاس چلے جاؤ، آپ کے فیض رساں یہ ہیں۔ چناں چہ آپ صوفی محمد حسن شاہ سلطان الاولیاء کے دست حق پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ کا وصال 27 فروری 1995ء کو ہوا۔ مزار اقدس نقیب آباد شریف، قصور میں مرجع خلایق ہے۔[http://naqeeb.org]

[http://naqeeb.org/about-naqeeb-ullah-shah-sarkar/]

شریف احمد شرافت نوشاہی:

آپ کی ولادت 28 ستمبر 1907ء کو بہ مقام ساہن پال شریف ضلع منڈی بہاؤالدین (سابقہ ضلع گجرات) ہوئی۔ والد گرامی کا نام حضرت مولانا سیّد غلام مصطفیٰ نوشاہی الملقب بہ نوشاہِ ثالث تھا۔ ابن سید حافظ محمد شاہ نیک اختر نوشاہی۔ آپ کا شجرہ نسب حضرت نوشہ گنج بخش کے فرزندِ اکبر و خلیفہ اعظم حضرت مولانا سیّد حافظ محمد برخوردار بحر العشق سے ملتا ہے۔ مختلف کُتب کے مصنف ہیں، جن میں [شریف التواریخ] اہمیت کی حامل ہے، اس کے علاوہ [تذکرہ شعرائے نوشاہیہ] شامل ہیں۔ آپ کا وصال 4 جولائی 1983ء میں ساہن پال شریف ضلع منڈی بہاءالدین میں ہوا۔ [تذکرہ شعرائے نوشاہیہ، ص362]

نوشاہی سلسلے کے وسیع تر علمی، تحقیقی اور فالیفی احیاء کے باب میں، معاصر عہد میں حضرت شرافت نوشاہی کا نام نامی سرِ فہرست ہے۔ وہ عبقری شخصیت کے حامل جامع صفات عالم، صوفی، ادیب، شاعر، جہاں گرد، معاشرے کے سرگرم فرد اور علم و فقر کا ایسا مایہ ناز امتزاج تھے جو کہیں خال خال ہی پیدا ہوتے ہیں۔ موجودہ خانقاہی ورثاء اور متوسلین میں ایسی مثالیں عنقا ہیں۔ [تذکرہ شعرائے نوشاہیہ، تبصرہ معین نظامی، ص4]

خان بہادر:

یہ دو الفاظ خان (سردار) اور بہادر (نڈر) کا مجموعہ ہے۔ یہ خطاب پہلے ہندوستان کے مغل فرمارواعوامی نمایندوں کو دیا کرتے تھے۔ بعد میں انگریز حکومت نے اسی طرح اپنے وفادار عوامی مسلم نمایندوں کو "خان بہادر" کے خطاب سے نوازا جاتا، انگریز حکومت میں گورنر جنرل اور وائسرائے کو یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ اس خطاب کو جاری کریں اس خطاب کے ساتھ ایک سند بھی جاری کی جاتی تھی۔ جس کی رو سے خطاب حاصل کرنے والا اپنے نام کے ساتھ خان بہادر کا لفظ استعمال کرسکتا تھا۔ ہندو عوامی نمایندوں کے لیے رائے بہادر کا خطاب رائج تھا۔

[https://en.wikipedia.org/wiki/Khan_Bahadur_(title)]

آڈر آف برٹش ایمپایر (Order of the Britsh Empire):

انگریز حکومت کی جانب سے کسی بھی شعبہ ہائے زندگی میں نمایاں کارنامہ سرانجام دینے پر جو ایوارڈ دیا جاتا تھا اسے آرڈر آف برٹش ایمپایر کہا جاتا ہے یہ ایوارڈ سول اور فوج دونوں میں دیا

Scanned with CamScanner

جاتا ہے مگر سویلین اور فوجی ایوارڈ میں کچھ فرق ہوتا ہے جب کہ سول ایوارڈ کا ربن سادہ اور ایک ہی رنگ کا ہوتا ہے جب کہ فوجی ایوارڈ میں ربن کے درمیان ہلکے رنگ کی پٹی ہوتی ہے۔

اس ایوارڈ کو انگلینڈ کے شاہ جارج پنجم نے 4 جون 1917ء کو شروع کیا یہ سول اور ملٹری دونوں شعبوں میں پانچ مختلف حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں،

1.Knight Grand Cross or Dame Grand Cross of the Most Excellent Order of the British Empire(GBE).

2.Knight Commander or Dame Commander of the Most Excellent Order of the British Empire(KBE or DBE)

3.Commander of the Most Excellent Order of the British Empire(CBE).

4.Officer of the Most Excellent Order of the British Empire (OBE).

5.Member of the Most Excellent Order of the British Empire (MBE).

[https://en.wikipedia.org/wiki/Order_of_the_British_Empire]

رومن کیتھولک:

رومن کیتھولک عیسائیت کا قدیم ترین فرقہ ہے اس کی ابتداء کے بارے میں کچھ وثوق سے نہیں کہا جا سکتا مگر 380ء میں بادشاہ تھیوڈوس اوّل نے ''کیتھولک کرسچن'' کی اصطلاح کو صرف اور صرف ان لوگوں کے لیے مخصوص کر دیا جو روم کے پوپ ڈیمس اوّل اور اسکندریہ کے پوپ پیٹر کے عقیدے سے منسلک تھے۔

اس عقیدے میں چرچ اور خاص طور پر پادری کو مرکزی حیثیت حاصل ہوگئی تمام علاقوں کے کیتھولک چرچ روم کے چرچ کے تابع ہو گئے، پادری کو خدا کا نمائندہ تصور کیا جاتا ہے وہ لوگوں کے لیے دعا اور شفاء کے علاوہ جزا اور سزا دینے کا حق دار بھی سمجھا جاتا ہے۔یعنی گناہ گار گناہ کرنے

Scanned with CamScanner

کے بعد آ کر پادری کے سامنے اعتراف کرتے اور معافی مانگتے تو وہ اس کے خدا سے معافی بھی دلوا سکتا ہے۔ [https://en.wikipedia.org/wiki/Roman_Catholic_(term)]

پروٹسٹنٹ:

پروٹسٹنٹ عیسائیت کا ایک بڑا اور ترقی پذیر فرقہ ہے۔ صلیبی جنگوں میں اور اس کے بعد عیسائیت میں مذہبی پیشواؤں کے جبر کے ردِعمل کے طور پر کئی فرقوں نے جنم لیا۔ صلیبی جنگوں میں عیسائیوں کو زبردستی بھرتی کیا جاتا تھا۔ پوپ اربن دوم نے اعلان کیا کہ اگر کوئی خود جنگ میں نہیں جا سکتا تو اپنی جگہ کسی دوسرے کو بھیج دے جسے جہاں سے اسے معافی نامہ دیا جائے گا۔ اس معافی نامے سے نجات یقینی ہے۔ بعدازاں پوپ لیودہم (1475 - 1521) تک صورتحال یہ ہوگئی کہ گناہوں کے معافی نامے ایجنسیوں پر فروخت ہونے لگے۔ جس شخص کا جی چاہتا زنا، قتل چوری، ڈاکہ اور کتنے ہی صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کر کے اپنے لیے معافی نامہ خرید لیتا۔ نہ صرف اپنے لیے بل کہ اپنے وفات شدہ عزیزوں کے لیے بھی معافی نامے خریدے جا سکتے تھے۔ جس کے بعد نجات یقینی سمجھی جاتی۔ اس صورتحال سے عیسائی دنیا میں اخلاقی انحطاط پیدا ہو گیا۔ جس کی سرپرستی مذہبی علماء کر رہے تھے۔ کلیساء کے مظالم کے خلاف کئی لوگوں نے آوازیں بھی بلند کیں۔

سولہویں صدی میں مارٹن لوتھر کی قیادت میں لوگوں نے کیتھولک فرقے کے طریقہ کار میں تبدیلی کے لیے تحریک چلائی۔ اس تحریک کو پروٹسٹنٹ اصلاحِ کلیسا کہا جاتا ہے۔ مارٹن لوتھر جو ایک جرمن راہب تھا، وہی اس فرقے کا بانی ہے، اس نے عقاید میں اصلاح کے لیے ہی پروٹسٹنٹ کی بنیاد رکھی۔ تاہم انھیں ایک سال کے لیے قید کیا گیا۔ لوتھر کی تحریک کی وجہ سے عیسائیت پرٹسٹنٹ اور کیتھولک میں تقسیم ہوگئی۔ پروٹسٹنٹ فرقہ جدید رجحان کا حامل تھا، لوتھر کا اگرچہ 1546ء میں انتقال ہو گیا لیکن ان کی تحریک کا اثر ان کے بعد بھی کافی عرصہ قایم رہا۔ عیسائیت میں مذہبی اصلاحی تحریک کے حامیوں کی تعداد بڑھتی چلی گئی۔ لوتھر کے بعد اس اصلاحی کام کو زونگلی، جان کالون اور جان ناکس نے آگے بڑھایا۔

[https://en.wikipedia.org/wiki/Protestantism]

میاں پروفیسر اکرم رضا:

میاں محمد اکرم کی پیدائش 14 فروری 1946ء میں حاجی محمد یعقوب کے ہاں ہوئی۔ آپ کا اصل گوجرانوالا کے علاقے لکڑی والا پل سے متصل گلی توتکاں والی سے تھا۔ اس گلی کو بندوق والی گلی بھی کہتے تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد باقاعدہ لائسنس یافتہ بندوق ساز تھے اور بٹوارے کے زمانے میں اسلام آباد سے یہاں آئے۔ آپ گورنمنٹ کالج گوجرانوالا کے پرنسپل بھی رہے۔ انہی کی کاوشوں سے ایک ادبی مجلہ | مہک | کا گوجرانوالا نمبر بھی ترتیب دیا گیا۔ جو گوجرانوالا پر ایک بہترین ریسرچ ہے۔ پروفیسر محمد اکرم کا وصال 25 جون 2012ء میں ہوا۔

| مہک گوجرانوالا نمبر ص 1055 |

موضع تلونڈی کھجوروالی:

اروپ کے شمال مغرب میں واقع ہے، اس کی آبادی 9,465 افراد اور 1390 گھروں پر مشتمل ہے۔

حضرت سخی سرورؒ:

حضرت سخی سرور کی تاریخ ولادت کے متعلق مختلف بیانات ہیں۔ سرڈینزل ابٹسن کا کہنا ہے کہ آپ بارہویں صدی عیسوی میں کسی وقت پیدا ہوئے۔ میجر ٹیمپل کی رائے یہ ہے کہ آپ کا زمانہ تیرہویں صدی عیسویں کا ہے۔ اس کے علاوہ سکھوں کی مذہبی کتابوں میں کچھ ایسی باتیں بھی مرقوم ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ آپ گورونانک (1596 - 1526) کے معاصرین میں سے تھے۔ ان کتابوں میں یہ بھی درج ہے کہ آپ نے گورونانک کو ایک تربوز بھی پیش کیا تھا۔ تذکرہ سخی سرور (پروفیسر حامد خاں حامد) کی تحقیق کے مطابق بارہویں صدی عیسویں کے ربع اول میں کسی وقت پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد حضرت سیّد زین العابدین 1126ء میں پاک و ہند تشریف لائے تھے۔ یہاں انہوں نے کوئی دو سال بعد شاہ کوٹ کے نمبردار پیر رہان کی صاحب زادی بی بی عائشہ سے نکاح کیا۔ اور نکاح کے دو سال بعد حضرت سخی سرور کی پیدائش ہوئی۔ [تذکرہ سخی سرور، ص 103]

Scanned with CamScanner

آپ کا اسم گرامی سید احمد سلطان ہے اور آپ کو کئی القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔ مثلاً سخی سرور، لکھ داتا، لکھی خان، لالانوالہ، ردھیانوالہ، پیر خانو، پیر کانو یا کانون، شیخ راونکون۔ لیکن زیادہ تر آپ سخی سرور یا لکھ داتا کے لقب سے مشہور ہیں۔ سخی سرور تو اتنا معروف ہے کہ ڈیرہ غازی خان میں وہ جگہ، جہاں آپ کا مزار واقع ہے، سخی سرور کے نام سے موسوم ہے۔ ذیل میں مذکورہ بالا القاب کی وجہ تسمیہ درج کی جاتی ہے۔ (تذکرہ سخی سرور، ص98)

ا۔ سخی سرور: اکثر کتابوں میں مرقوم ہے کہ آپ بڑے دریا دل تھے۔ جو کچھ آپ کے پاس آتا راہِ خدا میں لٹا دیتے۔ حتیٰ کہ شادی میں جو جہیز آپ کو ملا وہ بھی آپ نے محتاجوں میں تقسیم کر دیا۔ اسی بنا پر آپ کو سخی سرور کہا جاتا ہے۔ [تذکرہ سخی سرور، ص99]

۲۔ لکھ داتا: اس لقب کی وجہ تسمیہ بھی تقریباً ایسی ہے جیسی کہ سخی سرور کی۔ ایچ اے روز اور ایڈورڈ مکلیگن کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ کہ لکھ داتا کا مطلب ہے لاکھوں دینے والا۔ یعنی وہ آدمی لکھ داتا کہلاتا ہے جو غیر معمولی طور پر فیاض اور سخی ہو۔ [تذکرہ سخی سرور، ص100]

۳۔ لکھی خان: یہ لقب بھی لکھ داتا کی ترجمانی کرتا ہے بل کہ اس کی دوسری صورت ہے۔ چناں چہ لکھی خان اور لکھ داتا کی وجہ تسمیہ ایک ہی ہے۔ ان دونوں میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ [تذکرہ سخی سرور، ص100]

۴۔ لالانوالہ: منشی حکم چند لکھتے ہیں کہ حضرت سخی سرور کا یہ لقب اس لیے مشہور ہے کہ زمانہ سابق میں آپ کی خانقاہ پر کچھ لال تھے۔ ایچ اے روز اور ایڈورڈ مکلیگن نے تحریر کیا ہے کہ لالانوالہ کے معنی ہیں ہیرے والا۔ کہا جاتا ہے کہ نادر شاہ نے دو قیمتی ہیرے آپ کی خانقاہ پر چڑھائے تھے۔ نیز سلطان زمان شاہ نے کچھ جواہرات خانقاہ کی نذر کیے تھے۔ اسی بنا پر حضرت سخی سرور کو لالانوالہ کہتے ہیں۔ [تذکرہ سخی سرور، ص100]

۵۔ ردھیانوالہ: اس کا مطلب ہے پہاڑ میں رہنے والا، چوں کہ حضرت سخی سرور نے کوہ سلیمان کی گھاٹیوں میں وطن اختیار کیا تھا۔ اسی لیے آپ کو ردھیانوالہ کہا جاتا ہے۔ [تذکرہ سخی سرور، ص، 101]

۶۔ پیر خانو، پیر کانو یا کانون: اس لقب کی وجہ تسمیہ معلوم نہیں ہو سکی۔ سوائے [خزینۃ

الاصفیاء] اور [معارج] کے یہ لقب کسی اور جگہ درج نہیں۔ ان دونوں کتابوں میں بھی پتہ نہیں کہ یہ لقب کس سند پر تحریر کیا گیا ہے۔ قیاس چاہتا ہے کہ یہ لقب حضرت سخی سرور کو پٹھانوں نے دیا ہو گا اور اس کی اصل صورت پیر خان ہوگی جو رفتہ رفتہ بگڑ کر یا کسی اور وجہ سے پیر خانو، پیر کانو یا پیر کانون بن گئی۔ چناں چہ پشاور میں ہر سال آپ کی یاد میں ایک بھاری میلہ لگتا ہے۔ یہ میلہ پشاور کے عوامی میلوں میں شمار ہوتا ہے اور عرف عام میں جھنڈا میلہ یا جھنڈوں کا میلہ کہتے ہیں۔ [تذکرہ سخی سرور، ص 101]

۷۔ **شیخ راونکون:** یہ لقب صرف تواریخ ملتان میں درج ہے۔ اس کا اصل سبب معلوم نہیں۔ چناں چہ وجہ تسمیہ کے متعلق وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ [تذکرہ سخی سرور، ص، 101]

دھونکل میلہ:

حضرت سخی سرور نے بغداد سے علوم روحانی کی تکمیل کرنے کے بعد کچھ عرصہ دھونکل میں قیام فرمایا تھا۔ دھونکل میں جو میلہ ہر سال حضرت سخی سرور کی یاد میں لگتا ہے اس کی بابت مختلف کتابوں میں کچھ باتیں مذکور ہیں۔ [تاریخ گوجراں والا] میں لکھا کہ جب حضرت سخی سرور نے دھونکل کو اپنے قیام کا شرف بخشا اور یہاں عبادت الٰہی میں مصروف ہوئے تو آپ کی برکت سے یہاں ایک چشمہ جاری ہو گیا۔ شاہ جہان کے عہد میں مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی نے آپ کے عبادت خانے کی جگہ ایک پختہ مسجد بنوادی اور چشمے کو کنوئیں میں تبدیل کرا دیا۔ بعد ازاں سکھوں کے عہد حکومت میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے کنوئیں کی حفاظت کے لیے اس پر ایک گنبد تعمیر کرا دیا۔ یہاں ہر سال اوّل جمعرات ماہ اہاڑ سے اوّل جمعرات ماہ ساون تک، ایک مہینہ برابر میلہ رہتا ہے اور ہر طرف سے لوگوں کا ہجوم آتا ہے۔

قیام پاکستان کے بعد جہاں اور شہروں کی آبادی اور رونق میں اضافہ ہوا وہاں دھونکل بھی پیچھے نہیں رہا۔ اب اس کی وہ حالت نہیں جس کا ذکر [تاریخ گوجراں والا] میں کیا گیا ہے۔ یہاں آبادی بڑھ جانے کی وجہ سے ہر وقت چہل پہل رہتی ہے اور میلے کے دنوں میں تو خوب گرما گرمی ہوتی ہے۔

[عبرت نامہ] میں لکھا کہ وزیر آباد سے تھوڑے فاصلے پر ایک موضع واقع ہے۔ جس کو

Scanned with CamScanner

عرف عام میں دھونکل کہتے ہیں۔ یہاں مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی نے شاہ جہان کے زمانے میں ایک پختہ مسجد تعمیر کرائی تھی۔ اس کی تعمیر کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت سخی سرور کے مرید اور عقیدت مند جب لاکھوں کی تعداد میں دھونکل کے میلے میں شریک ہوتے ہیں تو آپ کے حجرہ عبادت کو سجدہ کرتے ہیں۔ مولوی عبدالحکیم نے لوگوں کی اس روش کو خلافِ شرع قرار دیا اور انہیں اس طرح سجدہ کرنے سے منع کیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ لوگ بہ دستور سجدہ کرتے رہے۔ آخر مولوی عبدالحکیم نے حضرت سخی سرور کے حجرہ کو ایک مسجد میں منتقل کر دیا۔ ان کا خیال تھا کہ جو کوئی یہاں آئے گا، دوگانہ نماز پڑھے گا اور طریق آداب بجالائے گا۔ اس طرح آئین شرع کی خلاف ورزی نہیں ہوگی۔ لوگ اسی طرح یہاں نماز پڑھتے رہتے لیکن اسلام کے ضعف کی وجہ سے جاہل عوام دوگانہ نماز ادا کرنے کے باوجود سابق سجدہ کرتے۔ بہر حال مسجد کی تعمیر سے اتنا ضرور ہوا کہ لوگوں کا یہ سجدہ قبلہ کی طرف ہوتا ہے۔ دھونکل میں حضرت سخی سرور کے دربار سے جو آمدنی ہوتی تھی ، وہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے خزانے میں داخل کی جاتی تھی ۔ [تذکرہ سخی سرور، پروفیسر حامد خاں حامد، ص،148]

دھونکل:

[تاریخ مخزن پنجاب] کے مطابق اس قصبہ کا نام دھرکیل تھا اور اس قصبہ کا بانی دھرکیل نامی جاگیردار تھا جو راجہ جے پال والئی لاہور کی فوج کا سپہ سالار تھا۔ جب سلطان محمود غزنوی نے لاہور کی حکومت کو نیست و نابود کر دیا تو دھرکیل کو بھی زوال آ گیا۔ دھرکیل کا بنایا ایک قلعہ بھی اس گاؤں میں موجود تھا وہ بھی منہدم ہوگیا۔ مگر اب تک اس کے نشانات موجود ہیں۔ یہ قصبہ وزیر آباد سے تین کوس کے فاصلے پر واقع ہے۔ [مخزن پنجاب، غلام سرور، ۔ادبی مجلہ مہک، ص،60]

اکال گڑھ:

مسلم دور حکومت میں اس کا نام علی پور تھا۔ سکھوں نے رنجیت سنگھ (1839ء ۔1799ء) کے دور حکمرانی میں اسے اکال گڑھ بنا دیا۔ قیام پاکستان کے بعد دوبارہ اس کا نام علی پور رکھا گیا۔

Scanned with CamScanner

منصور پور:

منصور پور ہوشیار پور (بھارت) کی ایک تحصیل مکیریاں کا گاؤں ہے جو مکیریاں سے 5 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

[http://www.onefivenine.com/india/villages/Hoshiarpur /Mukerian/Mansoorpur]

دین محمد قوال (دینا جالندھری):

بستی دانشمنداں ضلع جالندھر بھارت میں پیدا ہوئے۔ان کی آواز سن کر بے اختیار مرزا غالب کا یہ شعر زبان پر آجاتا ہے۔

ڈھونڈھے ہے اس مغنی آتش نفس کو جی
جس کی صدا ہو ، جلوہ برقِ فنا مجھے

مداح رسول کی آواز گراموفون ریکارڈوں پر ریکارڈ کی ہوئی نعت

رسول پاک کو ، کونین کا سردار کہتے ہیں

اس کے علاوہ بے شمار نعتوں کی آواز آج سے پون صدی قبل، آل انڈیا ریڈیو دہلی، لاہور سے لے کر تمام ریڈیو اسٹیشنوں پشاور، کلکتہ، بمبئی وغیرہ پر نہ صرف ریکارڈ کی ہوئی آواز بل لائیو (Live) اور براہِ راست پروگراموں میں یہ آواز گونجتی ہوئی گھر گھر سنی جاتی تھی۔ سمعی (آڈیو) ذرائع ابلاغ کا زمانہ تھا۔اپنے شعبہ میں تمام آل انڈیا سطح پر فن کاروں میں اوّل مقام رکھتے ہوئے سربراہ تھے۔حضرت خواجہ محمد دیوان چشتی صابری تھاویؒ سے بے پناہ عقیدت رکھتے تھے۔آپ کو سانس کی تکلیف تھی۔ پوچھا گیا کہ جب تکلیف بڑھتی ہے تو کیا کرتے ہو، کہنے لگے اس وقت یا خواجہ دیوان کا نعرہ لگاتا ہوں۔تکلیف دور ہو جاتی ہے۔

1939ء میں آل انڈیا ریڈیو دہلی میں ایک پروگرام میں شرکت کے لیے گئے ہوئے تھے۔وہیں انتقال ہوا۔

روہیل کھنڈ:

آگرہ و اودھ کا شمالی علاقہ جس پر ایک پٹھان قبیلے روہیلہ کی حکومت تھی۔ یہ قبیلہ پشاور کے گردونواح میں آباد تھا۔اس کے چند سرداروں نے جو مغل فوج میں اعلی عہدوں پر فائز تھے۔

Scanned with CamScanner

اٹھارویں صدی کے شروع میں آگرہ اور اودھ کے اضلاع بریلی، بدایوں اور سنبھل وغیرہ کے علاقوں پر قبضہ کرلیا اور ایک طاقت ور سلطنت کی بنیاد ڈالی جو روہیل کھنڈ کے نام سے مشہور ہوئی۔ 1772ء میں روہیلوں کے سردار حافظ رحمت خاں نے مرہٹوں کے آئے دن کی چھیڑ خانی سے تنگ آ کر شجاع الدولہ نواب اودھ کے ساتھ معاہدہ کیا کہ روہیل کھنڈ پر مرہٹوں کے حملے کی صورت میں نواب اودھ روہیلوں کی مدد کرے گا تو روہیلے اس کے عوض نواب کو چالیس لاکھ روپیہ دیں گے۔ 1773ء میں مرہٹوں نے روہیل کھنڈ پر حملہ کیا، نواب اودھ اور انگریزوں کی مشترکہ فوجوں نے روہیلوں کا ساتھ دیا اور مرہٹے پسپا ہو گئے۔ نواب اودھ نے حافظ رحمت خاں سے رقم کا مطالبہ کیا تو انھوں نے مہلت طلب کی جسے نواب نے منظور نہ کیا اور عہد نامہ بنارس کی رو سے انگریزوں کی مدد طلب کی۔ نواب اودھ نے حافظ رحمت خاں پر بدعہدی کا الزام لگا کر انگریز فوج کی مدد سے روہیل کھنڈ پر یلغار کر دی اور 23 اپریل 1774ء کو روہیلوں کو میراں پور کٹڑا کے مقام پر شکست دی۔ حافظ رحمت میدان میں کام آئے اور روہیل کھنڈ کو سلطنت اودھ میں شامل کر لیا گیا۔[https://en.wikipedia.org/]

حافظ محمد عبداللہ چشتی صابری (جالندھر):

آپ سیّد حافظ غلام چشتیؒ کے دست حق پرست پر مشرف بہ بیعت ہوئے اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے ہمیشہ سادہ زندگی بسر کی اور اپنے دست مبارک سے محنت کرتے۔ آپ کا مزار اقدس تکیہ حاکم شاہ (برلب سڑک ٹانڈہ) قبرستان شاہ سکندر، جالندھر میں مرجع خلائق ہے۔[انوار الوارثین قلمی ،عطاء اللہ ساگر،ص 229]

میاں فیض علی:

آپ ،خواجہ برکت علی چشتی صابریؒ کے والد گرامی تھے۔آپ کی شادی اٹھارہ برس کی عمر میں ہوئی، جب آپ محکمہ مال میں پٹواری تھے۔ اروپ میں ہی تقرری ہوئی۔ قدرت آزاد اور رحم دلی کی یہ دولت ملازمت سے طبیعت اچاٹ رہنے لگی۔ اور عشق الٰہی میں ہی سرشار رہتے۔ دنیاداری چھوڑ کر فقیری راہ اختیار کی اور اکیس سال کی عمر میں تلاش حق میں ویرانے کی راہ لی۔ حضرت لابھے شاہ کے مزار اقدس (موضع گوگیرہ ضلع ساہی وال) سے فیض یاب ہوئے اور

آپ پر مجذوبی حالت طاری ہوگئی۔ مختلف مقامات پر پھرتے پھراتے رہے۔ کبھی راوی کے کنارہ بیلا میں کبھی گوجراں والا میں قلعہ خزانہ کبھی اروپ تو کبھی ماچھیکے وغیرہ۔ گاہے بگاہے حضرت سیّد عزیزالدین پیر مکیؒ کے مزار اقدس پر جایا کرتے۔ آپ کا وصال 13 ذی الحج 1338ھ بہ مطابق 27 اگست 1920ء بروز جمعۃ المبارک ہوا۔ آپ کی عمر مبارک 48 سال تھی۔ وصال درگاہ حضرت سیّد عزیزالدین معروف بہ پیر مکیؒ ہوا۔ وہیں آپ کو سپردِ خاک کیا گیا۔ [مشعلِ راہ، ملک دیدار علی، ص 242 تا 257]

دربھنگہ:

بھارت کے صوبہ بہار (موجودہ جھارکھنڈ) کا ایک مشہور شہر۔

منتہی:

انتہا کو پہنچنے والا + کامل

وہ شخص جس کو فضیلت کی دستار بندھ چکی ہو۔ وہ شخص جو علم کی تحصیل پوری کر چکا ہو۔ [فرہنگ آصفیہ، مولوی سیّد احمد دہلوی، ج، چہارم، ص، 417]

دھوگڑی:

جالندھر (بھارت) کا مشہور نواحی قصبہ۔

خواجہ فضل الدین چشتی صابریؒ:

آپ کی ولادت 13 جون 1898ء کو موضع فتوال ضلع ہوشیار پور، بھارت میں ہوئی۔ گریجوایشن کے بعد کچھ عرصہ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ پوسا میں کام کیا، 1924ء میں ایرائیرابزروٹری آگرہ میں ملازم رہنے کے بعد بہ طور ریسرچ اسسٹنٹ لائل پور زراعتی کالج فیصل آباد میں تبادلہ ہوگیا۔ ریٹائرڈمنٹ اسی کالج میں بہ طور اسسٹنٹ زرعی بیکٹیریالوجسٹ ہوئی۔ آپ حضرت خواجہ محمد دیوان چشتی صابریؒ کے دستِ حق پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ ''عالی جناب'' کے نام سے آپ کو یاد کیا جاتا ہے۔ جنوری 1978ء میں آپ واصل حق ہوئے اور جسد خاکی موضع اروپ ضلع گوجراں والا میں لایا گیا، اور خواجہ برکت علی چشتی صابریؒ کے مزار اقدس

Scanned with CamScanner

کے برآمدہ میں مغرب کی جانب سپر خاک کیا گیا۔ اس کی وجہ خواجہ برکت علی چشتی صابریؒ سے محبت تھی۔ قل شریف کے روز میاں عطاء الرحمن اور دیگر پیر بھائیوں کے اصرار پر میاں رفیق احمد (خواجہ فضل الدین چشتی صابری کے صاحب زادے)، ڈاکٹر منصور خالد اور عبدالعزیز صابری وغیرہ آپ کے جسم اطہر کو واپس لانے کے لیے تشریف لائے۔ صاحب زادہ ملک دیدار علی (خواجہ برکت علی چشتی صابریؒ کے صاحب زادے) سے عرض کی گئی انھوں نے بہ خوشی فرمایا آپ کی امانت ہے آپ لے جاسکتے ہیں۔ لہذا جنوری 30 کو قل شریف کے بعد آپ کے جسد خاکی کو واپس فیصل آباد چک کلوواں میں لاکر 31 جنوری کو سپرد خاک کیا گیا۔ جہاں ایک عظیم الشان مزار اقدس مرجع خلایق ہے۔ [پیرما، عبدالعزیز صابری، ص،6، 18، 19، 94، 96]

حضرت دیوان محمد مست جنیدی قادری نوشاہی:

آپ کے آباؤ اجداد تبلیغ اسلام کے لیے مدینہ منورہ سے ہجرت کر کے برصغیر میں آکر سکونت پذیر ہوئے۔ آپ کے دادا حضرت عبدالستار قادری سلسلہ کے بزرگ تھے اور ولی کامل بھی۔ آپ کے والد ماجد کا نام قطب الدین تھا۔ جو اپنے وقت کے جید عالم دین تھے اور زمین داری بھی خود ہی کرتے، ان کی پہلی شادی سے کوئی اولاد نہ ہونے کی وجہ سے دوسری اور پھر تیسری شادی ہوئی۔ مگر اولاد نہ ہوئی۔ پھر آپ کے والد کی ملاقات حضرت سلطان احمد قادری علی پور سیداں والے سے ہوئی۔ انہوں نے آپ کو گلاب کے دو پھول عطا کیے کہ ایک وہ خود اور دوسرا اپنی اہلیہ کو کھلا دیں۔ 17 اہاڑ بہ مطابق 30 جون 1870ء آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کا آبادی گاؤں نوئینکے موضع ہندو چک، ضلع گوجراں والا تھا۔ دیوان اعظم کے نام سے بھی آپ کو یاد کیا جاتا ہے۔ مرشد برحق کی تلاش میں اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری کے علاوہ درویشوں کی صحبت میں بھی رہے۔ آخر کار دربار خانقاں ڈوگراں پر آپ کی ملاقات صاحب دربار سے ہوئی انھوں نے فرمایا آپ کا حصہ سندر شریف لاہور میں حضرت نواب علی قادری نوشاہی کے پاس ہے۔ آپ کے پیشوا نے بہت سے مجاہدے و ریاضت کروائی اور بعد میں تلقین فرمایا کوٹلی مغلاں میں حضرت عبدالعزیز شاہ مدار کے مزار کی خدمت کیا کرو۔ بہت سے احباب آپ کے فیض سے مستفیض ہوئے۔ آپ کا وصال 6 جون 1978ء کو وقت تہجد ہوا۔ وہیں کوٹلی مغلاں، ضلع گوجراں والا میں

آپ کا مزار اقدس ہے۔[اولیائے گوجراں والا،علی رضا،ص،263 تا265]

قرآن پاک کا ترجمہ:

قرآنِ پاک کا نزول مکہ کی وادی سے شروع ہوکر مدینہ شریف کی وادی میں اختتام پذیر ہوا۔اللہ پاک نے اپنے کلام کوعربی زبان میں اس لیے نازل کیا تا کہ پہلے عمل کرنے والے اس کو اچھی طرح سمجھ کر عمل کرسکیں اور رہتی دنیا تک کے لیے نمونہ حیات بن جائیں۔اس طرح سے عجم کے لوگوں نے صحابہ اکرام سے یہ عمل سیکھے۔یوں یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔

نبی پاک کی ظاہری حیات مبارکہ میں ہی اسلام عرب سے نکل کر عجم تک پہنچ گیا تھااور متعدد عجمی لوگ دایرے اسلام میں داخل ہوچکے تھے۔پھر خلفائے راشدین کے 30 سالہ دور میں انتہائی کثیر تعداد میں عجمی لوگوں نے اسلام قبول کیا۔پہلی صدی ہجری کا دور صحابہ،تابعین اور تبع تابعین کا دور تھا جو قرآن کریم کے ساتھ ساتھ سنت نبوی پر عمل درآمد کا مکمل آئینہ تھااس لیے قرآن پاک کا سمجھنا عجمی لوگوں کے لیے زیادہ مشکل نہ تھا۔اس کی وجہ ان کے سامنے عملی نمونے صحابہ اکرام ،تابعین اور تبع تابعین کی شکل میں موجود تھے۔لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا گیا یہ عمل کے چراغ گل ہوتے گئے تو عجم سمیت عرب لوگوں نے بھی آیات کی منشائے الٰہی کو سمجھنے کی خاطر قرآن کریم کے اصل نمونوں کی طرف رجوع شروع کردیا۔عام عربوں کوعربی زبان کے باعث بہت زیادہ مشکلات نہ تھیں۔مگر عجمیوں کے لیے قرآن کریم کے عربی متن کو سمجھنا مشکل امر تھا۔اس کے لیے عجمی زبانوں میں ترجمہ کی اشد ضرورت محسوس ہوئی۔

اپنے اپنے دور اور اس کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے مترجمین نے پُرخلوص کوششیں شروع کردیں۔اردو میں ترجمہ کرنے میں مختلف ادوار میں مترجمین نے اپنی اپنی کاوش میں بھرپور کردار ادا کیے۔ پہلا دور جو قدیم دور بھی کہلاتا ہے۔دکنی دور سے شروع ہوااور اٹھارویں صدی عیسوی کے اختتام تک چلا۔اس دور میں جو تراجم ملتے ہیں وہ تقریباً سبھی نامکمل ہیں۔ حالاں کہ وہ خاصی تعداد میں ہیں۔جو مختلف کتب خانوں مثلاً آصفیہ(حیدرآباددکن)،کتب خانہ سالار جنگ(حیدرآباددکن)،ادارہ ادبیات(حیدرآباددکن)،انجمن ترقی اردو(کراچی)،برٹش میوزیم(لندن)وغیرہ میں موجود ہیں۔عموماً یہ دور نامکمل تھا۔

دوسرے دور میں شاہ رفیع الدین دہلویؒ (متوفی 1788ء) کا نام گرامی سرِ فہرست ہے۔آپ شاہ ولی اللہؒ کے تیسرے بیٹے تھے۔آپ کو فارسی اور عربی پر عبور حاصل تھا۔اگرچہ ان کی علمیت کا چرچا تھا لیکن قرآن پاک کا پہلا مکمل اردو ترجمہ ان کی شہرت کی اصل وجہ بنا۔اٹھارویں صدی کے اواخر کا پہلا مکمل لفظی اردو ترجمہ تھا۔

اس صدی کا دوسرا بڑا نام شاہ عبدالقادرؒ کا آتا ہے۔ یہ بھی شاہ ولی اللہؒ کے بیٹے تھے۔انھوں نے 1790ء میں ایک بامحاورہ اردو ترجمہ کر کے شہرت حاصل کی۔ یہ ترجمہ لفظی نہیں بل کہ اردو کے روزمرہ اور محاورے کے لیے ہوئے ایک وضاحتی انداز رکھتا ہے۔اسے اردو ہندی لغت کا ایک بڑا خزانہ بھی سمجھا جاتا ہے۔

حکیم محمد شریف خاں (متوفی 1801ء) کا ترجمہ قابل ذکر ہے یہ شاہ عالم بادشاہ کے کہنے پر ہوا۔

انیسویں صدی میں جو کہ قرآن پاک کے اردو تراجم کا دوسرا دور تصور کیا جاتا ہے اور بھی بہت سے تراجم اور مترجمین سامنے آتے ہیں۔ یہ وہ دور تھا جس میں قرآن مجید کے اردو تراجم کو ضروری سمجھا جانے لگا تھا اور بڑی جاں فشانی سے اس پر کام ہو رہا تھا۔اس میں کچھ ترجمے مکمل اور کچھ جزوی بھی ملتے ہیں۔اس دور میں ایک ترجمہ فورٹ ولیم کالج میں ڈاکٹر جان گلکرسٹ کے حکم پر ہوا۔ان کی بیماری کی وجہ سے ادھورا رہ گیا جسے اسی کالج کے استاد مولوی امانت اللہ شیدا نے مکمل کیا۔جن میں میر بہادر علی حسینی اور کاظم علی کا تعاون بھی تھا۔

تیسرا دور ڈپٹی نذیر احمد دہلوی کے ترجمہ سے شروع ہوتا ہے۔ یہ ترجمہ پہلی بار 1896ء میں شایع ہوا۔اس ترجمے کو اردو زبان و ادب کا ایک مثالی کارنامہ تصور کیا جاتا ہے۔

ڈپٹی نذیر احمد کے بعد قرآن کے اردو تراجم کے مترجمین میں مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ، مولانا اشرف علی تھانوی، مولوی عاشق الٰہی، فتح محمد جالندھری، محمد حسن دیوبندی، ابوالکلام آزاد، عبدالماجد دریا آبادی، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور جسٹس پیر کرم شاہ الازہریؒ وغیرہ کے نام اہم ہیں۔ مجموعی طور پر یہ دور قرآنی تراجم کے عروج کا دور تھا۔

[مقالہ اردو زبان میں ترجمہ قرآں کے ادوار اور مختلف زبانوں میں تراجم۔ بشریٰ نوشین، پنجاب

Scanned with CamScanner

یونی ورسٹی]

ترجمے کے بنیادی اصول:

قرآن پاک کے ترجمہ کے لیے چند بہت اہم اور بنیادی اصولوں پر عمل کرنا بہت ضروری ہے:

۱۔ دونوں زبانوں اور ان کے ادب پر کامل دسترس۔

۲۔ ترجمہ نگار کا اس زبان سے جس میں ترجمہ کیا جا رہا ہے جذباتی، علمی واقفیت اور ہم آہنگی۔

۳۔ زبان کے ساتھ ساتھ جس موضوع پر کتاب لکھی گئی۔ مترجم کا اس علم اور فن پر بھی کامل دسترس ہوتا۔

۴۔ دونوں زبانوں کے ساتھ ادبی مساوات اور ادبی رنگ برقرار رکھنا۔

۵۔ اصل کتاب کے مصنف کے لب ولہجہ کی کھنک کا باقی رکھنا جو کہ بہت ضروری ہے۔

۶۔ مترجم کی تحریر میں انشا پردازی بھی بنیادی ضرورت میں شامل ہے۔

عربی لغت میں ایک لفظ میں بے شمار معنی ملتے ہیں۔ ایک مترجم کا ان الفاظ میں ایک موزوں لفظ ترجمہ کے لیے استعمال کرنا ہی اس فن پر مکمل دسترس کا ہونا ہے۔ کیوں کہ قرآن پاک تو جامع علوم کا خزانہ ہے اس کے لیے تو تمام علوم وفنون کا جاننا ضروری ہے۔ ترجمہ کے لیے امام جلال الدین سیوطیؒ (م 1505ء) نے جن شرایط کو ضروری قرار دیا ہے۔ ان میں علم اللغۃ، علم نحو، علم صرف، علم اشتقاق، علم معانی، علم بیان، علم بدیع، علم قراءت، علم اصول دین، علم اصول، علم اسباب، علم قصص القرآن، علم الحدیث، علم ناسخ ومنسوخ، علم محاورات عرب، علم التاریخ اور علم الدنی اہمیت کے حامل ہیں۔ ان تمام شرایط کے ساتھ ترجمہ اس وقت ممکن ہے جب مترجم قرآن تمام عربی تفاسیر، کتب احادیث، تاریخ، فقہ اور دیگر علوم وفنون پر دسترس کے ساتھ ساتھ عربی زبان وادب پر مکمل عبور رکھتا ہو اور وہ ایک عبقری شخصیت کا حامل ہو، ساتھ ہی مترجم قرآن کتاب اللہ کو عربی زبان میں سمجھنے کی حد درجہ صلاحیت رکھتا ہو۔ تب ہی ممکن ہے۔

Scanned with CamScanner

دوسوہہ:

یہ ہوشیار پور (بھارت) کی ایک تحصیل ہے پانڈوؤں کی سلطنت کے وقت یہ قصبہ بڑا شہرو حاکم نشین تھا پھر کئی مرتبہ ویران اور کئی دفعہ آباد ہوا۔ یہاں قدیمی وراثت راجپوتوں کی ہے جو پہلے ہندو تھے اوراب مسلمان ہیں۔ [تاریخ مخزن پنجاب، حصہ دوم، ص،194]

راجپوت:

ابتدائے زمانہ میں جوقوم آباد تھی وہ اپنے آپ کورشیوں کی اولاد کہتی تھی۔ جب آپس میں بیاہ، شادیاں اورمیل جول سے انسانی نسل نے ترقی کی اوران میں گوتیں بننے لگیں۔ تواس وقت اکثر گوتیں رشیوں کے نام پر ہوتی تھیں۔ بالآخرایک وقت آیا۔ منوجی نے (جوخودبھی راجپوت یا کھشتری تھے) اولاد آدم کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ برہمن، کھشتری، ریش اورشودر۔ براہمن کا کام علم حاصل کرنا، علم سکھانا، کھشتری کا کام رعایا کی حفاظت کرنا، قوت بازو سے دوسروں کی مدد کرنا، دان دینا۔ ویش کا کام بیوپار کرنا، سود لینا، کھیتی باڑی کرنا اوردان دینا۔ شودر کا کام ان تینوں کی خدمت کرنا تھا۔

جسروٹہ:

یہ ایک قدیم اور مشہور قصبہ ہے آبادی اس کی شمال شرقی میدان متعلقہ پنجاب کوہ ہمالہ (بھارت) کی بنیاد کے جنوبی سمت کو واقع ہے پہلے راج اور ریاست اس شہر کی جموں سے علیحدہ تھی۔ اب جموں کے ریاست کے شامل ہے قصبہ کی عمارت بہت خوش نما پختہ وباموقع ہے۔ رئیس کی حویلیاں عالی شان بنے ہوئے ہیں قلعہ بھانکا مضبوط ومستحکم ہے۔ زمین داری یہاں راجپوتوں کی ہے گردونواح کی زمین میں سے شمالی زمین اس کی کریوہ ودارنا ہم وار ہے۔

[تاریخ مخزن پنجاب، غلام سرور، حصہ دوم، ص، 299]

گوت:

گوت سنسکرت کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی باڑہ کے ہیں۔ زمانہ قدیم میں عام دستور تھا کہ دس بیس لوگ اپنے بیوی بچوں سمیت (اکثر ایک خاندان کے) اپنے رہنے کے لیے درختوں کے بڑے بڑے ٹہنوں اورلکڑیوں سے ایک باڑہ بنالیتے اوراس باڑہ کے لوگ اپنے میں سے ایک شخص

Scanned with CamScanner

کو اپنا امیر بنا لیتے۔ جس کے نام پر وہ بارہ مشہور ہو جاتا۔ چوں کہ ایک بارہ کے لوگ آپس میں رشتہ ناطہ پسند نہ کرتے تھے اس لیے وہ اکثر دوسرے باڑوں کے لوگوں سے رشتہ ناطہ کرتے۔ ایسے وقت میں جب وہ اپنے بارہ کی نسبت بتانا چاہتے۔ تو وہ اپنے امیر کا نام لے دیتے۔ اس وقت سنسکرت پرکرت اور ہندی کا دور دورہ تھا۔ بارہ کی جگہ لفظ گوت عام ہو گیا۔

[راجپوت گوتیں، محمد افضل، ص، 12]

مسلم ہائی اسکول دوسوہہ:

یہ اسکول دوسوہہ سے دور ایک وسیع آموں کے باغ کی دوسری طرف واقع تھا۔ اس وقت اسکول کے ہیڈ ماسٹر آغا شیر احمد صاحب تھے۔ مسلم ہائی اسکول کا قیام ان حالات میں ہوا۔ جب مسلمانوں نے یہ محسوس کیا کہ ان کے بچوں نے اگر ہندوؤں کے مدرسوں میں تعلیم حاصل کی تو ان کی تعلیم مذہبی طور پر متاثر ہو سکتی ہے۔ لہذا سب نے مل کر مسلم ہائی اسکول کی بنیاد رکھی۔ پہلے یہ پرائمری تک تھا اس کے بعد مڈل اور پھر ہائی اسکول کا درجہ حاصل کیا۔ بعد میں سکھوں نے بھی اپنے بچے یہاں داخل کروائے۔

مولانا عبدالغنی چشتی صابری:

آپ دوسوہہ ہوشیار پور (بھارت) میں 1892ء میں مولانا غلام رسول کے ہاں پیدا ہوئے۔ حضرت مولانا نواب الدین رمداسیؒ سے آپ کو بدرجہ اتم محبت تھی، مگر پیر کامل کی نظر آپ سے کچھ اور کام لینا چاہتی تھی، چناں چہ جناب محمد سراج الحق چشتی صابریؒ کے دست حق پر بیعت ہوئے۔ طبیعت میں ذوقِ تبلیغ اس حد تک تھا کہ قریہ قریہ شہر بہ شہر جاتے اور تبلیغ کرتے۔ مولانا جہاں روحانی اور دینی خدمات انجام دیتے تھے، وہاں مسلم معاشرہ کو تشکیل دینے میں بھی ہمیشہ مستعد رہتے۔ آپ جمعہ کا خطبہ اور نماز پڑھاتے تھے مگر کسی سے معاوضہ یا وظیفہ نہیں لیتے تھے۔ لاہور میں قیام کے دوران بیگم شاہی مسجد کو بادامی باغ داتا نگر سے پیدل چل کر جاتے اور واپس گھر آتے۔ پھر آپ جامع مسجد حضرت شاہ ابوالمعالیؒ میں جمعہ پڑھاتے رہے۔ گھر سے پیدل چل کر جمعہ پڑھاتے اور واپس پیدل ہی آتے۔ پاکستان ہجرت کے بعد داتا نگر، لاہور میں قیام پذیر رہے اور مطب کیا۔ آپ سے اکتساب فیض روحانی و جسمانی کے لیے محلے اور دوسرے

شہروں سے بھی لوگ آتے۔ اگر کسی نے دوائی کا معاوضہ دیا تو لے لیا ورنہ وہ چلا جاتا اور آپ معاوضے کا مطالبہ نہ کرتے۔ بہ روز اتوار مورخہ 11 اکتوبر 1959ء آپ واصل حق ہوئے اور بادامی باغ میں مزار اقدس تعمیر ہوا جو مرجع ہر خاص وعام ہے۔ آپ کی چار صاحب زادیاں اور تین صاحب زادے محمد افضل حق خالد، مسعود الحق حفیظ، محمود الحق صاحب شامل ہیں۔

[تذکرہ مولانا عبدالغنی دوسوہویؒ، نذر صابری، ص 11]

پروفیسر افضل حق خالد:

آپ مولانا عبدالغنی چشتی صابریؒ کے صاحب زادے تھے، مولانا کو اپنے ان صاحب زادے سے کافی انس تھا، ان کو چند لمحات کے لیے بھی اپنی آنکھوں سے علیحدہ نہیں کرنا چاہتے تھے۔ افضل حق خالد صاحب تعلیم کے شعبہ سے منسلک تھے۔ راقم الحروف کی ملاقتیں بھی ان سے رہیں۔ آپ کا وصال 16 اگست 2005ء میں ہوا۔

اڑمڑ ٹانڈہ:

اڑمڑ ٹانڈہ انڈین پنجاب کی ہوشیار پور ڈسٹرکٹ کا ایک شہر ہے۔ 2001ء کی مردم شماری کے مطابق اس کی آبادی 22,115 افراد پر مشتمل تھی۔ جس میں 52% مرد اور 48% خواتین شامل ہیں اس شہر کی وجہ شہرت سکھوں کے چھٹے گورو گوبند سنگھ ہیں۔ جنہوں نے یہاں قیام کیا اسکے علاوہ مشہور ہے کہ ہندوؤں کی جنگ جو بھیم نے یہاں ایک جن کو شکست دی تھی۔

(https://en.wikipedia.org/wiki/Urmar_Tanda)

ڈوگرہ ملٹری:

انڈین آرمی کا اک انفینٹری ڈویژن ہے جو آزادی پاکستان سے پہلے 17th ڈوگرا رجمنٹ کہلاتا تھا۔ یہ ڈویژن 4 بٹالین پر مشتمل ہے۔ پہلی اور دوسری جنگ عظیم میں اس رجمنٹ نے کافی کارہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں۔ ڈوگرہ رجمنٹ میں زیادہ تر جموں کشمیر، ہماچل پردیش اور پنجاب کے پہاڑی علاقوں کے لوگ شامل ہیں۔

(https://en.wikipedia.org/wiki/Dogra_Regiment)

Scanned with CamScanner

بلاول پور دھوگڑی:

دھوگڑی، جالندھر (بھارت) کی تحصیل ادھم پور کا ایک گاؤں ہے جو جالندھر سے 11 کلومیٹر پر واقع ہے۔ یہاں سے ریلوے ٹریک بھی گزرتا ہے۔

(http://soki.in/dhogri-adampur-jalandhar/)

وارثی سلسلہ:

حاجی سیّد وارث علی شاہؒ حسنی و حسینی سیّد تھے۔ اگرچہ لڑکپن میں بہ ظاہر آپ کا تعلق سلسلہ قادریہ رزاقیہ اور نظامیہ سے ضرور ہوا مگر حقیقت یہ ہے کہ آپ نے اپنے غلاموں کو بیعت کرتے وقت کبھی بھی ان سلاسل کا ذکر تک نہ فرمایا اور نہ ہی دیگر سلاسل کی طرح کبھی کسی بزرگ کا رسماً نام لیا بلکہ اپنے دستِ فیض اثر سے بیعت کرتے وقت آپ نے صرف اتنا ہی پڑھانا کافی سمجھا:

''ہاتھ پکڑتا ہوں پیر کا، پنجتن پاک کا، خدا، رسول کا!''

اسلام میں انسانیت نوازی اور رحم پروری کے باعث اس کی گنجائش ہے کہ اس کو عشق و محبت کا مذہب قرار دیا۔ ان کے فکر و عمل کی بنیاد دو باتوں پر ہے۔

{اور جو ایمان لائے وہ سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں اللہ سے}

(سورہ بقرہ، آیات ۱۶۵)

{مخلوق خدا کا کنبہ ہے}

ان بنیادی اصولوں پر فکر عمل کی تعمیر ہوئی یعنی اللہ سے محبت اور عشق مولیٰ، بندگان خدا سے محبت اور خلق خدا کی ہمدردی، رواداری، دوسری ملت کے لیے فراخی اور حوصلہ، یہی مسلک عشق حاجی سیّد وارث علی شاہؒ کا ہے۔ یہی جذبہ ان کے حالات زندگی سے نمایاں ہے۔ ہر انسان جس نے محمد رسول اللہ کا دامن تھام لیا، اس کو سراسر رحمت ہونا چاہیے۔ یہ سراسر رحمت ہی صوفیاء کرام کے الفاظ میں سراسر عشق ہے۔ عاشقانِ مصطفی اور محبانِ خدا کے یہاں محبت ہی محبت اور عشق ہی

Scanned with CamScanner

عشق ہے۔ عشق اسی وقت بیدار ہوتا ہے جب جذبہ پیدا ہو، عنایت خصوصی متوجہ ہو، انانیت ختم ہوجائے۔ یہی عشق مولانا روم، خواجہ اجمیریؒ، صابر کلیریؒ، محبوبِ الٰہی اور حاجی سید وارث علی شاہ کے یہاں موجزن ہے۔ سب مے کدہ عشق و محبت کے ساقی بنے ہوئے ہیں۔ وارثی سلسلہ کی بنیاد اسی کے گرد گھومتی ہے۔

مسئلہ خلافت و جانشینی کے متعلق آپ کا ارشاد ہے: ''منزل عشق برتر ہے ذکر واشغال سے جو کسب ہے اور مَیں مذہب عشق رکھتا ہوا۔ اس مسلک میں سجادہ نشینی وغیرہ نہیں ہے۔ جو شخص بادہ عشق میں سرشار اور دامِ محبت میں گرفتار ہو گو خاکروب ہو یا چمار ہو وہ مجھ سے ہے''۔ ایک دوسری جگہ پر ارشاد فرمایا؛ ''ہمارا کوئی جانشین نہیں ہے ہماری منزل عشق ہی ہے جو کوئی دعویٰ کرے وہ باطل ہے۔''

استاد فتح علی خاں قوال:

آپ کی پیدائش 1901ء میں جالندھر، بھارت میں مولا بخش کے ہاں ہوئی۔ موسیقی کے شعبہ سے منسلک رہے، آلات موسیقی ستار، سرود، وائلن اور Vichitra Veena کی مہارت کے علاوہ دھرپڈ انگ گانے میں کمال حاصل رہا، جس کی بہ دولت صدارتی ایوارڈ سے بھی نوازے گے۔ خاندان کے بانی حاجی معروف اپنے وقت کے اساتذہ گائیکوں میں شمار ہوتے تھے۔ سلسلہ چشتیہ صابریہ میں حضرت خواجہ محمد دیوان چشتی صابریؒ کے دست حق پر شرف بیعت حاصل تھا۔ نصرت فتح علی خاں کے والد گرامی ہیں۔ 12 مارچ 1964ء میں فیصل آباد میں وصال ہوا۔

[وفوفیات مشاہیر پاکستان، پروفیسر محمد اسلم، ص 187]

استاد مبارک علی خاں قوال:

مبارک علی خاں کی پیدائش جالندھر، بھارت میں مولا بخش کے ہاں ہوئی۔ قوالی کی صنف میں ہر خاص و عام میں مقبول ہوئے، خاص کر خیال انگ میں آپ کو کافی مہارت حاصل تھی۔ صدارتی ایوارڈ بھی ملا۔ حضرت خواجہ محمد دیوان چشتی صابریؒ سے دست بیعت تھے۔ مولوی صاحب نصرت فتح علی خاں کے تایا ہیں اور جن کی شاگردی میں انھوں نے نام پیدا کیا۔

Scanned with CamScanner

ہوشیار پور:

دوآبہ جالندھر میں یہ ایک قصبہ اس سڑک پر جو لاہور سے نادرن کو جاتی ہے. لاہور سے پچانویں میل شرقی کے طرف آباد ہے، چغتائی سلطنت کے وقت اوّل ہوشیار خان نے اس کو آباد کیا اور اس وقت یہ چھوٹا سا گاؤں تھا، پھر سکھی دور حکومت کے وقت جب دربار لاہور سے اس دوآبہ کی حکومت شیخ غلام محی الدین و امام الدین کے سپرد ہوئی تو انہوں نے اس خطہ کو سرسبز و شاداب دیکھ کر یہاں سکونت اختیار کی اور اسی مقام کو دارالحکومت بنایا۔ بڑی بڑی عمارتیں و حویلیاں و باغات یہاں تعمیر ہوئے دن بدن رونق بڑھتی چلی گئی سرکار انگریز کے وقت یہ ضلع کا مکاں مقرر ہوا اور پانچ تحصیلیں ایک ہوشیار پور دوسرے گڑھ شنکر، تیسری اونہ، چوتھی دوسوہہ اور پانچویں ہریانہ اس کے متعلق ہوئیں۔ [تاریخ مخزن پنجاب، حصہ دوم، ص،192]

خواجہ محمد دیوان چشتی صابریؒ:

آپ کانتھاں نزد دوسوہہ ضلع ہوشیار پور (بھارت) میں ایک ہندو گھرانے میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی لالہ پوہلو رام زرگر تھے جن کا تعلق ہندو راجپوت خانوادے سے تھا۔ لالہ پوہلو رام کی کوئی نرینہ اولاد نہ ہونے کی وجہ سے وہ اکثر پنڈتوں، سادھوؤں اور مسلمان درویشوں کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اولاد کے لیے دعائیں کرواتے۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ آپ کی بیوی مائی دیوی دیال اپنے پڑوس میں سائیں رحمت علی کے گھر گئیں تو دیکھا، گھر کے اندر خوب صفائی ہو رہی ہے اور برتن صاف کیے جا رہے ہیں۔ استفسار کرنے پر پتہ چلا کہ ان کے گھر میں حضرت غوث اعظم جیلانیؒ کا ماہانہ ختم شریف ہر ماہ چاند کی گیارہویں کو نہایت ادب سے منعقد ہوتا ہے۔ مائی صاحبہ یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئیں عرض کی اگر کوئی غیر مسلم شرکت کرنا چاہے! انھوں نے کہا کہ بہت شوق سے۔ لہٰذا مائی صاحبہ اور لالہ پوہلو رام نہایت عقیدت سے ختم شریف میں باقاعدگی سے حصہ لیتے رہے۔ آخر ایک دن ایک درویش مجذوب دوسوہہ اور کانتھاں کے بازاروں میں سیاحت کرتے ہوئے تشریف لائے۔ اچانک لالہ پوہلو رام کی نظر اس درویش پر پڑ گئی وہ انھیں اپنے گھر تک لے آئے، کھانا کھلانے کے بعد مائی صاحبہ اور لالہ پوہلو رام نے نرینہ اولاد کی خواہش ظاہر کی۔ آخر ان کی دعا کو قبولیت کا درجہ ملا۔ کہتے ہیں کہ اس درویش کو لوگ ''پیر دریائی'' کے نام سے پکارتے تھے۔ اس کے ایک سال کے بعد لالہ پوہلو رام کے گھر اللہ تعالیٰ نے

Scanned with CamScanner

ایک ایسا فرزند عطا فرمایا، جن کا شمار اکابرین میں ہوتا ہے۔ اس فرزند کی ولادت باسعادت پر لالہ پوہلورام نے دو گائیں پنڈتوں کو دان کیں۔ اس کے علاوہ مندروں، گوردواروں، مسجدوں کو عطیات دیئے اور غربا کو بھی خیرات تقسیم کی۔

آپ کی عمر مبارک جب تین دن ہوئی، تو آپ نے اپنی ماں کے شیر کو نوش نہیں فرمایا۔ جس سے والدین کی خوشی پریشانی میں بدل گئی۔ حکیموں، پنڈتوں کو بلایا اور علاج معالجہ کیا مگر پریشانی کسی طرح کم نہ ہوئی۔ لالہ پوہلورام کے پڑوس میں ایک سیّد صاحب جن کا نام حافظ سیّد غلام احمد تھا، رہتے تھے۔ بچے کی ولادت کا سُن کر لالہ صاحب کے گھر تشریف لائے اور نومولود کا حال دریافت کیا۔ سیّد غلام احمد نے نومولود کی پیشانی کو بوسہ دیا پھر دونوں کانوں میں آذان پڑھی۔ اس کے بعد حافظ غلام احمد گھر تشریف لے آئے اور اپنی اہلیہ سیّدہ رحمت بی بی سے فرمایا کہ لالہ پوہلو رام کے ہاں ایک بہت حسین و جمیل بچے نے جنم لیا ہے مگر وہ اپنی والدہ کے شیر کو نوش نہیں کرتا۔ لہذا تم جاؤ شاید تمہارے جانے سے کوئی بات بن جائے۔ جب مائی صاحبہ نے جا کر بچے کو گود میں لیا، تو بچے نے آپ کا دودھ نوش فرمایا اور زمانۂ شیر گی تک مائی صاحبہ کا ہی شیر نوش فرماتے رہے۔ ایک دن والدین نے اپنے دھرم کے مطابق دن مقرر کر کے تمام ہندو برادری کو بلوایا، کھانے کا اہتمام کیا گیا اور اس شبھ گھڑی میں مہورت نکال کر نام ''دیوان چند'' رکھا گیا۔

چار سال کی عمر میں دیوان چند کے والد ماجد لالہ پوہلورام کا انتقال ہو گیا اور پھر چھ سال کی عمر میں والدہ ماجدہ کا بھی سر سے سایہ اُٹھ گیا۔ پرورش کا تمام بوجھ آپ کے چچا لالہ آتما رام نے اٹھایا۔ گھر میں رہتے ہوئے حالات کچھ ایسے ہو گئے کہ آپ کی چچی آپ سے نفرت کرنے لگی۔ نو دس برس کی عمر میں آپ مسلمان بچوں کے ہم راہ مسجد میں چلے جاتے اور حافظ سیّد غلام احمد خطیب مسجد سے قرآن پاک کا درس لیتے۔ نماز پڑھنے کی تعلیم و تربیت حاصل کی۔

ایک دن میر دین حجام سے لوگوں کی نظریں بچا کر سنتِ مصطفوی کو ادا کر لیا ور ختنہ کروالیا۔ آپ کے مزاج میں عجیب سی کیف و مستی نظر آنے لگی اور پاؤں برہنہ ایک لمبا کرتہ پہنے رہتے، اکثر خاموش رہنے لگے۔ جب کبھی کیفیات میں مزید اضافہ ہو جاتا تو جوشِ محبت میں نعت شریف پڑھتے جس سے آنکھیں پُرنم ہو جاتیں۔ سات سال کی عمر میں آپ نے گھر والوں سے

پوری رمضان شریف کے روزے رکھنے شروع کر دیئے۔ سحری کے وقت آپ رات کا بچا کھچا کھانا تناول فرماتے۔ ورنہ تھوڑا سا آٹا گوندھ کر توے پر رکھ دیتے اور روٹی سی بنا کر آگ پر رکھ دیتے۔ بعض اوقات اگر اس کا بھی موقعہ نہ ملتا تو پانی سے ہی سحری کا کام لیتے۔

ایک دن چچا آتمارام نے کہا "دیوان چند" تمہارے والد نے ہزاروں روپے لوگوں کو بہ طور قرضہ دے رکھے ہیں اور دوسری جائیدادیں بھی ہیں۔ اپنا انتظام تم خود ذمہ داری سے سرانجام دو۔ جب ذرا سیانے ہو جاؤ گے تو تمہاری شادی کر دی جائے گی۔ جب آپ کی عمر پندرہ سال کی ہوئی تمام کاغذات واسٹام چچا سے لیے اور ان پر تحریر کر دیا، "میں نے قرضہ وصول کر لیا۔" جدی جائیداد میں سے ایک مکان چچا آتمارام کے نام ہبہ کر دیا۔ ایک مکان جناب سیّد حافظ غلام احمد، جن سے قرآن پاک کا درس لیا انھیں ہبہ کر دیا۔ ایک مکان اور ایک دکان سلطان محمد ذیل دار کے ہبہ کر دی اور خود ذیل دار صاحب کے دیوان خانہ میں رہائش اختیار کر لی۔

ایک دن آپ نے ذیل دار سلطان محمد خان کے ذریعہ سے مسجد میں اعلان کرا دیا کہ دیوان چند نے مذہب اسلام قبول کرنے کے بعد اسلامی نام "دیوان محمد" رکھا ہے۔ یہ سُن کر آپ کے عزیز و اقارب نے ذیلدار سلطان محمد خان کے خلاف عدالت میں دعویٰ دایر کر دیا کہ ذیل دار صاحب نے ہمارے نابالغ بچے دیوان چند کو ورغلا کر مسلمان کر دیا ہے یہ خبر اس دور کے ہفت روزہ اخبار [سراج الاخبار] میں شایع ہوئی۔ عدالت نے سمن جاری کر دیئے۔ مقررہ تاریخ پر دونوں فریقین کے دلائل سنے گئے۔ آپ نے اپنا بیان تحریر فرمایا کہ میں نے باہوش وحواس بہ رضا ورغبت مذہب اسلام قبول کیا ہے اس میں میرے ہندو عزیز واقارب کو میرے ذاتی معاملات میں دخل در اندازہونے کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا اس بیان پر مقدمہ خارج ہو گیا۔

آپ نے ذیل دار سلطان محمد خان سے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ کسی ولی کامل کا دامن تلاش کروں تاکہ میرے دل کو روحانی سکون مل جائے۔ اسی سلسلے میں آپ حضرت سیّد حسین شاہ قادریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو اپنے دور کے عالم محدث اور ولی کامل تھے۔ مگر انھوں نے پہلی ہی نظر میں بھانپ لیا اور فرمایا دیوان محمد آپ اس وقت اونچی پرواز میں ہو، تمہارا فیض روحانی ہمارے پاس نہیں ہے۔ مائی بھاگن شاہ جو اپنے دور میں ابدال کے مرتبہ پر فایز تھیں انھوں نے

آپ کو حضرت حافظ کرم بخش چشتی صابریؒ کی خدمت اقدس میں بھیجا، جو ہوشیار پور (بھارت) میں مقیم تھے اور رنگ ریزی کا کام کرتے تھے۔ خواجہ محمد دیوان کو دیکھ کر فرمانے لگے۔ اگر آپ نے کوئی کپڑا وغیرہ رنگوانا ہے تو بتاؤ ورنہ چلے جاؤ۔ آپ وہیں کھڑے رہے، شام کو قبرستان کندن شاہ چلے گئے اور رات گزار کر پھر حافظ صاحب کی دکان کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔ جب آپ کو اسی طرح صبح سے شام کرتے کرتے بہت دن گزر گئے۔ تو ایک دن دریائے رحمت جوش میں آ گیا۔ حافظ صاحب نے آپ سے استفسار کیا کہ تمہارا نام کیا ہے۔ آپ نے دست بستہ عرض کی محمد دیوان، تب حافظ صاحب نے انھیں چشتیہ صابریہ میں مشرف بہ بیعت فرمایا۔ تقریباً پانچ سال تک اپنے پیشوا کی خدمت میں رہے اور آدابِ شیخ کا خیال یہاں تک رکھا کہ ہمیشہ حافظ صاحب کے پاؤں ہی دیکھتے رہے اور اپنی نظریں کبھی اوپر نہ اٹھاتے۔

آپ کی زندگی کچھ ایسے انداز سے گزری کہ ہر وقت نفس سے برسرِ پیکار رہے، دن بھر کبھی پاؤں دراز نہ کرتے۔ آپ کا اخلاق باوجود فقر کے بلند مرتبہ پر فائز ہونے پر بہت بلند تھا کبھی فقیری کا دم نہ مارا۔ کسی قسم کا امتیازی لباس زیبِ تن نہ فرماتے۔ مزاج مبارک میں بے پناہ عاجزی اور انکساری تھی۔ اندازِ تکلم ایسا تھا جس سے صاف گوئی ظاہر ہوتی تھی۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرا تو یہ حال ہے ''کپڑے صابونی دال الونی''۔ اپنی تعریف مطلق پسند نہ فرماتے۔ اگر کوئی آپ کے حکم کی تعمیل نہ کرتا تو فرماتے، ''اچھا سائیں لوکا تیری مرضی۔''

آپ کا حسنِ سلوک ایسا دل پذیر تھا کہ ہر کس و ناکس یہی خیال کرتا تھا، مجھ سے بہت زیادہ محبت فرماتے ہیں۔ مریدوں کو کھانا کھلاتے، ان کے بستر بچھاتے اور صبح سویرے سب کو جگاتے۔ ظاہری تعظیم و تکریم پسند نہ کرتے۔ مہمانوں کی رخصتی کے لیے دور تک ساتھ آتے، الوداع فرماتے وقت بغل گیر ہوتے۔

آپ کا قد مبارک قدرے لمبا، جسم نازک، رنگ سرخی مائل سفید، چہرا مبارک غایت نورانی، آنکھیں عشق الٰہی سے سرشار، دستِ مبارک کشادہ، انگلیاں لمبی اور موٹی، پاؤں میں ہمیشہ کفش کی بجائے چوبی کھڑائیں پہنتے۔ ململ کا عمامہ، موٹے سوتی کپڑے کا کرتہ اور تہ بند زیبِ تن فرماتے۔ کرتے کے نیچے دوہرا سلوکہ پہنتے، اکثر چادر اوڑھے رہتے۔

Scanned with CamScanner

آپ عمر بھر مجرد رہے۔عورتوں کو بہت کم نزدیک آنے دیتے اور بہت جلد انھیں رخصت فرما دیتے۔اگست 1940ء کو آپ بخار میں مبتلا ہوئے،جسم مبارک بخار کی وجہ سے کافی کمزور ہو گیا۔اس کے ساتھ ہی اسہال بھی شروع ہو گئے۔تکلیف کا اظہار نہیں فرمایا اور نہ ہی کسی قسم کی بے چینی چہرہ مبارک سے عیاں ہوئی۔26اکتوبر 1940ء کو آپ کا وصال ہوا۔مزار اقدس بر دوتھلہ ضلع ہوشیار پور، بھارت میں مرجع خلایق ہے۔

[مشائخ ہوشیار پور، ساگر وارثی ص، 103۔انسائی کلوپیڈیا اولیائے اکرام،مقصود صابری،ج ۳،ص، 423]

اشاریہ

آ

آرتھر برانڈرتھ 133

آصف شہزاد 208

آصف علی زرداری 170

آصف فاروق اعوان 168، 210، 216

آصف صابری 334

آئی ایچ فاروقی 338

ا

ابوالقاسم قشیری 286

ابوبکر رؤف 168، 210

ابوسعید خدری 296

ابوبکر صدیق 220

ابوعلی دقاق 287

ابوہریرہ 293، 295

ابوالطاہر فدا حسین فدا 312، 349

ابرار حسین بھنڈر 150

ابرار بٹ قادری 281

ابرار بھنڈر 160

احسان احمد ڈھوگڑی والے 88

اجو 110

احسان اللہ 85

احسان الٰہی چیمہ 87، 198، 210

احسان دانش 310، 353

احسان الحق 310

احمد خان 251

احمد دین 81

احمد حسن چیمہ 88

احمد شاہ ابدالی 49

ا

اختر حسین 125

اختر میر 302

ادریس 206

ادریس احمد صدیقی وارثی 337، 400

ارجن سنگھ 54

ارشاد احمد 158، 159، 169

ارشاد میاں 282

ازب سنگھ 61

اسد بیگ 206

اسد نوید 153

اشرف نظامی 322، 324

اشفاق احمد 156، 167، 212

اشوپال 268

اصغر علی چشتی 386

اصول الدین 245

اعجاز فرید 253

افضل 169

افضل وارثی 36، 314

اقبال احمد فاروقی 309

اکرم بھنڈر 79

الا غلام حسن 340

الطاف حسین بھنڈر 95

اللہ دین بھنڈر 144

اللہ دتہ 167، 245

اللہ دتہ ساقی چشتی صابری 176

امان اللہ 95

امتیاز احمد اعوان 85، 191

اختر شریف 179، 190

اختر مودودی 304

ادریس احمد صدیقی 401

اڈوجٹ 130

ارشد محمود بھنڈر 80، 81، 85، 151، 158

ارشاد احمد بھنڈر 80، 85، 158، 203

ارشاد وارثی 321

اسحاق علی چیمہ 215

اسد نذیر 188

اسلم چیمہ 199

اشرف جالندھری 353

اشفاق مغل 158

اشک لکھنوی 353

اصغر وارثی 322

اعجاز احمد 166، 210

اظہر قیوم ناہرہ 74

افتخار احمد بھٹی 88، 89

افضل حق خالد 269

اقبال 221

اکبر وارثی 344

الطاف ربانی بھنڈر 85، 92، 95، 170، 220، 15

اللہ داد بھنڈر 80، 145، 147، 197، 210 [illegible]

اللہ دتہ چیمہ 88، 156

الیاس احمد صابری 378، 379، 380، 381، 402

امان اللہ نظامی نقشی 179

امتیاز بھٹی 383

امام ربانی 143

Scanned with CamScanner

امداد علی اعوان 82

امجد علی خان 304

امیر بخش 312

امیر سبکتگین 131

امیر تیمور 74

انوار شاہ وارثی 23

اوتم چند 268

اودھمن 115

اوزحسن 129، 130

اولیاء میاں صابری 316

ایڈورڈ ایچ نکلسن 222

ایم اے راشد 159، 213

ایوب علی چشتی صابری 176

امام دین 92، 166

امیر صابری 106، 316، 317، 381

امیر شاہ وارثی 322، 323

امین اعوان 215

انور پیر فاروقی 309

اننگ پال 131

اودھر 115

ارنگ زیب 393

اورنگ زیب خاں 311

اویس چیمہ 89

ایشاں نقشبندی 312

ایم عبدالرحمن صفوی 210

اے ایچ قادری 353

ب

بابا اللہ بخش جنیدی قادری 254، 255، 256

بابا بھوری شاہ 120، 231

بابا دولت علی سرکار 43، 229

بابا رحمت علی چشتی صابری 41، 43، 106، 122، 232، 333

بابا غلام محمد 229

بابا گودڑ شاہ ولی 43، 119

بابا گوہر الحسن 264

بابا مست علی بخش 336

بابر 116

بابو اللہ دتہ گورایہ 86، 207

بابو جی 249

بابے دی چی 110

بابا امام دین 92

بابا جھال پیری 43، 229، 230، 105

بابا بوڑے شاہ 336

بابا رحمت علی 235، 236

بابا رحمت علی صابری 294

بابا فرید الدین گنج شکر 220، 222، 298، 324، 340

بابا گودڑ شاہ ولی معروف بہ گھوڑیاں والا 43، 228

بابا ہیرے شاہ 298

بابر حسین 167

بابو حاتم علی 88

بھائی سنت سنگھ 123

بھیم دیو 268

Scanned with CamScanner

بابا جی 129

بابو برکت علی 253

بابا علی نسیم 309

بخشی سلامت 179

برکت علی 235

برکت اللہ بھٹی 88

بڑے بادشاہ 194، 253

بسمل بریلوی 353

بشیر اللہ چیمہ 171، 210

بلونت سنگھ 125

بوٹا کی پتی 110

بیدم وارثی 344، 155

بی بی نہال کور 123

بے جی رحمت بی بی 202

بابا افضل شاہ ولی قادری 43، 101

بایزید بسطامی 291

بخشی سلامت علی خان 190

برکت علی بھنڈر 91

برار احمد بھنڈر 92

بسنت 58

بسمل لکھنوی 353

بلھے شاہ قادری 324

بہاؤالدین زکریا 172

بمبہ 267

بیدل حیدری 353

بی بی کانسو کور 123

بیرم دیو 268

پ

پال بیگرز 208

پرتھی راج 114

پرویز اسلم قاضی 35

پیر جماعت علی شاہ 311

پیر ریاض فرید 43، 263

پیر سردار علی چشتی صابری 221، 262

پیر شاہ عبدالرحیم فاروقی 309

پیر غلام مصطفیٰ چشتی صابری 324

پیر نذیر احمد شاہ 303، 374

پیش امام 316

پھوپھو فاطمہ 202

پرویز مشرف 170

پنڈت نایاب شاہ وارثی 300

پیر خانو 231

پیر سردار علی 186

پیر سید احمد شاہ 374

پیر عبدالقادر چشتی فریدی 303، 322، 373، 374

پیر کانو 231

پیر نذر حسین شاہ 311

Scanned with CamScanner

ت

تاج دین 106، 207
تابرکت علی 81، 189
تنویر وارث وارثی 315

ٹ

ٹھٹر 110

ث

ثمینہ اختر 159

ج

جادہ 113
جان وزیر گل 85
جھنڈے شاہ 299
جگو 268
جلال الدین 314
جمال حسن 251
جمال دین صابری 106
جندر 114
جنرل ضیاء الحق 120
جگھ دیو 267
جواد حسین اشرف 156
جوگراج 266
جان پٹواری 215
جتی شاہ رحمان 307
جسوال 268
جماعت علی 106
جمال دین 328
جمال فرید 253
جنرل پرویز مشرف 55
جنرل محمد ایوب خان 147، 254
جنگو شاہ 231
جواہر سنگھ 54، 54
جے پال دوم 131

چ

چڑت سنگھ 49، 50، 52، 53
چھوٹے بادشاہ 194، 259
چھوٹو لال 114، 115
چراغ دین 106

Scanned with CamScanner

چٹی گام 264
چوہدری ظفر اللہ خان 193
چوہدری لیاقت علی چندڑ 203، 204، 205
چوہدری کرم الٰہی 142، 143، 151، 169، 192، 197
چوہدری محمد اسلم چندڑ 193
چوہدری محمد انور چندڑ 73، 79، 80، 92، 125، 139، 143، 170، 192، 193، 194، 195، 210
چوہدری منظور قادر چندڑ 171
چوہدری نوید انور 195
چٹان شاہ 49
چوہدری غلام حیدر 143
چوہدری غلام قادر چندڑ 143، 150، 174
چوہدری محمد حسین 192
چوہدری کرم الٰہی چندڑ 79
چوہدری محمد اکرم چندڑ 193
چوہدری محمد حسین چندڑ 79، 80، 82، 84، 90، 125، 126، 138، 143، 159، 192، 193
چوہدری نبی بخش چندڑ 143

ح

حاجی احمد دین 379
حاجی اکبر 333
حجاج بن یوسف 117
حاجی خلیل الرحمٰن 318
حاجی خالد وارثی 104، 332، 333، 402
حاجی شاہ محمد 201
حاجی محمد شریف 84
حافظ عبداللہ 239، 240
حافظ کرم بخش 262
حافظ گوندلوی 310
حافظ محمد عبداللہ 298
حافظ محمد لطیف قادری شطاری 320
حبیب اللہ چیمہ 90
حسن نواز 179
حشمت آرا حجاب 353
حضور وارث علی شاہ 328
حاجی اللہ دیا 317
حاجی بابا 263
حاجی پیر 374
حاجی سید وارث علی شاہ 21، 26، 106
حاجی علاؤالدین 83
حافظ جلال دین 160، 161
حافظ قمرالدین چشتی صابری 316
حافظ کرم بخش چشتی صابری 336
حافظ محمد عالم 164
حافظ محمد قمرالدین چشتی سیالوی 165، 203
حافظ محمد موسیٰ چشتی صابری 318
حسن 312
حشر بریلوی 306
حضور وارث پاک 329
حفیظ اللہ گورائیہ 211
حکیم موسیٰ امرتسری 35، 37

Scanned with CamScanner

حکمران راج 267

حامد الوارثی 367

حمیدالدین ناگوری دہلوی چشتی 347

حیدر گل 129

خ

خادم علی 173

خان جان سامٹی 51

خالد بٹ 80، 81

خالد فاروق اعوان 216

خاشے والہ 143

خدا یار بھنڈر 80، 158، 197، 210

خضر حیات عابر 183

خلیل احمد صابری 44، 380، 381

خواجہ اظہار الحق مسعود شاہ منگی 399

خواجہ برکت علی چشتی صابری 43، 105، 120، 139، 140، 145، 146، 160، 161، 162، 179، 185، 189، 190، 193، 194، 201، 220، 221، 222، 225، 230، 242، 249، 250، 252، 253، 254، 257، 258، 259، 260، 261، 262

خواجہ عبدالخالق 336

خواجہ غلام یسین 320

خواجہ صادق حسن 402، 403

خواجہ محمد دیوان چشتی صابری 17، 19، 21، 35، 39، 41، 106، 145، 151، 160، 176، 186، 187، 188، 220، 221، 222، 232، 234، 235، 237، 242، 243، 244، 245، 249، 253، 254، 259، 260، 262، 263، 271، 273، 277، 278، 298، 315، 324، 328، 329، 330، 336، 352

خان بٹ 50، 51

خاقان علی چشتی صابری 19، 146

خالد جاوید کھوکھر 83

خادم شاہ وارثی 340

خدا یار اعوان 205

خدیجہ دستگیر 157

خرم اشفاق 156

خضر حیات بھنڈر 80

خواجہ احمد دین امرت سری 309

خواجہ حسن نظامی 300

خواجہ شاہ غلام محی الدین 374

خواجہ شمس الدین سیالوی 222

خواجہ علی محمد چشتی صابری 43، 144، 220

خواجہ علی محمد 222

خواجہ غلام فرید 378

خواجہ محمد دیوان چشتی 336

خواجہ محمد یعقوب 378

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری 220، 221، 222، 301، 376

خواجہ یعقوب وارثی 321، 106

خورشید علی 222، 251

خورشید علی چشتی صابری 145، 194

خوشی محمد اویسی 321

خوشی محمد چیمہ 229، 199

Scanned with CamScanner

خورشید انور جہنڈر 170، 216
خوشی محمد 187
خوشی محمد آف تھترانوالی 168

د

داتا علی ہجویری 220، 222، 243، 300، 317، 323، 329، 330
دائم الحضوری 324
دھول 114، 115
دستگیر 167
دلاول 133
دلیپ سنگھ 123، 133
دین محمد اعوان 81
دین محمد چیمہ 190
داتا گنج بخش علی ہجویری 44، 45، 179
داتا علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش 166
داراشکوہ 388
دایم الحضوری 281، 303، 374
دولت علی چشتی صابری 314
دولو جٹ 130
دیدار علی چشتی صابری 146، 207
دین محمد 236، 309

ذ

ذوالنورین 297
ذوالنون مصری 326

ڈ

ڈی آر جہنڈار کر 118
ڈاکٹر شوکت 45
ڈاکٹر وحید قریشی 47
ڈاکٹر طاہر حمید تنولی 20، 29
ڈاکٹر انجم رحمانی 25، 307
ڈاکٹر نثار چشتی صابری 379
ڈیلو ہنٹر 47

ر

راجہ ارجن دیو 267
راجا جے پال 131
راجہ رشید محمود 322، 337، 342
راجہ جوہر دیو 267
راجہ چک دیو 267
راجا روپڑ 58

Scanned with CamScanner

راجہ روپ 58

راجہ روپ چند 129، 133

راجہ سنگرام دیو 267

راج محمد خان 200

راحیل شفیق 159

راشد عزیز فاروقی 44

رام دیو 113، 267، 268

رانا بشیر احمد 95

رانا عارف علی 154

رانا طفیل ستاری 382، 401

رانجھن ماہی 146، 176، 187

راؤ اکرام علی خان 74

راؤ کمل 114

ربیعہ عباس 167

رحمت علی 152، 172، 232

رحمت علی جھنڈر 95

رحمت علی چشتی صابری ہرو تھلوی 334

رحمت علی شاہ 272

رحمی میاں 302

رشید احمد 106

رضوان ظفر چیمہ 74

رفیق تارڑ 170

رمضان 185

ریاض احمد 83، 156

ریاض احمد چیمہ 87، 89

ریاض الحق قریشی 324، 333، 374، 377، 382، 390، 391

ریاض فرید چشتی صابری 146، 176، 187

راجہ روپا سنگھ 58

راجہ رنجیت سنگھ 101، 133

راجا مہیپ 116

راجہ سہے دیو 267

رازق گنی 353

راشد عزیز 315

رانا بشیر 230

رانا ریاض 186

رانا کنگ 114

رانا محمد ریاض 210

رانجھن پیر 260

رانی چاند کور 133

راون 115

رائے جنورا 114، 115

رحمت بی بی 240

رحمت علی اعوان 85

رحمت علی چشتی صابری 17، 21، 35، 41، 352

رحمت علی چیمہ 196، 198، 199

رودھیانوالہ 231

رسولاں بی بی 255

رشید انجم 366

رلمل دیو 267

روپ 58، 130

ریاض احمد چشتی 394، 395

ریاض احمد گوہر شاہی 237

ریاض فرید 185، 220، 253، 260، 263

رئیس احمد 370

Scanned with CamScanner

ز

زاہد علی اکبرآبادی 309

زاہد اقبال 183

س

ساغر 37، 268، 281، 282، 331

ساقی 50، 51

سائیں تاج علی چشتی نظامی 298

سائیں تاج علی چشتی صابری 324

سائیں عبدالستار قادری 257

سائیں مکان شاہ 231

سائیں محمد عارف قادری 381، 382

سائیں مہردین چشتی 173

سائیں نورالدین 240

سائیں میراں شاہ 336

سائیں محمد دین قادری 168

سجاد حسین اشرف 200

سجاد احمد خان 74

سحر فاطمہ 167

سخی سرور 131، 231

سر۔ 268

منشی سردار خاں 91

سردار بلونت سنگھ 133، 144

سردار بی بی 184

سردار رتندر سنگھ بھنڈر 93

سردار سنتوکھ سنگھ 123

سردار عبدالحمید نظمی 251

سردار علی چشتی 87

ساغر وارثی 17، 25، 26، 34، 35، 36، 36، 106، 233، 234، 269، 270، 271، 272، 276، 277، 279، 280، 290، 292، 293، 294، 295، 296، 298، 299، 300، 301، 301، 302، 303، 306، 307، 308، 312، 313، 316، 317، 318، 320، 321، 322، 323، 326، 327، 328، 329، 330، 334، 335، 336، 337، 338، 341، 343، 344، 345، 348، 349، 352، 353، 354، 364، 367، 369، 371، 375، 378، 379، 381، 383، 386، 391، 393، 394، 397، 399، 401، 402

سائیں مہرالدین چشتی نظامی 240، 264

ستار وارثی 306

سخاوت خاں وارثی 370

سخی سرور سہروردی 119، 129، 231

سردار احمد 87، 88

سردار بسنت سنگھ 123

سردار باز خان 52

سردار پریتم سنگھ بھنڈر 93

سردار سنت سنگھ 133، 144

سردار صاحب سنگھ 133

سردار علی 106، 81، 186

سردار مہاں سنگھ 49، 50، 53

سردار محمد 368

سردار ویساں سنگھ 51

سردار وزیر اللہ 123، 133، 144
سردار ہری سنگھ 54، 134
سر سید احمد خان 39، 40
سلیم اختر 385، 386
سرکار وارث عالم نواز 33
سردار پالوی 353
سعیدہ اختر 159
سعید احمد شاذلی 167، 210
سعید احمد مجددی 187
سکندر لودھی 116
سلطان ابراہیم 131
سلطان بہرام شاہ 131
سلطان علی جھنڈر 170
سلطان محمد غزنوی 74
سلطان مودود مسعود الکریم 131
سلیم اللہ چشتی 203
سلیمان بن عبدالملک 117
سنگھا دیو 268
سوہاگ 114
سید افتخار حسین شاہ 212
سید اقبال شاہ 374
سید اویس علی سہروردی 18، 20، 312
سید بدالحق 37
سید ثاقب محی الدین قادری 23
سید چراغ حسین چشتی 163
سید حسن امام وارثی 351
سید حیدر علی شاہ جلالپوری 303
سردار ہری سنگھ نلوہ 51، 53
سرفراز احمد جھنڈر 80
سرکار وارث پاک 23، 328، 366، 397، 400، 403
سر لیپل گریفن 114، 117
سری سقطی 326
سعید احمد اعوان 85
سعید احمد شاہ 36، 314
سلامت علی چیمہ 86، 156، 210
سلطان احمد چیمہ 171
سلطان خسرو شاہ 131
سلطان شہاب الدین محمد غوری 74
سلطان محمود 131
سلطان مسعود 131
سلطان وودو 131
سلیم صادق بٹ 88
سموں 268
سنگھر 113
سید احمد حسین گیلانی 369
سید افتخار احمد حسین 369
سید امانت علی شاہ 378
سید بابا رسول قریشی ہاشمی بخاری 312
سید جمیل احمد رضوی 34، 38، 307، 314، 331
سید حاکم حسین چشتی 163
سید حامد شاہ وارثی 331، 403
سید حمزہ علی شاہ 264
سید خضر حسین چشتی 203
سید سبط حسن ضیغم 308

Scanned with CamScanner

سید منظر حسین شاہ 163

سید سعید احمد شاہ 34

سید عارف مہجور رضوی 367

سید علی امام وارثی 351

سید فضل شاہ 240

سید محمد شاہ 305

سید محمد عبداللہ شاہ 305

سید محمد عبداللہ قادری 384

سید محبوب الحسن شاہ وارثی 331، 403

سید مقبول احمد 368

سید میراں غلام محی الدین قادری 336

سیدو 267

سید وارث علی شاہ 23، 282، 283، 301، 302، 324، 334، 340، 341، 342، 344، 345، 346، 351، 377، 381

سیماب اکبر آبادی 344، 353

سید خواجہ شبیر احمد شاہ بخاری 318

سید شریف احمد شرافت نوشاہی 184، 185

سید عبداللہ شاہ نوشاہی 312

سید غلام محی الدین 312

سید فضل محمد قادری 318

سید کرم الٰہی نوشاہی 183

سید محمد احمد قادری 342

سید محمد حسین شاہ 311

سید محمد چراغ شاہ سیالکوٹی 305

سید نذیر احمد شاہ بخاری 318

سید محمود شاہ 305

سید ممتاز احمد 183

سید نور محمد قادری 305

سیدہ بی بی مائی آمنہ 305

ش

شاداب الہ آبادی 353

شازیہ منو 93

شاعر شاہجہانی 353

شاہ بخش نوشاہی 336

شاہ بہمن ولی 130

شاہ بہن ولی 60، 101، 105، 119، 130، 132، 139، 42، 176، 220، 224، 250، 256، 258، 259

شاہ عنایت قادری 313، 320، 382

شاہ گودڑ ولی 81

شاہ محمد 95، 106

شازیہ فرید 194

شان وارثی 322

شاہ الٰہی بخش 336

شاہ بلال قادری 312

شہ بیگ 110

شاہ جمال 309

شاہ جمال نوری 53

شاہ سراج الحق 269

شاہ مبارک حسین قادری 242

شاہ محمد تھلوی 186

Scanned with CamScanner

شاہ محمد 328
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی 279
شاہد خورشید 145
شاہد میاں 300
شرف الدین احمد وارثیؒ 313
شریف پہلوان 216
شعیب علی 173
شفیق احمد اعوان 159، 200، 210
شفیق نقشبندی 321
شگفتہ صابر 173
شمس الدین قادری بندگی 317
شمس قاری 379، 380
شورش دہلوی 353
شوکت علی چشتی 393، 394
شہاب الدین سہروردی 119، 231
شہباز احمد اعوان 81
شہباز اکمل صابری 19، 86، 175، 186، 210
شیخ ابوالحسن بن سالم 326
شیخ جنید بغدادی 326
شیخ راونگون 231
شیخ سعدو قادری 220
شیخ غلام غوث 85، 90
شیخ محمد امین 157
شیخ محمد سلیم 84، 157، 158
شیر شاہ وارثی بہاری 301
شیر محمد گریوال 313
شاہ نور جمال 368
شاہد اکرم بھنڈر 79، 173، 195
شاہد سلیم بھنڈر 175
شائستہ نوید چیمہ 152
شریف احمد شرافت نوشاہی 181
شری کرشن جی مہاراج 116
شفاعت محمل 353
شفیق احمد نقشبندی 323
شکور علی چیمہ 198
شمس الدین 340
شمس قادری 324
شمس قاری بندگی 378
شوکت جمیل مستانہ 176
شہاب الدین چیمہ 87
شہاب الدین 312
شہاب الدین چشتی نظامی 315
شہاب دین وسن چیمہ 88
شہزاد وارثیؒ 373، 381، 402
شیخ اللہ بخش 316
شیخ حبیب اللہ 339
شیخ سلطان محمود 158
شیخ ظفر اقبال احمد 396
شیخ کریم بخش 316
شیخ محمد رمضان قادری 319
شیر شاہ سوری 59، 75، 78، 132

Scanned with CamScanner

ص

صابر سہوئیل 208

صاحبزادہ مقصود احمد صابری 41، 45

صادق قصوری 387، 388

صاحب سنگھ 125

صفدر علی چیمہ 199

صوفی الیاس احمد صابری 44

صوفی ستار 321

صوفی فتح محمد خاں روہیلہ 186

صوفی محمد حسین چشتی صابری 316

صوفی محمد دین نوشاہی 81، 85

صوفی منظور احمد صابری 317

صوفی وارثی میرٹھی 367

صابر حسین خان 190

صابر محمود 169

صادق وارثی 299، 322

صاحبزادہ فیض الامین فاروق 44

صوبیہ اشفاق 167

صوفی رزاق وارثی 319

صوفی شرف الدین وارثی میرٹھی 340

صوفی فتح محمد روہیلہ چشتی نظامی 239

صوفی دین محمد 245

صوفی محمد نقیب اللہ شاہ 179

صوفی محمد طفیل قصوری 179

صوفی نذیر شاہ وارثی 321

ط

طارق جاوید 154

طالب ہوشیار پوری 353

طاہر بندگی 311، 317، 324

طاہر محمود 173، 210، 213

طاہر منظور قادری 20

طارق جاوید بٹ 80، 81

بوٹا 110

طارق محمود 74

طاہر محمود مجددی 187

ظ

ظفر بریلوی 353، 354، 365

ظہور احمد 84

ظہیر الدین بابر 132، 75

ضیاء ابراہیم بھنڈر 172

ظفر وارث 301

ظہور احمد صابری 21

ظہیر مصطفی صدیقی 162

Scanned with CamScanner

ع

عادل فاروق خان 74
عارف نوشاہی 386، 387
عاشق حسین وارثی 351
عاصم رضا چیمہ 173
عالم اوبار 190
عباس علی 167
عبدالحمید عاصم حقانی 375
عبدالرب وارثی 321
عبدالرحمن بٹ 154
عبدالستار وارثی 319
عبدالرشید 95
عبدالعزیز 202
عبدالغفار خان وارثی 313
عبدالغنی 255
عبدالقادر جیلانی 220، 222
عبدالقیوم 85
عبدالمجید 310 ,85
عثمان اختر چیمہ 174، 206
عرب علی خاں 150
عرشی 309
عزت شاہ وارثی 23
عزیز احمد 303
عطاء اللہ ساگر وارثی 26، 23، 25، 27، 43، 237، 314، 338، 370
عطا محمد 51، 83، 87، 158، 165، 197، 403
عظیم بی بی 256
علی ارشد 322، 395، 396

عارف مہجور 368
عابد 183
عاشق نوید چیمہ 153، 210
عاصم صابری 294
عالمگیر خاں 339
عبدالحمید اعوان 205
عبدالحمید عاصم صابری 321، 389، 391
عبدالرحمن 299
عبدالرحمن قادری نوشاہی 317، 378، 380، 381
عبدالستار خان 313
عبدالرحیم سیٹھی 162
عبدالرؤف 168
عبدالغفور وارثی 392
عبدالغنی شامی 336
عبدالقادر چشتی صابری 303، 373
عبدالکریم اعوان 86، 124 ,123.
عبدالنبی اعوان 215
عثمان غنی 220
عزت شاہ 303
عزیز سہروردی 353
عطاء اللہ 18،157، 188، 202، 266
عطاء الٰہی ساگر 233، 237، 278، 283
عطاء اللہ حنیف 310
علی کی چی 110
علی احمد 106، 155
علی احمد اعوان 85

Scanned with CamScanner

علی احمد تھانوی 186

علی احمد خان 308

علی حسن 95

علی حسین چشتی سیالوی 164، 207، 210

علی محمد 245

علی محمد خان 308

علی ہجویری 224، 324

علامہ تاج دین 163

علامہ عبدالعزیز پرہاروی 321

علاؤالدین 114

ع م چوہدری 371، 389

عمر دراز بٹ 88

عمر دین چشتی نظامی 336

عمرالدین انجم 82، 213

عمران شہزاد حسن بھنڈر 172

عنایت اللہ 161، 162، 164، 169، 206

عید شاہ وارثی 23

علی احمد چیمہ 149

علی احمد صابر 220، 221

علی حسین چشتی صابری 203

علی کرم اللہ وجہہ 220

علی محمد اعوان 85

علی محمد چشتی صابری 162، 171، 185

علامہ محمد اقبال 34، 145، 146، 155، 176، 186، 308، 309

علامہ تاج الدین عرفانی 312

ع۔م چوہدری 320

علاؤالدین علی احمد صابر 222

عمرالدین 256

عمر دین 256

عمر فاروق 220

عمران شاہد بھنڈر 157، 175

عمران قادر بھنڈر 172

عنایت بیگ 95

غ

غالب 310، 311

غلام چشتی 87، 89، 221، 263

غلام حیدر بھنڈر 91

غلام حیدر خاکی 164

غلام دستگیر چیمہ 153، 210

غلام رسول افضل وارثی 34، 36، 314

غلام رسول چیمہ 88، 199

غلام رسول وارثی 106، 385

غضنفر علی بھنڈر 80

غلام حسین ظافر 306

غلام حیدر جنجوعہ 84، 85، 120

غلام دستگیر 157

غلام رسول 332

غلام رسول بھنڈر 80، 95

غلام رسول مسکین 120، 59، 181

غلام رضا محمد علوی قادری 164

Scanned with CamScanner

غلام سرور بھنڈر 80، 170، 197
غلام صابر بھنڈر 80، 95، 158
غلام غوث قادری 336
غلام فرید وارثی 27، 33، 39، 40، 46، 84، 85، 86، 375، 378، 381، 384، 385، 389، 393، 395، 402
غلام محی الدین قصوری 281
غلام محمد خان 374
غلام محمد دفعدار 83
غلام مصطفےٰ صابری 106، 313
غلام نبی اعوان 84، 95، 195
غلام نبی چیمہ 95، 153
غوث الاعظم 250، 190
غلام صابر 196
غلام صابر چشتی صابری 173
غلام غوث 150، 160، 207، 210
غلام فرید 28، 139، 140، 253
غلام فاطمہ 237
غلام قادر بھنڈر 90، 92، 143، 172
غلام قادر اشرفی ضیائی 340
غلام محی الدین 324
غلام مرتضیٰ چیمہ 90
غلام مصطفےٰ 92
غلام نبی 166، 187
غوث پاک 257

ف

فتح 183
فتح علی خان 190
فتح محمد چیمہ 190
فخر الدین 262
فرزند علی 251، 220، 144
فرید اقبال اعوان 84، 85، 195، 210
فضل احمد 240، 378
فضل احمد 240
فضل احمد وارثی 106
فضل الدین 243
فضل حق 310
فضل دین کشمیری 81، 159
فقیر انوار شاہ وارثی 106، 299، 300، 324
فتح علی 236
فتح محمد 249
فتح محمد دوہیلہ 264
فرحت ناہید 213
فریاد حسین 154
فضل 200
فضل احمد بھنڈر 197
فضل احمد شاہ وارثی 321
فضل بی بی 240
فضل دین 183، 250
فضل محمد 240
فقیر ابر شاہ وارثی 191، 279، 304، 324
فقیر اوگھٹ شاہ وارثی 191، 299، 302، 353

Scanned with CamScanner

فقیر [illegible] وارثی 319

فقیر [illegible] شاہ وارثی 22، 26، 303، 305، 324، 346، 347

141

فقیر [illegible] شاہ 378

فقیر [illegible] شاہ وارثی 303

فقیر [illegible] وارثی 44، 45

فقیر جلال شاہ وارثی 302، 319

فقیر [illegible] شاہ وارثی 21، 22، 25، 26، 32، 191، 280، 281، 282، 283، 288، 299، 300، 303، 304، 314، 324، 327، 329، 334، 339، 340، 347، 348، 353، 373، 382، 389، 398، 400، 401، 321

فقیر سرور شاہ وارثی 300، 324

فقیر شفقت شاہ وارثی 106، 305، 315، 328

فقیر صابر شاہ وارثی 315

فقیر عزت شاہ 393، 398

فقیر عزیز شاہ وارثی 304، 315

فقیر محبت شاہ وارثی 378

فقیر محبت شاہ وارثی 22، 26، 305، 346، 347، 348

فقیر محمد چشتی 82

فقیر منصور شاہ وارثی 304، 315

ق 178، 179

فیاض احمد ایل 174، 210

فیروز دین 206، 250

فیض احمد صوتڑی والے 91

فیض محمد چشتی صابری 175، 189

فیض محمد 237

فقیر اکمل شاہ 378

فقیر ایاز وارث وارثی 106، 301، 320، 378، 379

فقیر بیدار شاہ وارثی 301

فقیر بیرم شاہ وارثی 22، 26، 32، 106، 301، 304، 334، 353، 191، 299، 320، 321

فقیر تنویر شاہ وارثی 23

فقیر حامد شاہ وارثی 331

فقیر حشمت شاہ وارثی 302

فقیر حیرت شاہ 382، 389، 398، 400، 401

فقیر حسین 85

فقیر خادم شاہ وارثی 321

فقیر دیدار شاہ وارثی 305

فقیر سید حامد حسین گیلانی وارثی 383

فقیر شیر شاہ بہاری وارثی 300

فقیر عاشق شاہ 319، 320

فقیر عزت شاہ وارثی 22، 45، 279، 280، 303، 305، 315، 321، 328، 330، 347، 371، 383، 402

فقیر محمد 154، 181

فقیر مراد شاہ وارثی 31، 44، 45

فقیر منور شاہ وارثی 22، 106، 324، 351

فہد نوید 153

فیاض احمد کاوش وارثی 368

فیض احمد 86

فیض علی 220، 242، 258

فیض فرید 225

Scanned with CamScanner

ق

قاضی احمد جی چشتی 303

قاضی راشد عزیز وارثی 370

قاضی زاہد حسین 315

قاضی سلطان محمود 305

قاضی غلام محی الدین قادری 303

قاضی غیاث الدین 142

قاضی محمد سلیمان منصور پوری 310، 158

قاضی فضل حق 211

قاسم 110

قاضی محمد یوسف قادری سروری 303

قائداعظم 152، 167، 200، 221، 353

قاسہ 110

قایم دین 91

قائداعظم محمد علی جناح 302، 351

قتیل شفائی 311

قدرت اللہ چشتی صابری 302

قیصر رشید بٹ 81

قربان حسین 85

قربان علی بھنڈر 92

قطب الدین بختیار کاکی 220

قمر جلالوی 179

قمر وارثی 322، 366

قیصر وارثی 353، 371

قیصر نوید 172

ک

کاتب وارث 393

کانون 231

کجل 113

کھڑک سنگھ 54، 133

کرم الٰہی بھنڈر 145، 147

کرامت علی بھنڈر 148، 213

کرم دین اعوان 215

کرنل کلارک 133

کریم بخش 239

کلس 116

کمال فرید 253

کمال فرید چشتی صابری146

کلومیاں 320، 379

کلیم مسعود 353

کلیم مسعود قیصر 354

کیسر کور 123

کیلاش 268

Scanned with CamScanner

گ

گو 110، 201

گنج بخش 220، 323

گلزار احمد 81، 237، 240

گوندولی 130

گوند 224، 225

گنج شکر 364

گنگا رام 278

گل بیگم 320

گیس سنگھ 123

ل

لکھو واٹ 208، 43، 119، 231، 230

لکھی خان 231

لالہ بٹ 281، 292

لال کشی رام 123

لیس 116

لکھاں واٹ 139، 143، 208

لال دین 208

لالہ رام بخش 243

لالانوال 231

م

مادھو لال حسین 324

مالک دین 171

مالک دین ملنگ 201، 207

مان جٹ 113

مائی بھاگن 336

مائی حاجن 106

مبارک علی خان 190

محمد ابراہیم بھنڈر 171، 172

محمد احسان 186

محمد اختر چیمہ 174

محمد ارشد اعوان 82

محمد ارشد چیمہ 89

محمد اسحٰق 82

ماسٹر نذیر 324

مالک دین چیمہ 87، 120

مال دیو 267

مائی دیوتی 237

مبارک علی 236

محمد ابراہیم 251، 256

محمد ابراہیم حیدر شاہ وارثی 399

محمد اختر اعوان 82

محمد ارشد 256

محمد ارشد بھنڈر 80، 158

محمد ارسلان خاں 200

محمد اسحٰق بھٹی 39، 310، 337، 344، 347، 345، 349

محمد اسحاق شہید 80

Scanned with CamScanner

محمد اسلم اعوان 19، 39، 78، 89، 143، 151، 187، 210
محمد اسلم بٹ 87
محمد اسلم زیب 199
محمد اشفاق صابری 20
محمد اشرف 19، 86
محمد اشرف نظامی 377، 378
محمد افضل خان 85
محمد افضل اعوان 82
محمد اقبال بھنڈر 80، 211، 212
محمد اقبال گورائیہ 86
محمد اکرم اعوان 82، 178
محمد اکرم رضا 59، 221
محمد الطاف ربانی بھنڈر 158
محمد امجد اعوان 82
محمد امین بھنڈر 95
محمد انور اعوان 82
محمد اویس چیمہ 87
محمد بشیر بھنڈر 90، 92
محمد بوٹا زاہد 91
محمد جلال الدین 339
محمد حسین اعوان 85
محمد حسین مجروح 83، 158
محمد حیات اعوان 86
محمد خان بھنڈر 95، 80، 196
محمد خان چیمہ 88
محمد دین کلیم 25، 309
محمد رزاق 212

محمد اسماعیل سلفی 310
محمد اسلم 81، 84، 149، 210، 310
محمد اسلم بھنڈر 82
محمد اسلم گل 92
محمد اشرف بھنڈر 172
محمد اعجاز کھوکھر 83، 151
محمد اقبال 86، 174، 175
محمد اقبال جاوید 59
محمد اکرام الحق فاروقی 349
محمد اکرم پٹواری 92
محمد اکرم بھنڈر 82
محمد اکرم قلندری 401، 402
محمد الیاس صابری 317، 324
محمد امیر بخش 316
محمد انجم وارثی 20
محمد انور چیمہ 211
محمد ایوب کھوکھر 84
محمد بن قاسم 117
محمد بیاض سونی پتی 320
محمد حسین 262، 312
محمد حسین افقر موہانی 301
محمد حسن صدیقی 146، 147، 210
محمد حنیف 178
محمد خالد بھنڈر 80
محمد خان چشتی 336
محمد دین رحمانی 166
محمد دیوان چشتی صابری 20، 22

Scanned with CamScanner

محمد رفیق چیمہ 87

محمد رمضان 20

محمد روض الحق قریشی 336، 337

محمد زاہد رضا 157، 186

محمد زبیر 80

محمد سلطان بھنڈر 77

محمد شاہ 298

محمد شریف چیمہ 184

محمد شفیع 82

محمد شفیق شاذلی 163

محمد صادق 253

محمد صادق قصوری 311

محمد طفیل 80، 85

محمد ظہور حسین قادری چشتی 304

محمد عالم صوفی 185

محمد عالم مختار حق 312

محمد عبداللہ 310

محمد عبدالرسول صدیقی 211

محمد عبدالحق فاروقی 321

محمد عمر خاں 298

محمد عظیم رضا اعوان 173

محمد قلی قطب شاہ 129

محمد مالک 183

محمد متین اقبال کاشمیری 320

محمد مست عمر جنیدی قادری 255

محمد مالک دین چیمہ 149

محمد نذیر خاں وارثی 191

محمد رشید اعوان 124

محمد رفیق 163

محمد ریاض 95، 206، 320

محمد سعید اعوان 192، 210

محمد سرور اعوان 173

محمد شریف 105، 106، 189، 190، 191، 215، 258، 259

محمد شفقت پٹواری 91

محمد شیر میاں قادری نقشبندی 179

محمد صدیق مؤذن 92

محمد صدیق زرگر 87

محمد صدیق اختر تاگرہ 212

محمد طفیل چشتی صابری 84، 85، 104، 237

محمد عالم آسی 309، 339

محمد عاشق نوید 83، 152

محمد عارف قادری شطاری 320

محمد عبدالرحمٰن 205

محمد عبدالحق فاروقی قادری 336، 390

محمد عبدالملک 118

محمد عبدالقیوم سلطانپوری 312

محمد علی جناح 172

محمد غوری 114

محمد قمرالدین چشتی سیالوی 163

محمد مالک چیمہ 90

محمد مسعود 306

محمد مظفر حسین بھنڈر 91

محمد نذیر 105

محمد نبی بخش حلوائی 309

Scanned with CamScanner

محمد نذیر وارثی 191

محمد نوید اکرم شاذلی 210

محمد منشاء 190

محمد یوسف نقشبندی 187

محمد یعقوب ڈیمہ 88، 89، 173

محمد یوسف 166، 205، 207

محمد یونس 393، 92

محمد قیصر صادق قادری چشتی 20

محبوب وارثی کیاوی 351

محمود احمد 124

محمود حسین بھنڈر 92

محمود غزنی 131

محمود بیگم 316

مختار احمد 212

مخدوم علی احمد صابر 242، 189

مراد شاہ 315

مرزا راحت علی بیگ ظفر بریلوی 306، 313

مرزا عارف بیگ وارثی 330، 391، 392

مرزا عنایت بیگ 202

مزمل سنری 383

مسافر پیر 43، 230

مسعود قیصر 353

مشتاق احمد اعوان 85

مضطر خیر آبادی 344

مظفر وارثی 17، 317

معراج دین 106، 203، 328

معراج دین تھلوی 151، 186

محمد نوید اکرم اعوان شاذلی 178

محمد موسیٰ 339، 342، 353، 378، 384، 386، 387، 391

محمد موسیٰ امرتسری 307، 321، 348، 352، 364، 367

محمد یامین وارثی 372، 397، 399

محمد یعقوب 84

محمد وہاب 205

محمد یونس بھنڈر 82

محبوب عالم 305

محسن فارانی 322

محمود احمد عرف دوئی 86، 123

محمود خاں 321

محمود مہر 206

محوی جے پوری 353، 354، 365

مخدوم پاک 243

مرید حسین 206

مرزا اشرف بیگ وارثی 321

مرزا سردار بیگ 202

مرزا عباس علی بیگ 306

مرزا لطیف بیگ 88

مزمل قادر بھنڈر 92

مست علی بخش 235

مشتاق احمد 91، 152، 186، 173، 211

مشرف بریلوی 306

مضطر خیر آبادی وارثی 353

مظفر حسین بھنڈر 196، 210

معراج دین چشتی صابری 187

معراج الدین اعوان 39

Scanned with CamScanner

مستری غلام سرور سواسوری 54، 59، 221
منصور احمد صابری 21، 41، 45
ملک احمد علی 85
ملک الطاف حسین 205
ملک ایاز 131
ملک جعفر 83
ملک خورشید علی 43، 220، 245، 259
ملک شاہد خورشید 260
ملک صلاح الدین کشمیری 197
ملک عبدالقیوم 81
ملک غلام جیلانی 90
ملک غلام نبی اعوان 84، 95، 195
ملک مشتاق اعوان 84
ملک محمد بوٹا 95
ملی شیاسن پرکاش 266
منزہ اقبال 174
منظور احمد اعوان 191
منظور الشائع 302، 317
منور اقبال 207
منور شاہ وارثی 23، 340
مولانا روم 145
مولانا ظفر علی خاں 156
مولانا عبدالستار نیازی 311
مولانا عبدالعزیز چشتی 163
مولانا غلام رسول رضوی 163
مولانا محمد شریف ہزاروی 163
مولوی سردار علی 150، 161، 207

معین الدین حسن نگری 323، 376
مقبول احمد اعوان 124
منصب احمد خان 212
ملک افتخار احمد 91
ملک امانت علی 87، 197
ملک دیدار علی 43، 220، 222، 244، 245، 253، 260
ملک سجاد احمد 85
ملک صلاح الدین 85، 87، 88
ملک ضیاء الدین 312
ملک عطاء اللہ 83، 85، 91
ملک غلام فرید 79، 81، 87، 93، 194، 220، 222
ملک مشتاق 106
ملک محمد انور بھنڈر 81
ملک محمد دین 158، 83
منشی گوپال داس 51، 59، 130، 222
منظور اعوان 85
منظور احمد 302
منظور قادر بھنڈر 83، 90، 91، 210
منور حسین بھنڈر 196
موجو 268
مولانا شبلی نعمانی 158
مولانا عبدالحق چشتی صابری 269
مولانا ابوالکلام آزاد 310
مولانا صائم چشتی 163
مولانا نذیر احمد نقشبندی 163
مولوی دولت علی چشتی صابری 269
مولوی ظہیر الدین 160

مولوی غلام رسول 336

مولوی فیروز دین 256

مہر علی چیمہ 196

مہاراجہ کھڑک سنگھ 54

میاں اخلاق احمد 25، 312، 321

میاں امام دین 161

میاں خاں 298

میاں رحمت اللہ 149

میاں سعید 225

میاں عطا اللہ 17، 365

میاں عطا اللہ ساگر وارثی 18،22، 23، 24،37، 38، 39، 40
41،42، 43، 46، 334، 336، 340، 342، 344، 347،
348، 349، 354، 374، 377، 380، 382، 383، 384،
385، 387، 389،393، 395، 397، 399، 401، 402

میاں علی محمد نظامی 336

میاں عمر الدین 225، 258، 259

میاں عمر دین قادری چشتی 43

میاں عنایت اللہ 88، 89

میاں غلام فرید 44

میاں فیروز دین 161، 162

میاں محمد اسلم 84

میاں محمد بخش 88

میاں محمد قیصر صادق قادری 28

میاں نتھا 232

میاں نور محمد 153

میلا رام 123

مہاراجہ رنجیت سنگھ 50، 52، 53، 54، 101

مہر دین 85

مہر محمد اقبال 86

مہر علی 210

مہدی حسن شریف 306

میاں ارشاد وارثی 329

میاں ثناء اللہ 158

میاں خالد وارثی 32

میاں سردار احمد 207

میاں شہزاد ساگر وارثی 32

میاں علی محمد چشتی صابری 298

میاں علی محمد خان چشتی صابری 340

میاں علی محمد 298، 249

میاں علی رضا قادری 46

میاں علی محمد چشتی نظامی 307

میاں عمر الدین انجم 85

میاں غلام فرید وارثی 23، 24، 27، 28، 29، 30، 32، 33، 35
38، 39، 41، 42، 43، 44، 45، 373، 386، 387، 394

میاں محمد 310

میاں محمد اشرف 85، 153، 156، 200، 210

میاں محمد شاہ چشتی صابری 339

محمد محمد عبداللہ قادری 46

میر منظور ولی وارثی 339

میاں میر قادری 324

میراں بخش 124

میراں بخش 187

Scanned with CamScanner

ن

نادر فراز 189
ناصر حسن وارثی 324
نبی بخش بھنڈر 95
ندیم قادر بھنڈر 174
نذیر احمد اعوان 85، 168، 216، 200
نذیر احمد نقشبندی 163
نذیر صابری 188
نذیر قصوری 353
نصرت فتح علی خاں 179
نظام الدین اولیاء 222، 239
نظر نگینوی 353
نوازش علی چیمہ 74
نوازش علی بھنڈر 148، 197، 210،
نور حسین چیمہ 95
نوردین پٹواری 189
نور محمد پونچھ والے 207
نوید انور بھنڈر 195
نیاز احمد آسی خانپوری 306
ناز صدیقی 354
نبیلہ اقبال 175
نبی احمد بھنڈر 80
نرسنگھ دیو 267
نذیر احمد 82، 187، 188، 251
نذیر احمد اعوان تھلوی 192
نذر حسین چیمہ 199
نذیر غوری سہروردی 312
نذیر کلکتوی 353، 354
نصیر حسین قادری 165
نظیر علی نظیر رامپوری 306
نفیس احمد 81
نواب دین 81، 205
نوح ناروی 306
نوشہ گنج بخش 324
نور محمد چیمہ 90
نونہال سنگھ 133
نہال عزمی 353

و

وارث پاک 282، 290، 303، 343، 368، 373، 378
، 391، 393، 394، 395، 398
وزیر احمد وارثی 321
وزیر الدین آصف صابری 315
وصاص حسین 154
ولید اکرم بھنڈر 73
وارث علی شاہ 348
وجاہت مسعود 169
وزیر جالندھری 353
وقاص پروفیسر 83
ولید بن عبدالملک 117
ویساں رانی 53، 54

Scanned with CamScanner

ولی داد 183

ہ

ہرش 118
ہمالیہ والہ 85

ے

یار محمد 168
یامین وارثی 322
یوسف ترکھان 216
یوسف وارثی 331، 333، 393
یونس نقشبندی 322

Scanned with CamScanner

کتابیات

عربی:
1۔ محمد کرم شاہ الازہری، پیر، جمال القرآن، پیر، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، داتا گنج بخش روڈ،
2۔ صحیح بخاری شریف، مترم
3۔ صحیح مسلم شریف، مترجم

اردو:
1۔ سراج، ابونصر، اللمع، اسلامک بک فاؤنڈیشن، لاہور، 1984ء
2۔ ابوالقاسم، عبدالکریم ھوازن، قشیری، رسالہ قشیریہ، مکتبہ اعلیٰ حضرت، لاہور، دربار مارکیٹ، مئی، 2009ء
3۔ فضل حسین، مولانا، صدیقی وارثی، مشکوۃِ حقانیت، ہمدرد کتب خانہ، لاہور، اردو بازار، 1982ء
4۔ سرور لاہوری، مفتی غلام، قریشی، تاریخ مخزن پنجاب، منشی نول کشور، لکھنو، 1877ء
5۔ تنویر مرزا، شفقت، ڈسٹرکٹ گزٹیئر لاہور ڈویژن 1947ء
6۔ لال، کنہیا، تاریخ پنجاب، سنگ میل پبلیکشنز، چوک اردو بازار، لاہور، 1990ء
7۔ ای۔ ڈی میکلی گن/ایچ اے روز، ذاتوں کا انسائی کلوپیڈیا، بک ہوم، لاہور، مزنگ روڈ، 2004ء
8۔ دیدار علی، ملک، مشعل راہ، گوجرانوالہ، اروپ، ۲۰۰۰ء

Scanned with CamScanner

9۔علی محمد خواجہ، بہار اولیاء اکرام، گوجرانوالہ، اروپ،
10۔صلاح الدین، اقبال، تاریخ پنجاب، مطبع عزیز، اردو بازار، لاہور،1988ء
11۔عطاءاللہ ساگر، وارثی، مشائخ ہوشیار پور، لاہور، سمن آباد،۱۹۹۱ء
12۔عطاءاللہ ساگر، وارثی، محبوب الوارثین، لاہور، سمن آباد،۱۹۹۵ء
13۔عطاءاللہ ساگر، وارثی، تذکرہ شعرائے وارثیہ، لاہور، سمن آباد،۱۹۹۳ء
14۔عطاءاللہ ساگر، وارثی، خیر الوارثین، لاہور، ندرت پرنٹرز، سمن آباد،۱۹۸۵ء
15۔مراد شاہ، فقیر حاجی، گلِ بستانِ وارث، مکتبہ وارثیہ، ضلع جہلم، سنگھوئی،2015ء
16۔فنا بلند شہری، دیوانِ فنا، مظفر آرٹ پرنٹر، کورنگی کراچی
17۔چشتی، غلام، سرکار صابری، گوجرانوالہ، اروپ،۲۰۰۴ء
18۔انور، خالدہ، روشنیوں کا سفر، دفتر روزنامہ رفاقت، بلاک 5، سرگودھا، دسمبر،2007ء
19۔نور صابری
20۔محمد، ذوقی شاہ، سیّد، حدیث دلبراں، محفل ذوقیہ، ڈون ہاؤس، للّی روڈ، کراچی،۱۳۸۸ھ
21۔سنگھ، خوشونت، رنجیت سنگھ، مہاراجہ، پبلیشر، نگارشات، لاہور، مزنگ،2015ء
22۔عبدالعزیز، پیرما، فیصل آباد، امین پورہ،1996ء
23۔عبدالمالک، مولوی، شاہانِ گوجر، انجمن مرکزیہ گوجراں، پاکستان، لاہور،
24۔شریف احمد، سیّد، شرافت نوشاہی، شعرائے نوشاہیہ، تذکرہ، اورینٹل پبلی کیشنز، لاہور،2007ء
25۔عزت شاہ، فقیر، پیکرِ عشق ووفا، تنظیم وارثیہ بیول، ضلع راولپنڈی، گوجر خان، جولائی 2005ء
26۔حامد خاں، حامد، پروفیسر، سخی سرور، تذکرہ، حضرت، محکمہ اوقاف، حکومت پنجاب،
27۔مکتبہ جدید پریس، لاہور، 9 ریلوے روڈ، جون،2001ء
28۔الاصفیاء، خزینۃ، غلام سرور، مفتی، لاہوری، جلد اول، مکتبہ نبویہ، لاہور، گنج بخش روڈ، شوال،1410ء
29۔مقصود احمد، صابری، انسائی کلوپیڈیا اولیاء اکرام، ج ۳، عبداللہ اکیڈمی، لاہور، اردو بازار، جنوری،2015ء
30۔اکبر ملک، غلام، راجپوت تاریخ کے آئینہ میں، العقاب پبلی کیشنز، لاہور، سرکلر روڈ، نومبر،1996ء

Scanned with CamScanner

31۔ محمد ابراہیم، بیگ شیدا، وارثی، بلوغ المرام، جوبلی پرنٹنگ، ورکس، کراچی، اگست، 1954ء
32۔ محمد لطیف، سیّد، تاریخ پنجاب، تخلیقات، لاہور، مزنگ روڈ، نومبر، 1994ء
33۔ کرشن سہنا، نریندر، رنجیت سنگھ، مترجم، کیلاش چند، ترقی اردو بورڈ، لاہور،
34۔ علی اصغر، مولانا، چشتی صابری، تذکرہ عبدالغنی دوسوی چشتی صابری، ادارہ فروغ تجلیات صابریہ، اٹک، 1425ء
35۔ شرافت نوشاہی، سیّد شریف احمد، شریف التواریخ،
36۔ گوپال داس، منشی، تاریخ گوجرانوالہ، وکٹوریہ پریس، لاہور، 1874ء
37۔ علی رضا، قادری، اولیائے گوجرانوالہ، واپڈا ٹاؤن، مین مارکیٹ، گوجرانوالہ، اپریل، 2017ء
38۔ ع۔م، چوہدری، تاریخ سوئی وہار، جٹ لینڈ پبلیشرز، بہاولپور، جون، 2016
39۔ خاں، محمد افضل، راجپوت گوتیں، دفتر مسلم راجپوت، شریف گنج امرت سر محرم الحرام، ۱۳۵۷ھ۔
40۔ لیل۔ایچ، گریفن، سر، رئیسانِ پنجاب، وکٹوریہ پریس، لاہور، 1882ء
41۔ عطاءاللہ ساگر، وارثی، انوارالوارثین، لاہور، سمن آباد، قلمی
42۔ علی اصغر، چشتی، شمیم جالندھر، لاہور، اندرون شاہ عالمی، اکتوبر، 1999ء
43۔ قاسم محمود، سیّد، انسائیکلوپیڈیا، الفیصل، اردو بازار، لاہور، جولائی، 2004ء
44۔ محمد اسلم، پروفیسر، وفوفیات مشاہیر پاکستان، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ستمبر 1990ء
45۔ سر مائیکل ایڈوائر، غیر منقسم برصغیر، میری نظر میں، ٹاک پبلیشرز، لاہور
46۔ ثناء جمال، سردار علی احمد خان، احوال وآثار، مقالہ برائے ایم۔اے اردو، 2005ء تا 2007ء، لاہور کالج برائے خواتین یونی ورسٹی، لاہور۔
47۔ محمد منیر احمد سلیچ، ڈاکٹر، وفوفیات اہلِ قلم، اکادمی ادبیات، پاکستان، 2008ء

Scanned with CamScanner

انگریزی:

1.Gujranwala District, Gazetteer, Revised Edition1893-94, Press Lahore.1805
2.Gujranwala District, Gazetteer, By H.Licon. Edward,1936
3.The imperial Gazetter of India, Vol-xii, Oxford (At The Clarendon Press),1908
4.District Census Report Gujranwal, Parts I-V, A.Rashid (C.S.P), 1961.
5.Ranjit Singh by Lepal Henry Griffin, 1892, Forgooten Books, 2013, Dalton House ,60 Windsor Avenue, London.
6.Ranjit Singh by Narendar Drishna Sinha, A Mukher Jee & Co., Calcutta-12, 1951.
7.Punab Development Statistics (2013) Bureau of Statictics (Govt) of the punjab, Lahore.
8.Changing in Rice Farming in Seclected Area of Asia the institutional Rice research institute Los Banos, Laguna, Philppines.1975
9.Participatory Rural Appraisal for Farmer Participatory Research in Punjab, pakistan, by Irene Guijt and Jules N.Pretty, June,1992.

Notifications:

1.No.SOR(LG)44-412015,Govt of The Punjab, Local Govt. & communication development Deptt.16 Feb,2017
2.No.SO-d-III(LG) 1-58/2005 ,Govt of the Punjab, Local Govt & Rural Development Deptt,24 June,2005.
3.No.SO-d-III(LG)2-11/2001, Govt of the Punjab locl Govt & Rural Decelopment Deptt, dated 24 June,2005.
4.Election Commission of Pakistan, Notification No.DRO-GRW2018/15 dated 24.06.2018.

Scanned with CamScanner

جوابی:

1۔رسول، غلام، مسکین، شانِ مصطفیٰ، آروپ، گوجرانوالہ،

مجلات/رسائل/اخبارات:

1۔مجلہ مہک گوجرانوالہ نمبر 1982ء تا 1984ء

2۔ماہنامہ کنز الایمان، لاہور، جنوری، 2001ء

3۔ماہنامہ المالک لاہور۔اپریل 1959ء

4۔سوز و گداز، سہ ماہی، اوکاڑہ، مارچ، 2015ء

5۔مختصر احوال و مقامات، حضرت صوفی محمد الیاس صابری چشتی"، ادارہ معارف صابریہ، اپریل، 2011ء

6۔مختصر حالات زندگی میاں عطاء اللہ ساگر، میاں غلام فرید وارثی، سمن آباد لاہور، 7مارچ، 2000ء

7۔محمد عبد اللہ، سید، قادری، ادیب کہرافشاں، منڈی بہاؤالدین، چک 15 شمالی، جون، 2006ء

8.The Nation Newspaper, 20,November,2010

9۔روزنامہ نوائے وقت، لاہور، 20، نومبر 2015ء بہ روز جمعۃ المبارک

10۔روزنامہ نوائے وقت، لاہور، 13مارچ، 1976ء، بہ روز ہفتہ

11۔روزنامہ نوائے وقت، لاہور، 12مارچ، 2001ء

12۔روزنامہ نوائے وقت، لاہور، 29جون، 2005ء

13۔روزنامہ جنگ، لاہور 12مارچ 2000ء

14۔سنڈے ایکسپریس 23مارچ 2008ء

15۔ماہنامہ مہر و ماہ، لاہور، تذکارِ فدا نمبر، اگست 1999ء

Scanned with CamScanner

مقالے:

1۔ بشریٰ نوشین، اردو زبان میں ترجمہ قرآن کے ادوار اور مختلف زبانوں میں تراجم، مقالہ، لاہور، پنجاب یونی ورسٹی،

قلمی:

1۔ بخش، اللہ، قادری، اسرارِ مخفی، غیر مطبوعہ، آروپ، گوجرانوالہ،
2۔ عطاء اللہ ساگر، وارثی، مفید الوارثین، غیر مطبوعہ، لاہور، سمن آباد،

مکالمے:

1۔ اسماعیل، بابا (گجوپتی) مکالمہ از راقم، گوجرانوالہ، آروپ،
2۔ انور بھنڈر، چوہدری، مکالمہ از راقم، گوجرانوالہ، آروپ،
3۔ ارشاد احمد، چوہدری، مکالمہ از راقم، گوجرانوالہ،
4۔ اسلم اعوان، پروفیسر، مکالمہ از راقم، گوجرانوالہ، جوڈیشل کالونی،
5۔ شہباز اکمل، صابری، مکالمہ از راقم، گوجرانوالہ، آروپ،
6۔ خاقان چشتی صابری، پیر، مکالمہ از راقم، گوجرانوالہ، آروپ،
7۔ ابرار بھنڈر، مکالمہ از راقم، گوجرانوالہ، آروپ،
8۔ عمران شاہد بھنڈر، مکالمہ از راقم، گوجرانوالہ، کھوکھر کی
9۔ سعید صابری، مکالمہ از راقم، گوجرانوالہ، آروپ،
10۔ حافظ شفیق تبسم، مکالمہ از راقم، گوجرانوالہ، آروپ

Scanned with CamScanner

ویب سائٹس:

http://gujranwaladivision.gop.pk/
https://en.wikipedia.org/wiki/Gujranwala
http://www.dospgujranwala.com/population.html
https://lgcd.punjab.gov.pk/tma_gujranwala
http://www.gujranwala.gop.pk/index.aspx#
http://www.internetpk.com/postal-codes/pakistan/gujranwala.php
https://en.wikipedia.org/wiki/Dogra_Regiment
https://en.wikipedia.org/wiki/Urmar_Tanda
https://en.wikipedia.org/wiki/Alawalpur
https://en.wikipedia.org/wiki/Dehradun
https://en.wikipedia.org/wiki/Nuh_(city)
https://en.wikipedia.org/wiki/Rohtak
https://en.wikipedia.org/wiki/Ali_Pur_Chatta
https://en.wikipedia.org/wiki/Kot_Waris
https://en.wikipedia.org/wiki/Mansurpur
http://naqeeb.org/about-naqeeb-ullah-shah-sarkar/
http://www.aulia-e-hind.com/dargah/pilibit.htm
http://www.onefivenine.com/india/villages/Hoshiarpur/Mukerian/Mansoorpur)
http://soki.in/dhogri-adampur-jalandhar/
https://en.wikipedia.org/wiki/Akhter_Husain
https://en.wikipedia.org/wiki/Member_of_the_Legislative_Assembly_(India)
https://en.wikipedia.org/wiki/Order_of_the_British_Empire
https://en.wikipedia.org/wiki/Protestantism
http://wwwpbscensus.gov.pk(pakistan Bereau of statictics 6th Population & housing censes, 2017.
http://wwwdistancesfrom.com/pk/map.from-Gujranwala-to-Aroop.